9.26

نماز کی فضیلت واہمیت وفلسفۂ نماز اور
فوائد وثمراتِ نماز پر ایک جامع کتاب

صلوٰۃ النبیّ

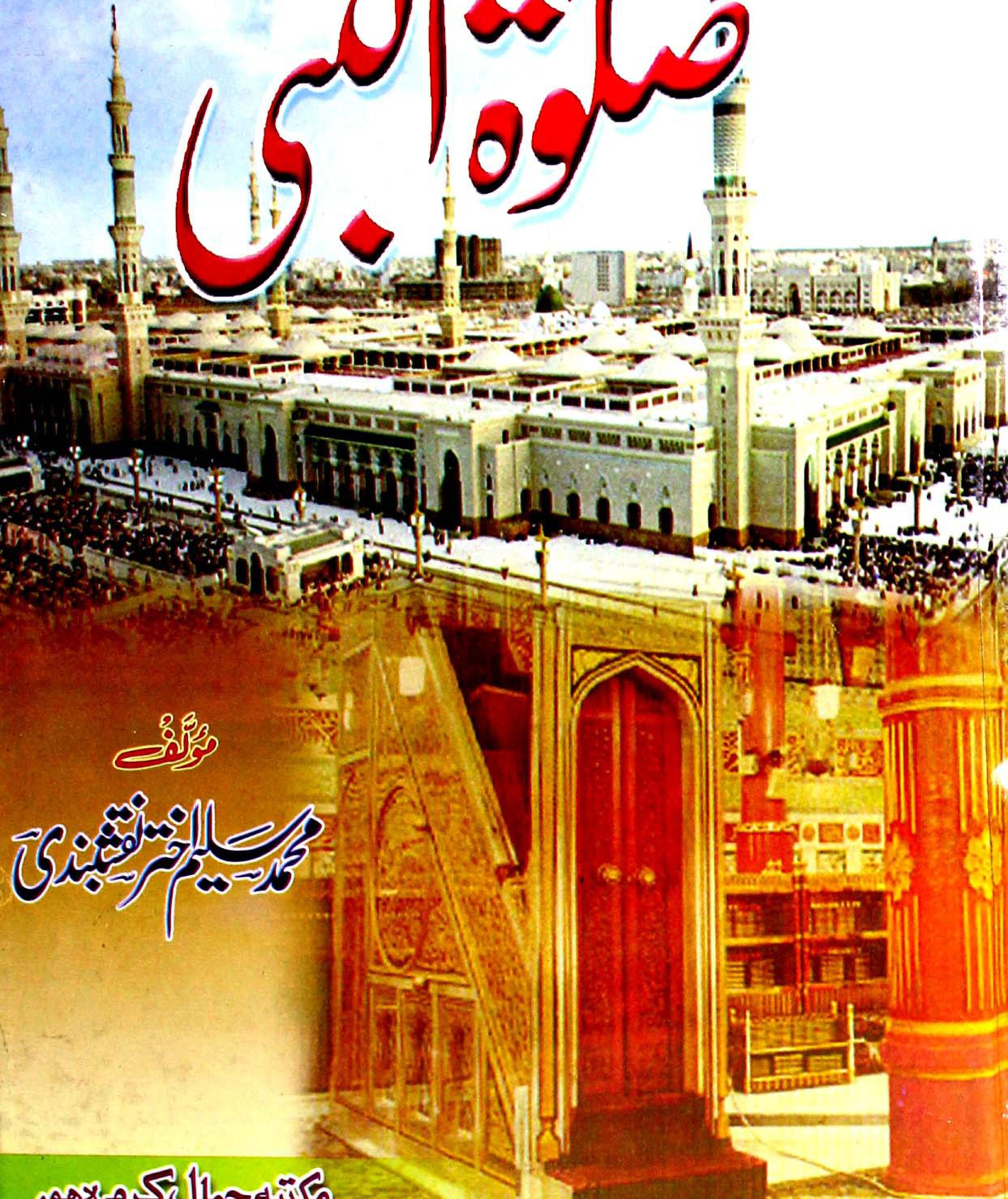

مؤلف
محمد سلیم اختر نقشبندی

مکتبہ جمالِ کرم لاہور

نماز کی فضیلت واہمیت وفلسفہ نماز اور
فوائد وثمراتِ نماز پر ایک جامع کتاب

صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

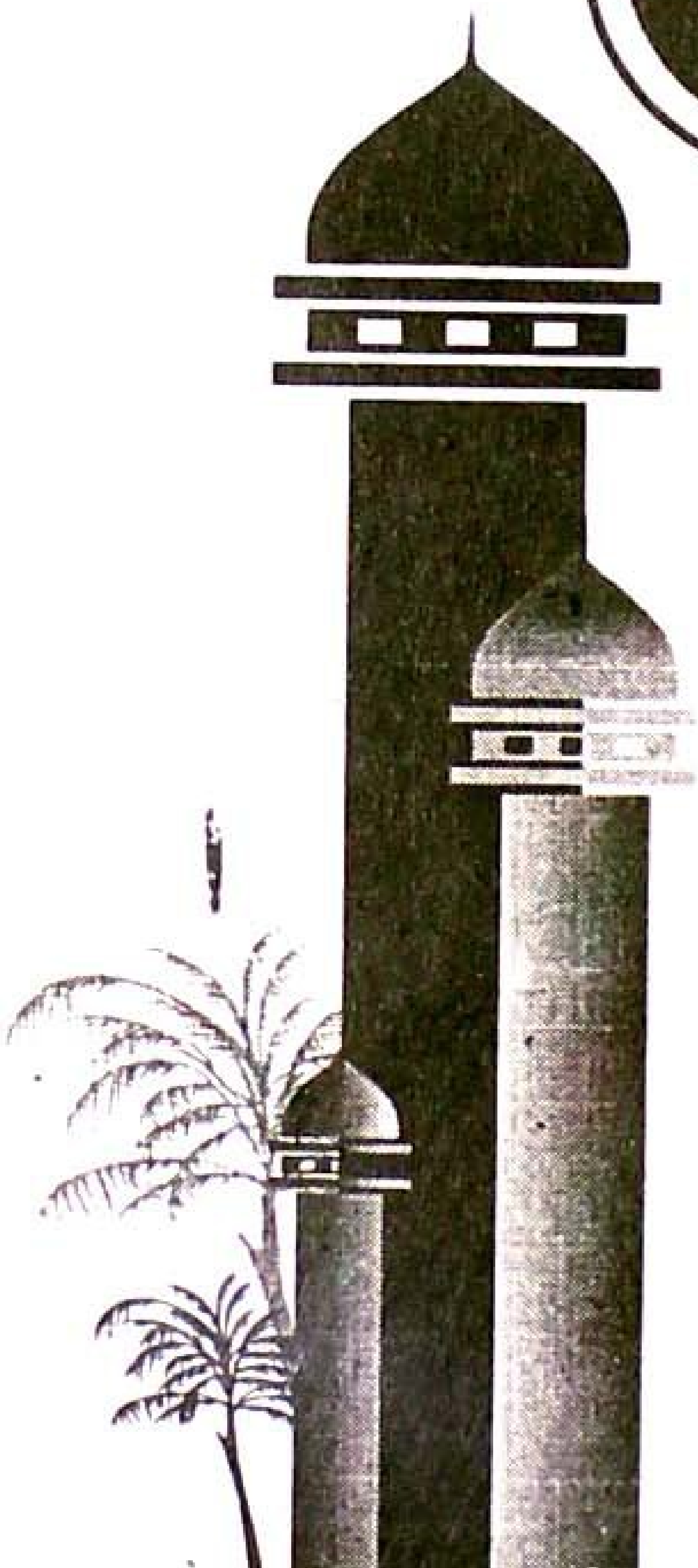

مؤلف

محمد سلیم اختر نقشبندی

مکتبہ جمالِ کرم

9۔ مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور

Ph:042-7324948

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

98142

مصنف .... محمد سلیم اختر نقشبندی

قیمت .... روپے

تعداد 1100

☆ ☆ ☆

زیر اہتمام

ایم احسان الحق صدیقی

☆ ☆ ☆

اکتوبر 2005ء

ناشر

مکتبہ جمال کرم لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ جمال کرم 9 مرکز الاولیس دربار مارکیٹ لاہور 042-7324948

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	عرض مصنف	7
	کتاب اطھارۃ	9
1	وضو	9
2	وضو کے فضائل	9
3	فرائض وضو	13
4	وضو کی سنتیں	14
5	نواقض وضو	27
6	موزوں پر مسح	29
7	مسح کا طریقہ	30
8	جرابوں اور جوتوں پر مسح کی تحقیق	32
9	تحیۃ الوضوء	37
10	غسل	40
11	جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے	41
12	غسل کے متفرق مسائل	42
13	تیمّم	44
14	حیض	45
15	نفاس	47

16	استحاضہ	48
17	پانی کے احکام	49

کتاب الصلوۃ

1	فضائل نماز	52
2	نماز کی تاکید	55
3	اوقات نماز کا بیان	56
4	اوقات مکروہہ کا بیان	**67**
5	اذان واقامت کا بیان	69
6	نماز کی شرائط کا بیان	84
7	نماز کا طریقہ	88
8	مفسدات نماز	140
9	مکروہات نماز	141
10	نماز مریض	145
11	مسافر کی نماز	146
12	قضاء نماز کا بیان	152
13	سجدہ تلاوت	154
14	سترہ کا بیان	156
15	مسجد کا بیان	158
16	جماعت کا بیان	162
17	ترک جماعت کے اعذر	166
18	صفوں کا بیان	169

19	امامت کا بیان	175
20	مقتدی کا بیان	179
21	صحابہ کرام کے فتاویٰ	187
22	تکرار صلوۃ	192
23	نماز فجر	196
24	نماز ظہر	199
25	نماز عصر	201
26	نماز مغرب	203
27	نماز عشاء	204
28	نماز وتر	206
29	نماز تہجد کا بیان	214
30	نماز تراویح	220
31	نماز جمعہ	230
32	نماز عیدین	244
33	صلوۃ الخوف	247
34	نماز استقاء	249
35	گہن کی نماز	252
36	نماز اشراق	254
37	چاشت کی نماز	254
38	اوبین کی نماز	255
39	نماز استخارہ	258

40	صلوٰ التسبیح	259
41	نماز حاجت	260
42	شب برات کے قیام کی فضیلت	262
	کتاب الجنائز	265
1	مریض کی عیادت	266
2	غسل سنت	272
3	کفن	275
4	نماز جنازہ	279
5	نماز جنازہ کی دعائیں	281
6	شہید کی نماز جنازہ	285
7	خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ	286
8	تدفین کا بیان	287
9	زیارت قبور	293
10	ایصال ثواب	295

عرضِ مصنف

الحمدللہ حق حمدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبیؐ بعدہ و علی آلہ و جمیع صحبہ۔ اما بعد۔

"اسلام کے نظامِ عبادات میں نماز کو بنیادی اور اہم ترین حیثیت حاصل ہے ۔ نماز اسلام کا اہم رکن ، دین کا ستون اور خالق و معبود کی بارگاہ میں مخلوق و عبد کی رسائی کا کامل ترین ذریعہ ہے "۔

✍ نماز ہی وہ عبادت ہے جس میں بندہ اپنے اشرفِ اعضاء کو انتہائی عاجزی کے ساتھ زمین پر رکھ کر اپنے معبود کی برتری کا اعلان کرتا ہے ۔

✍ نماز وہ عبادت ہے جس کے ذریعے بندہ مومن دن میں پانچ مرتبہ اپنے خالق سے کئے گئے عہد کی تجدید کرتا ہے ۔

✍ نماز وہ عبادت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب کی راحت قرار دیا۔

✍ نماز وہ عبادت ہے جس کی فرضیت کا حکم وحی کے ذریعے زمین پر ارسال فرمانے کے بجائے معراج کا اہتمام فرمایا گیا گویا نماز امتِ حبیب کے لئے اللہ تعالی کی جانب سے معراج کا تحفہ ہے ۔

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ کتنے مسلمان ہیں جنہوں نے اس تحفہ الیہہ کو قبول کیا ہے اور پھر قبول کرنے والوں میں سے کتنے ہیں جو محبت و خشوع سے اسے ادا کرتے ہیں ۔

نمازیوں کی نمازوں میں خشوع و خضوع اور لذت و سکون نہ ہونے کے کئی اسباب ہیں جن میں دنیا داری ، معاشی بدحالی ، دین سے ناواقفیت اور مادہ پرستی کو نمایاں کردار کا حامل قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ نماز کے بے لذت ہو جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے یہاں ایک گروہ ایسا بھی پیدا ہو چکا ہے جو بڑے منظم انداز میں لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈال رہا ہے کہ جو نماز تم پڑھ

رہے ہو یہ نماز قرآن و حدیث کے مطابق نہیں ۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں جب نمازی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ وسوسہ-کہ معلوم نہیں نماز صحیح ہے یا نہیں-اسے نماز کی لذت و سکون سے محروم کر دیتا ہے ۔

پس نمازیوں کی نماز کے سکون و لذت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے میں نے احادیث کا یہ مجموعہ ترتیب دیا ہے تاکہ نمازی اس یقین کے ساتھ نماز پڑھے کہ جو نماز میں پڑھ رہا ہوں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہے ۔ آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس کتاب میں ہمارے مخاطب غیر مقلد حضرات ہیں جو کسی امام کے مقلد نہیں لہذا تمام ابحاث انہی سے متعلق ہیں ۔ کس طرح کوئی امام یا کسی امام کے مقلد ہمارے مخاطب نہیں ۔

دوسری بات یہ کہ اگر سامعین کسی مقام پر کوئی تلخی محسوس کریں تو انہیں یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ وہ پہل نہیں بلکہ ردِ عمل ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو قبولِ عام عطاء فرمائے اور میرے ساتھ اس سلسلہ میں تعاون کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازے آمین ۔

فقیر محمد سلیم اختر نقشبندی
خادم جامعہ غوثیہ اشاعت القرآن
ملتان چھاؤنی

كتاب الطهارة

وضو

عن ابي مالك ن الا سعري قال قال رسول الله ﷺ الطهور شطر الايمان۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزگی نصف ایمان ہے ۔"

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ مفتاح الجنة الصلوة و مفتاح الصلوة الطهور۔ (احمد)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی پاکیزگی ہے ۔ "

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا تقبل صلوة من احدث حتي يتوضأ۔ (بخاری و مسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بے وضو ہو جائے جب تک وضو نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی ۔ "

وضو کے فضائل

گناہوں سے پاکیزگی عن عثمان قال قال رسول الله ﷺ من توضافاحسن الوضوء خرجت خطاياه من جسده حتي تخرج من تحت اظفاره۔ (بخاری ۔ مسلم)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں ۔"

عن عبدالله الصنابحي قال قال رسول الله ﷺ اذا توضا العبد المؤمن فمضمض خرجت الخطايا من فيه واذا استنثر خرجت الخطايا من انفه واذا غسل وجهه خرجت الخطايا من وجهه حتي تخرج من تحت اشفار عينيه فاذا غسل يديه خرجت الخطايا من يديه حتي تخرج من تحت اظفار يديه فاذا مسح براسه خرجت الخطايا من راسه حتي تخرج من اذنيه فاذا غسل رجليه خرجت الخطايا من رجليه حتي تخرج من اظفار رجليه ثم كان مشيه الي المسجد وصلوته نافلة له۔ (مالک ۔ نسائی)

"حضرت عبداللہ صنابحی سے (مرسلاً) روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اور کُلی کرتا ہے تو اس کے منہ میں سے گناہ گر جاتے ہیں اور جب وہ ناک صاف کرتا ہے تو اسکی ناک میں سے گناہ گر جاتے ہیں اور جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو چہرے سے تمام گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ گر جاتے ہیں پھر جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی گر جاتے ہیں پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے تمام گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ کانوں سے بھی۔ پھر جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اسکے پاؤں کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گر جاتے ہیں پھر اس کا مسجد جانا اور نماز پڑھنا اس کیلئے زائد ثواب ہے ۔"

مومن کا زیور:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء (مسلم شریف)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا (جنت میں) مومن کو زینت اور روشنی وہاں تک حاصل ہو گی جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا تھا۔"

چہرے کی نورانیت :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان امتي يدعون يوم القيٰمة غراً محجلين من آثار الوضوء فمن استطاع منكم ان يطيل غرته فليفعل۔ (بخاری - مسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز میری امت کو اس حالت میں بلایا جائے گا کہ انکے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کے اثر سے چمکتے ہونگے ۔پس تم میں سے جو اپنی روشنی زیادہ کرنا چاہے کرے ۔"

بلندی ء درجات :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ الا ادلكم علي ما يمحوالله به الخطايا و يرفع به الدرجات قالو بليٰ يا رسول الله ﷺ قال اسباغ الوضوء علي المكاره الخ (مسلم- ترمذی)

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جسکے ذریعے اللہ تعالی گناہ معاف فرماتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے آپ نے فرمایا کہ مشقت کے وقت کامل وضو کرنا ۔"

مومن کی خصوصیت :- عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ استقيموا ولن تحصوا واعلموا ان خير اعمالكم الصلوة ولا يحافظ علي الوضوء الا مومن ۔ (مالک -احمد-ابن ماجہ)

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت اختیار کرو حالانکہ کماحقہ تم اسکی طاقت نہیں رکھتے اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرتا ہے ۔"

بروز قیامت پہچان:- عن ابي الدر داء قال قال رجل یا رسول اللہ ﷺ کیف تعرف امتك من بین الامم فیما بین نوح الي امتك قال هم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد كذلك غیر هم الخ (احمد)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کے درمیان ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوح علیہ السلام کی امت سے لیکر اپنی امت تک کے تمام لوگوں میں اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے فرمایا کہ وہ وضو کے اثر سے روشن چہروں والے چمکتے ہاتھ پاؤں والے ہونگے اور انکے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہوگا۔"

آب وضو نیکی کے پلڑے میں :- عن ابي هريرة عن النبي ﷺ من توضاء فمسح بثوب نظیف فلاباء س به ومن لم یفعل فهو افضل لان الوضوء یوزن یوم القیامة مع سائر الاعمال :-(ابن عساکر فی التاریخ)

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جو وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اسلیے کہ آب وضو بھی قیامت کے روز سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا۔"

نور پر نور:- عن عبداللہ بن زید ان رسول اللہ ﷺ توضاء مرتین مرتین وقال هو نور علي نور:- (رزین) وفي رواية له قال رسول اللہ ﷺ الوضوءُ علي الوضوء نورٌ علي نور:

"حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دوبار وضو فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا یہ نور پر نور ہے اسے رزین نے روایت کیا انہیں کی ایک اور روایت میں ہے کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو پر وضو نور پر نور ہے"

نفلی وضو پر دس نیکیاں :- عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ من

توضاءَ علي طُهر کتب لہ عشرُ حسنات : (ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو وضو پر وضو کرے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں ۔

فرائض وضو

یایها الذین آمَنُوا اذا قُمتُم الَي الصّلٰوة فَاغسلُوا وجوهکم وایدیکم الي المرافق وامسحوابرؤسکم وارجلکم الي الکعبین : (القرآن)

"اے ایمان والو : جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھولو۔"

عن انس راءیت رسول اللّٰہ صلي اللّٰہ ﷺ یتوضا وعلیہ عمامةٌ قطریةٌ فادخل یدیہ من تحت العمامة فمسح مقدم راسہ : (ابوداؤد)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا آپ پر قطری (مقام قطر کی طرف منسوب) عمامہ تھا آپ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ داخل فرمائے اور سر کے سامنے کے حصے کا مسح کیا۔"

تفہیم :- (۱) مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ وضو کے چار فرائض ہیں

(i) چہرہ دھونا (ii) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا

(iii) سر کا مسح کرنا (iv) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

(۲) مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوا کہ سر کے چوتھائی حصہ کا مسح فرض ہے ۔ جس کو مقدم راس سے تعبیر فرمایا گیا ۔

(۳) جن اعضاء کو دھونے کا حکم ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان اعضاء کے ہر حصے سے پانی بہ جائے صرف پانی مل لینا کافی نہیں ۔ مفردات امام راغب میں ہے

"غَسلَتُ الشيءَ غسلاً اَسلتُ علیہ الماء فازلت درنہ" یعنی میں نے کسی چیز کو

دھویا اسکا مطلب ہے کہ میں نے اس پر پانی بہایا اور اس کے میل کو دور کردیا۔

(۴) چہرہ دھونے کا مفہوم ہے کہ پیشانی کے بالوں کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے لیکر دوسرے کان کی لوتک اس مکمل حصہ پر پانی بہانا۔ لغت میں اس پورے حصے کو وَجہ کہتے ہیں ۔

وضو کی سنتیں

(۱) نیت :- عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلي الله ﷺ انما الاعمال بالنيات وانما لامرءي مانوى - الحديث: (بخاری- مسلم)

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کیلئے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی۔"

(۲) بسم اللہ پڑھنا :- عن سعيد بن زيد ان رسول الله ﷺ قال لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه: (ترمذی - ابن ماجہ)

"حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کا وضو (کامل) نہیں جو بسم اللہ نہ پڑھے ۔"

عن ابن مسعود عن النبي ﷺ قال من توضا وذكر اسم الله فانه يطهر جسده كله ومن توضا ولم يذكر اسم الله لم يطهر الا موضع الوضوء: (دار قطنی - مشکوۃ)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جس نے بسم اللہ پڑھ کر وضو کیا اسکا سارا بدن پاک ہو جائے گا۔ اور جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کے صرف اعضاء وضو پاک ہونگے ۔"

(۳) ہاتھ دھونا :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا استيقظ احدكم من نومه فلا يغمس يده في الاناء حتي يغسلها ثلاثا فانه لا يدري اين باتت يده: (

بخاری - مسلم)

"حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے تین بار دھونہ لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری"۔ علاوہ ازیں بخاری شریف میں ہے کہ وضو کرتے ہوئے فافرغ علي كفيه ثلث مرار: آپ نے تین مرتبہ ہاتھوں کو دھویا۔"

(۴) مسواک کرنا:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لولا ان اشق علي امتي لا مرتهم بتاخير العشاء وبالسواك عند كل صلوة (بخاری - مسلم)

"حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (یعنی فرض اور لازم کر دیتا)"

واضح رہے کہ یہاں ہر نماز کے وقت مسواک سے مراد نماز کے وضو کے وقت مسواک کرنا ہے جیسا کہ ابن خزیمہ اور حاکم نے سند صحیح سے روایت کیا اور امام بخاری نے بھی کتاب الصوم میں تعلیقاً روایت کیا جس میں عند كل وضوء کے الفاظ مذکور ہیں ۔

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ تفضل الصلوة التي يستاك لها علي الصلوة التي لا يستاك لها سبعين ضعفا: (بیہقی - مشکوۃ)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز جس کیلئے مسواک کیا گیا ہو اس نماز سے ستر ۷۰ گنا افضل ہوتی ہے جس کے لیے مسواک نہ کیا گیا ہو۔"

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ السواك مطهرة للفم مرضاة للرب: (احمد۔ نسائی ۔ دارمی)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنے سے منہ پاک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ۔"

عن عائشة قالت كان النبي ﷺ لا يرقد من ليل ولا نهار فيستيقظ الا يتسوك قبل ان يتوضاء۔ (احمد - ابوداؤد)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دن ہو یا رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کرتے ۔"

(نوٹ) اگر مسواک میسر نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کر لیے جائیں چنانچہ بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا اگرچہ تضعیف بھی کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا يجزي من السواك الاصابعُ۔ یعنی (مسواک نہ ہونے کی صورت میں) انگلیاں مسواک سے کفایت کرتی ہیں ۔

(۵) کلی کرنا:- بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا گیا کہ آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو تعلیم دیں تو انہوں نے پانی منگوا کر پہلے ہاتھ دھوئے اور پھر روایت میں ہے ۔

فمضمض واستنشق واستنثر ثلاثا بثلاث غرفات: (بخاری - مسلم)

"یعنی آپ نے کلی کی ناک میں پانی دیا اور اسے صاف کیا اور یہ تین تین بار تین چلوؤں سے کیا۔"

عن عبدالله بن خير قال نحن جلوس ننظر الي علي حين توضاءَ فادخل يده اليمني فملاء فمه فمضمض و استنشق ونثر بيده اليسري فعل ذالك ثلث مرات ثم قال من سره ان ينظر الي طهور رسول الله ﷺ فهذا طهوره۔ (دارمی مشکوٰۃ)

"حضرت عبداللہ بن خیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ وضو کر رہے تھے پس انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا پھر منہ میں پانی دیا اور کلی کی پھر ناک میں پانی دیا اور اسے بائیں ہاتھ سے صاف کیا ایسا تین بار کیا پھر فرمایا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کا وضو دیکھنا پسند کرے تو دیکھ لے کہ آنحضرت کا وضو یہ تھا۔"

علاوہ ازیں تقریباً ان تمام صحابہ کرام نے کلی کا ذکر کیا ہے جنہوں نے قولاً یا فعلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کو روایت کیا ہے محقق علی الاطلاق محدث جلیل امام ابن الھمام حنفی نے ان میں سے بائیس ۲۲ صحابہ کرام کے اسماء اور انکی روایات کو اختصار سے ذکر کیا ہے۔

(٦) ناک جھاڑنا:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا استيقظ احدكم من منامه فتوضا فليستنثر ثلاثاً فان الشيطان يبيت علي خيشومه۔ (بخاری۔ مسلم)

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو تین بار ناک جھاڑے اسلیے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔"

تفہیم:- انسان کے نتھنوں پر شیطان کے رات گزارنے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

يعني ان الشيطان اذالم يمكنه الوسوسة عند النوم لزوال الاحساس يبيت علي اقصي انفه ليلقي في دماغه الرؤياء الفاسدة ويمنعه عن الرؤيا الصالحة لان محله الدماغ:

"یعنی جب نیند میں احساس زائل ہونے کی وجہ سے شیطان کیلئے وسوسہ ڈالنا ممکن نہیں ہوتا تو وہ انسان کی ناک کے بلند حصے پر رات گزارتا ہے تاکہ اس کے دماغ میں برے خواب ڈالے اور اسے اچھے خواب دیکھنے سے روکے اسلیے کہ اس کی جگہ دماغ ہے۔"

(٧) داڑھی کا خلال:- عن انس قال كان رسول الله ﷺ اذا توضا اخذ كفاً

من مآء فادخله تحت حنكه فخلل به لحيته و قال هكذا امرني ربي : (ابو داؤد)
"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لیکر اسے ٹھوڑی کے نیچے سے داخل فرماتے اور اس سے داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے ایسے ہی حکم دیا ہے ۔"

عن عثمان ان النبي ﷺ کان یخلل لحیته ! (ترمذي ۔ دارمي ۔ مشکواة)
"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال فرماتے تھے ۔"

تنبیہ : داڑھی مسلمان چہرہ کی علامت اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت سے ثابت ہے ۔ شریعت میں اسکا درجہ وجوب کا ہے اسے عموماً سنت اسلیے کہہ دیا جاتا ہے کہ اسکا وجود سنت سے ثابت ہے ۔ جیسا کہ نماز عیدین کو سنت کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی واجب ہیں ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعتہ اللمعات شرح مشکواۃ میں اسکی تصریح فرمائی ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے ۔

(۸) انگلیوں کا خلال :- "عن لقیط بن صبرة قال قلت یا رسول اللہ اخبرني عن الوضوء قال اسبغ الوضوء و خلل بین الاصابع وبالغ في الاستنشاق الاان تکون صائماً : (ابوداؤد ۔ ترمذی ۔ نسائی)
"حضرت لقیط بن صبرۃ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے بارے میں بتایئے فرمایا کہ وضو کامل کرو اور انگلیوں کا خلال کرو اور اگر تم روزہ سے نہ ہو تو ناک جھاڑنے میں مبالغہ کرو ۔"

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ اذا توضات فخلل اصابع یدیك و رجلیك : (ترمذي ۔ مشکو! ة)
"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرو۔"

عن المستورد بن شداد قال رايت رسول الله ﷺ اذا توضاء يدلك اصابع رجليه بخنصره : (ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ)

"حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ وضو فرماتے تو چھوٹی انگلی سے اپنے پیروں کی انگلیوں کا خلال کرتے ۔"

خلال کا طریقہ :- ہاتھوں کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو بھگو کر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دیں اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کریں اس طرح دونوں کی انگلیوں کا خلال ہو جائیگا۔

پاؤں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیا) سے کریں خلال دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور انگوٹھے پر ختم کریں پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کریں ۔

(۹) تین بار دھونا :- عن عثمان رضي الله عنه انه توضا بالمقاعد فقال الااريكم وضوء رسول الله ﷺ فتوضاء ثلاثا ثلاثا : (مسلم)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مقام مقاعد پر وضو کیا اور فرمایا کہ کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کر کے نہ دکھاؤں پھر تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کیا۔"

عن عثمان رضي الله عنه قال ان رسول الله ﷺ توضاء ثلاثاً و قال هذاوضوئي ووضوء الانبياء قبلي ووضوء ابراهيم : (رزین - مشکواۃ)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو فرمایا اور پھر فرمایا کہ یہ میرا وضو ہے ، مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے ۔"

(۱۰) پورے سر اور کانوں کا مسح کرنا:- "حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وضو بیان فرمایا اس میں ہے کہ:-

ثم مسح راسہ بیدیہ فاقبل بھما وادبر بدابمقدم راسہ ثم ذھب بھما الی قفاہ ثم ردھما حتی رجع الی المکان الذی بداء منہ۔ الحدیث (نسائی۔ موطامالک۔ مشکواۃ)

"پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا سامنے سے بھی اور پیچھے سے بھی۔ پہلے سر کے سامنے والے حصے سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر انہیں (مسح کرتے ہوئے) واپس اسی جگہ لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔"

عن ابن عباس ان النبی ﷺ مسح براسہ واذنیہ باطنھما بالسباحتین وظاہر ھما بابھامیہ: (نسائی۔ مشکواۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا اور دونوں کانوں کا مسح فرمایا کانوں کے اندر کا مسح شہادت کی انگلیوں سے فرمایا اور کانوں کے باہر کا مسح انگوٹھوں سے فرمایا۔"

تفہیم: واضح رہے کہ کانوں کے مسح کیلئے دوبارہ پانی نہیں لیا جائے گا اس لیے کہ کان سر کا حصہ ہیں چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

الاذنان من الراس:- (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

"یعنی کان سر کا حصہ ہیں۔"

علاوہ ازیں وضو سے گناہ جھڑنے کی وہ طویل حدیث جو پہلے فضائل وضو میں مذکور ہوئی اسمیں بھی تصریح موجود ہے کہ:-

فاذامسح براءسہ خرجت الخطایا من راسہ حتی تخرج من اذنیہ:-

"یعنی جب انسان سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ کانوں سے بھی۔"

پس جس طرح ہاتھ دھونے کے متعلق فرمایا کہ ان کے گناہ گر جاتے ہیں

یہاں تک کے ناخنوں کے نیچے سے بھی پاؤں کے متعلق فرمایا کہ پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ چہرے کے متعلق فرمایا کہ چہرہ دھونے سے آنکھوں کی پلکوں تک کے گناہ گر جاتے ہیں لہذا جس طرح ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن ہاتھوں کا حصہ ہیں - پاؤں کی انگلیوں کے ناخن ان کا حصہ ہیں آنکھیں چہرہ کا حصہ ہیں اسی طرح کان سر کا حصہ ہیں اور غایت ہر جگہ مغیا میں داخل ہے۔

خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی عمل مروی ہے چنانچہ ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو بتاتے ہوئے یوں عمل کیا۔

ثم غرف غرفةً فمسح بها راسه واذنيه :-

"یعنی ایک چلو پانی لیا اور اسکے ساتھ سر اور کانوں کا مسح کیا۔"

امام نسائیؒ نے ایک باب کا نام ہی یہ رکھا۔ باب مسح الاذنين مع الراس۔ خلاصہ یہ ہے کہ سنت طریقہ یہی ہے کہ کانوں کا مسح سر کے ساتھ اسی پانی سے کیا جائے جو سر کے مسح کے لئے لیا گیا۔ اسکے خلاف جو احادیث وارد ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر سر کا مسح کرتے ہوئے تری باقی نہ رہے تو پھر کانوں کے مسح کیلئے دوبارہ ہاتھ بھگو لیے جائیں۔

(۱۱) دائیں جانب سے ابتداء :- عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي يحب التيمن ما استطاع في شانه كله في طهوره و ترجله و تنعله : (بخاری - مسلم)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک ہو سکے اپنے ہر معاملے میں دائیں جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے اپنے وضو میں، کنگھا کرنے میں اور جوتے پہننے میں بھی۔"

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا لبستم و اذا توضاتم فابدؤا بايامنكم۔

(احمد - ابوداؤد - مشکواۃ)

"حضرت ابو ہریرۃ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے شروع کرو۔"

(۱۲) انگوٹھی کو حرکت دینا:- عن ابي رافع قال كان رسول الله ﷺ اذا توضاءوضوءالصلوة حرك خاتمه في اصبعه: (ابن ماجہ - دار قطنی)

"حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا وضو فرماتے تو اپنی انگلی میں انگوٹھی کو حرکت دیتے۔"

واضح رہے کہ مردوں کیلئے چاندی کی ایک انگوٹھی کے سوا کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلا وغیرہ پہننا جائز نہیں ہے اور چاندی کی انگوٹھی کے لئے بھی شرط ہے کہ وہ ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے پوری نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو۔

جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے کہ ایک شخص نے جب سوال کیا کہ میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من ورق ولا تتمه مثقالاً۔ "یعنی چاندی کی انگوٹھی پہنو اور وہ بھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے پوری نہ کرو۔"

(۱۳) ترتیب:- اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض وضو کی جو ترتیب قرآن مجید میں بیان فرمائی اسی ترتیب کے مطابق وضو کیا جائے یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر عمل ہے چنانچہ ترمذی اور نسائی میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو بتاتے ہوئے اس طرح عمل کیا۔

غسل وجهه ثلاثاً وذراعيه ثلاثاً ومسح براسه مرة ثم غسل قدميه الي الكعبين۔ (ترمذی۔ نسائی)

"یعنی آپ نے تین تین مرتبہ چہرے اور کلائیوں کو دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا اور پھر ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے۔"

98142

مسنون وضو کی مکمل ترکیب

(۱) پاکیزگی اور ثواب کے حصول کی نیت کیجائے۔ انما الاعمال بالنیات۔ (بخاری۔ مسلم)

(۲) بسم اللہ پڑھنی چاہیے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ (ترمذی شریف)

(۳) تین بار پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور مسواک کیجائے فافرغ علی کفیہ ثلث مرار۔ (بخاری شریف)

(۴) تین چلوؤں سے تین بار کلی کی جائے ثم مضمض ثلاثاً (ترمذی شریف)

(۵) پھر تین چلوؤں سے تین بار ناک میں پانی ڈالیں اور اسے صاف کریں واستنشق ثلاثاً۔ (ترمذی شریف)

(۶) پھر تین بار چہرہ دھوئیں ثم غَسَلَ وَجھہ ثلاثاً (بخاری شریف)

(۷) پھر ایک چلو لے کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ داخل کرکے داڑھی کا خلال کریں کان یخلل لحیتہ) (ترمذی شریف)

(۸) پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھوئیں پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھوئیں۔

ثم غسل یدہ الیمنی الی المرفق ثلاثا، ثم غسل یدہ الیسری الی المرفق ثلاثاً۔ (بخاری شریف)

(۹) پھر ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کریں وخلل بین الاصابع۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

(۱۰) اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے حرکت دیں حرك خاتمہ في اصبعہ (دارقطنی۔ م

(۱۱) پھر مکمل سر کا مسح کریں۔ ترکیب اس طرح ہے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپر والے حصے پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کا مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے۔

بدأ بمقدم رأسہ ثم ذھب بھما الی قفاہ ثم ردھما حتی رجع الی المکان الذی

بَدَأَ منہ۔ (نسائی ۔ موطامالک)

(۱۲) پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں کانوں کے سراخوں میں ڈالیں اور ان سے کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح کریں اور انگوٹھوں سے کانوں کے بیرونی حصہ کا مسح کریں ۔

باطنهما بالسباحتين و ظاہر هما بابهاميه۔ (نسائی ۔ مشکوۃ)

(۱۳) کانوں کیلئے نیا پانی نہ لیں بلکہ وہی کافی ہے جو سر کے مسح کیلئے لیا۔

ثم غرف غرفةً فمسح بها راسه و اذنيه۔ (ابن حبان ۔ حاکم ۔ ابن خزیمہ)

(۱۴) پھر دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں ۔

ثمّ غسَل رَجله اليمني ثلاثاً ثمّ اليسري ثلاثاً (بخاری شریف)

نوٹ :- گردن کا مسح بھی مسنون ہے چنانچہ طبرانی میں ہے

حَتي بلغ بهما الي اسفل عنقه :- (طبرانی)

یعنی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ گردن کے نیچے تک لے گئے ۔

علاوہ ازیں متعدد احادیث میں لفظ "قفا" وارد ہے جس کا معنی گدی ہے اور گدی گردن کو بھی شامل ہے ۔

گردن کا مسح ہاتھوں کی پشت سے کیا جانا چاہیے ۔

"وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی جائے"

عَن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قَال رسول الله ﷺ ما منكم من احد يتوضا فيبلغ او فيسبغ الوضوء ثم يقول اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله الا فتحت له ابواب الجنه الثمانية يدخل من ايهما شاء۔ (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کامل وضو کرے اور پھر یہ کلمہ پڑھے اَشهَدُ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَ اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهٗ وَ

رَسُولَہٗ تو اس کیلئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ ان میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے ۔

علاوہ ازیں ترمذی کی روایت میں کلمہ شہادت کے ساتھ یہ الفاظ پڑھنا بھی مذکور ہے ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ ۔ (ترمذی)
اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور پاکوں میں سے بنا دے ۔

"وضو کی دیگر دعائیں "

وضو کرنے کے دوران ہر عضو دھوتے وقت الگ ایک مخصوص دعا علماء سے ماثور اور مروج ہے وہ اگرچہ سنت سے ثابت نہیں لیکن عمل خیر ہے لہذا وہ دعائیں مانگنا دنیوی باتوں اور خاموش رہنے سے بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

املاء الخیر خیر من السکوت والسکوت خیر من املاء الشر ۔ (بیہقی ۔ مشکوۃ)
اچھی بات کرنا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات کرنے سے بہتر ہے ۔ لہذا واضح ہوا کہ خاموش رہنے سے ذکر خیر بہتر ہے اور دُعا سے زیادہ بڑھکر ذکر خیر کونسا ہو سکتا ہے جسے "مخ العبادۃ" قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ادعوني استجب لكم (القرآن) مجھ سے مانگو میں قبول فرماتاہوں اور کہیں اللہ یا اسکے رسول نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف وھی دعا مانگنا جائز ہے جو رسول اللہ سے مروی ہو اسکے علاوہ دعا جائز نہیں تو پھر اور کوئی کون ہوتا ہے جو دعا کے عمل خیر کو روکے ۔

پس صرف اسی بنا پر ادعیہ سے روکنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہیں ایک عمل خیر سے روکنا مداخلت فی الدین ، جہالت اور شیطان کی پیروی ہے ۔

"وضو میں بے احتیاطی کا انجام"

عن عبداللہ بن عمر و قال رجعنا مع رسول اللہ ﷺ من مكة الي المدينة حتي اذاكنا بماء بالطريق تعجل قوم عند العصر فتوضئوا وهم عجال فانتهينا اليهم واعقا بهم تلوح لم يمسها الماء فقال رسول اللہ ﷺ ويل للا عقاب من النار اسبغو الوضوء۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ واپس آرہے تھے جب ہم راستے میں ایک پانی کے قریب پہنچے تو کچھ لوگوں نے عصر کے وقت جلدی کی اور جلدی جلدی وضو کیا جب ہم ان تک پہنچے تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں اور انہیں پانی نے چھوا تک نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خشک) ایڑیوں کیلئے جہنم سے ہلاکت ہے پس وضو کامل کیا کرو۔

"نواقض وضو"

عن علي بن طلق قال قال رسول اللہ ﷺ اذا فسا احدكم فليتوضا (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ان الوضوء علي من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لیٹ کر نیند کرے اس پر وضو لازم ہے اس لیے کہ جب آدمی لیٹتا ہے اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں

عن ابي الدرداء ان رسول اللہ ﷺ قاء فتوضاء۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے کی تو وضو فرمایا

عن علي قال سالت النبي ﷺ من المذي فقال من المذي الوضوء۔ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذی کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ مذی سے وضو لازم ہے۔

تفہیم :- مذی سے مراد وہ رقیق پانی ہے جو شدت شہوت کے وقت سر ذکر پر ظاہر ہوتا ہے ۔ ودی وہ گاڑھا مادہ ہے جو کمزوری یا تکلیف کے باعث پیشاب کے بعد قطروں کی صورت میں خارج ہوتا ہے اس سے بھی وضو لازم ہوتا ہے ۔

"عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من ضحك في الصلوة قهقهة فليعد الوضوء والصلوة۔ (ابن عدی فی الکامل بسند جید و مسند ابی حنیفہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے وہ وضو اور نماز دونوں کو لوٹائے ۔

قال الله تعالى او جاء احد منكم من الغائط۔ (القرآن)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یا تم میں سے کوئی پاخانہ و پیشاب کرے (تو وہ نماز نہیں پڑھ سکتا)

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من اصابه قيئ او رعاف او قلس او مذي فلينصرف فليتوضاء۔ (ابن ماجہ)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے قے آئی یا نکسیر آئی یا جی متلا کر کچھ خارج ہوا یا مذی آئی تو وہ پھر جائے اور وضو کرے ۔

تفہیم :- حدیث میں جو لفظ " قلس " وارد ہوا ہے اس کا معنی بھی قے ہوتا ہے

قے اور قلس میں فرق یہ ہے کہ قے طبیعت کے سکون کے وقت خارج ہوتی ہے اور قلس وہ ہے جو جی متلانے سے خارج ہو چنانچہ امام ابن الھمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں القلس الخارج مع الغثیان و القي مع سکون النفس۔

عن زیدبن ثابت قال قال رسول اللہﷺ الوضوء من کل دم سائل ۔ (ابن عدی فی الکامل)

حضرت زیدبن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہنے والے خون سے وضو لازم ہے

نوٹ:- اس حدیث کے ایک راوی احمد ابن فروخ پر بعض محدثین نے جرح کی ہے لیکن بہت سے محدثین نے اسکی توثیق کی ہے جیسا کہ محدث ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں فرمایا قد کتبنا عنہ و محلہ عندنا الصدق۔ لہذا یہ حدیث کسی طرح بھی درجہ حسن سے ساقط نہیں ہے ۔

خلاصہ :- مندرجہ بالا احادیث اور دیگر دلائل کی روشنی میں مندرجہ ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔

پاخانہ ، پیشاب، ودی ، مذی، منی، کیڑا ، پتھری کا مرد یا عورت کے آگے سے نکلنا، ہوا کا خارج ہونا، خون یا پیپ وغیرہ کا جسم کے کسی حصہ سے بہہ نکلنا ، منہ بھر کے قے آنا، اس طرح سو جانا کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں ،بیہوشی ، جنون ،غشی ، نشہ،نماز میں زور سے ہنسنا، دکھتی آنکھ سے آنسو بہنا اور مباشرت فاحشہ یعنی انسان کا شرمگاہ کو دوسرے انسان کی شرمگاہ سے ملانا۔

"موزوں پر مسح"

عن المغیرۃ بن شعبۃ انہ قال رایت النبيﷺ یمسح علي الخفین علي ظاھر ھما (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح کرتے ۔

عن المغيرة قال مسح رسول اللهﷺ علي الخفين فقلت يا رسول الله نسيت قال بل انت نسيت بهذا امرني ربي عزوجل۔ (احمد ۔ ابوداؤد)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا بلکہ تم بھول گئے ہو مجھے پروردگار عزوجل نے اسی بات کا حکم دیا۔

انتباہ:- موزوں پر مسح کی احادیث متواتر المعنی ھیں بے شمار صحابہ کرام نے انہیں روایت کیا چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے ۔جمع بعضهم رواته فبلغوا ماتين۔ یعنی بعض حفاظ حدیث نے موزوں پر مسح کی احادیث کے راویوں کے نام جمع کیے تو وہ دو سو ٢٠٠ تک پہنچے ۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو پایا جو سب موزوں پر مسح کے قائل تھے لہذا تمام ائمہ اسلام کے نزدیک موزوں پر مسح بالاِجماع جائز ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے اہل سنت وجماعت کی علامات میں سے ایک علامت قرار دیا ہے ۔

مسح کا طریقہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکواۃ میں موزوں پر مسح کا مسنون طریقہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ؒ صورته ان يضع اصابع اليمنيٰ علي مقدم خفه الايمن واصابع اليسريٰ علي مقدم الايسر و يمدهما الي الساق فوق الكعبين و يفرج اصابعه هذا هو الوجه المسنون۔ یعنی اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں موزوں کے سامنے والے حصے (پنجے) پر رکھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے کے سامنے والے حصے (پنجے) پر رکھے اور دونوں ہاتھوں کو ٹخنوں کے اوپر پنڈلیوں تک کھینچ لے جائے اور ہاتھ کی

انگلیوں کو خوب کھلار کھے یہی مسنون طریقہ ہے ۔

مسح کی مدت

عن شريح بن هاني قال ساءلت علي بن ابي طالب عن المسح علي الخفين فقال جعل رسول اللهﷺ ثلاثة ايام وليالهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم۔ (مسلم شریف)

شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کیلئے تین دن تین راتیں اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی ۔

عن ابي بكرة عن النبيﷺ انه رخص للمسافر ثلاثة ايام ولياليهن وللمقيم يوما وليلة اذا تطهر فلبس خفيه ان يمسح عليهما :۔ (دار قطنی ۔ مشکواۃ)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کو تین دن رات اور مقیم کو ایک دن رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی جبکہ اس نے وضو کر کے موزے پہنے ہوں

معلوم ہوا کہ (۱) موزوں پر مسح مقیم و مسافر سب کیلئے جائز ہے اگرچہ مدت مختلف ہے ۔

(۲) موزوں پر مسح اس وقت جائز ہو گا جب وضو کر کے موزے پہنے ہوں ورنہ نہیں ۔

جنابت کی صورت میں مسح نہیں :-

عن صفوان بن عسال قال كان رسول اللهﷺ يا مرنا اذا كنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ايام ولياليهن الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم (ترمذی ۔ نسائی)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ تین دن راتیں ہم موزے نہ اتاریں سوائے جنابت کے ۔ مگر پاخانہ پیشاب اور نیند سے نہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غسل واجب ہو گیا ہے تو اس میں موزوں پر مسح کافی نہیں بلکہ موزے اتار کر پاؤں دھونا لازم ہے جبکہ باقی نواقض وضو کی صورت میں دوران مدت مسح کافی ہے ۔

جرابوں اور جوتوں پر مسح کی تحقیق"

جمہور ائمہ اسلام کے نزدیک اونی اور سوتی جرابوں پر مسح جائز نہیں بلکہ انہیں اتار کر پاؤں دھونا لازم ہے جبکہ آج کل کچھ حضرات جو اپنے آپکو حدیث کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ ان جرابوں پر مسح کرنے کو سنت بتا کر اس پر عمل کی ترغیب دیتے ہیں اس لیے اس مسئلہ کی تفصیل سے وضاحت کی ضرورت ہے ۔ جرابوں پر مسح جائز قرار دینے والے حضرات مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں

(۱) عن المغيرة بن شعبة قال توضا النبي ﷺ و مسح علي الجوربين والنعلين (احمد ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

(۲) عن ابي موسي الاشعري قال ان رسول ﷺ توضاء ومسح علي الجوربين والنعلين (ابن ماجہ۔ طبرانی)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔

(۳) عن بلال قال کان رسول الله ﷺ يمسح علي الخفين والجوربين (طبرانی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موزوں اور جرابوں پر مسح فرماتے تھے ۔

محدثین کے تبصرے :- مندرجہ بالا احادیث میں سے پہلی جو حضرت مغیرہ سے مروی ہے اس کے بارے میں محدثین کی رائے کچھ اس طرح ہے ۔

امام نسائیؒ سنن کبریٰ میں فرماتے ہیں ۔ لانعلم احدا تابع اباقيس علي هذه الرواية والصحيح عن المغيرة ان النبي ﷺ مسح علي الخفين ۔

یعنی ہم کسی ایسے راوی کو نہیں جانتے جس نے اس روایت میں ابو قیس کی متابعت کی ہو اور حضرت مغیرہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔

امام بیہقی اسی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں حديث منكر ضعفه سفيان الثوري و عبدالرحمن بن مهدي واحمد بن حنبل و يحيٰي بن معين و علي بن المديني و مسلم بن الحجاج والمعروف عن المغيرة حديث المسح علي الخفين ۔

یہ حدیث منکر ہے سفیان ثوری ، عبدالرحمن بن مہدی ، احمد بن حنبل، یحیی بن معین ، علی بن مدینی اور مسلم بن حجاج نے اسے ضعیف قرار دیا اور حضرت مغیرۃ سے جو صحیح حدیث ہے وہ موزوں پر مسح کی ہے ۔

امام نووی فرماتے ہیں اتفق الحفاظ علي تضعيفه یعنی تمام حفاظ حدیث کا اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے ۔

اب آئیے دوسری حدیث کی طرف جو ابو موسی اشعری سے مروی ہے اس کے بارے میں امام ابو داؤد نے فرمایا "ليس بالمتصل ولا بالقوي" نہ یہ متصل ہے اور نہ ہی قوی ہے ۔ امام بیہقی نے کہا "والضحاك بن عبدالرحمان لم يثبت سماعه من ابي موسيٰ وعيسي بن سنان لا يحتج به" یعنی ابو موسی اشعری سے روایت کرنے والے ضحاک بن عبدالرحمن کا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے سماع

ثابت نہیں اور عیسی بن سنان (ایک راوی) قابل حجیت نہیں ۔

اسی طرح تیسری حدیث کا حال ہے جسے طبرانی نے دو استاد سے روایت کیا جن میں سے ایک بالکل مجروح اور ساقط الاعتبار ہے ۔ جانے دیجیے ہم محدثین کی اس تمام تر تضعیف و تنکیر کے باوجود ان احادیث کو صحیح تسلیم کر لیتے ہیں لیکن پھر بھی ان سے جرابوں پر مسح کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ صحیح ہونے کی صورت میں بھی یہ احادیث خبر واحد ہیں اور خبر واحد راوی کے خطاو نسیان کے امکان کی بنا پر مفید ظن ہوتی ہے اس سے علم یقین حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ہر ذی علم کو معلوم ہے جبکہ پاؤں دھونے کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان بالکل واضح اور یقینی ہے لہذا کسی ایسی دلیل کی بنا پر جو مفید یقین نہ ہو اللہ تعالی کے فرمان سے عدول یا اسکی تقیید و تخصیص قطعاً جائز نہیں جب تک کہ وہ دلیل حیز تواتر میں پہنچ کر علم یقین کا فائدہ نہ دے جیسا کہ موزوں پر مسح کی حدیث ہے جسے علماء نے متواتر المعنی قرار دیا ۔ امام مسلم نے اس پر یوں تبصرہ فرمایا لا يترك ظاهر القرآن بمثل ابي قيس وهذيل یعنی ابو قیس اور ہزیل (اس حدیث کے راوی) جیسے لوگوں کی وجہ سے ظاہر قرآن کو ترک نہیں کیا جاسکتا پس ثابت ہوا صرف اونی یا سوتی جرابوں پر مسح کسی طرح دین کے اصولوں اور شریعت کے منشا کے مطابق نہیں ہے ہاں اگر جرابیں مجلد یا منعل ہوں جن میں اوپر نیچے یا صرف نیچے چمڑا لگا ہوتا ہے تو وہ موزوں کی مشابہت کی وجہ سے موزوں کے حکم میں داخل ہوں گی۔

علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ عین ممکن بلکہ قوی احتمال یہ ہے کہ ان تین احادیث میں بھی جرابوں سے مراد موزے ہوں اس لیے کہ لغت میں موزوں کو بھی جراب کہا جاتا ہے چنانچہ لغت کی معتبر ترین کتاب قاموس میں ہے الجورب لفافة الرجل " پاؤں پر پہنی جانے والی چیز جورب ہے " بالکل اسی طرح تاج العروس میں بھی ہے غاية المقصود میں اس کی صراحت موجود ہے کہ موزے کو بھی جورب کہتے ہیں ان الجورب يتخذ من الاديم وكذا من الصوف وكذا من القطن و يقال لكل واحد من هذا انه جورب " یعنی جورب چمڑے سے بھی

بنائی جاتی ہے اون سے بھی اور سوت سے بھی اور ان میں سے ہر ایک کو جورب کہتے ہیں ۔

پس یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گئی کہ لغت میں پاؤں پر پہنی جانے والی ہر چیز کو جورب کہتے ہیں خواہ وہ چمڑے کی ہو یا کپڑے کی لہذا ہم کہتے ہیں ان احادیث میں جورب سے مراد چمڑے کی وہی جورب ہیں جنہیں دو صد سے زیادہ صحابہ کرام نے روایت کیا اور اصطلاح میں جنہیں خف یعنی موزے کہتے ہیں پس احادیث میں کوئی تفاوت نہیں اور سب احادیث موزوں پر مسح کے بارے میں ہیں کسی صحابی نے اسے خف کہدیا اور کسی نے جورب اور یہی مفہوم ان آثار کا ہے جن میں بعض صحابہ کرام کے جرابوں پر مسح کا ذکر ہے لہذا اگر موزہ ہے تو مسح جائز ورنہ قطعاً ناجائز ہوگا۔

جوتوں پر مسح کا مفہوم:- جرابوں پر مسح کے ضمن میں ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ مسح کے بارے میں اصل حدیث موزوں پر مسح کے بارے میں ہے پس اگر جوتے ایسے ہوں جو بالکل موزوں کی طرح بند اور ٹخنوں کے اوپر تک ہوں تو ان پر مسح جائز ہو گا ورنہ نہیں جہاں تک مندرجہ بالا احادیث میں جوتوں پر مسح کا تعلق ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین تسموں والی تھیں جو موزوں پر مسح کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی لہذا آپ انہیں اتارے بغیر موزوں پر مسح فرمالیتے چونکہ آپ نے موزوں پر مسح کیلئے جوتے نہیں اتارے اس لیے راوی نے اسے جوتوں پر مسح سمجھ کر روایت کر دیا جیسا کہ بے شمار علماء نے اس کی صراحت کی ہے ۔

عمامہ پر مسح کی حقیقت

کچھ روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ پر مسح فرمایا جس کی وجہ سے بعض لوگ اسے سنت کا درجہ دے کر عمامہ پر مسح نہ کرنے والوں کو تارکِ سنت گردانتے ہیں حالانکہ جن احادیث میں عمامہ پر مسح کرنے کا ذکر

ہے خود ان ہی اکثر روایات میں الفاظ اس طرح ہیں مسح علي الناصية وعلي العمامة یعنی آپ نے سر کے سامنے والے حصے اور عمامہ پر مسح فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ آپ صرف عمامہ پر مسح کرنے پر اکتفا نہیں فرماتے تھے بلکہ موضع فرض کا مسح فرما کر کبھی کبھی عمامہ پر ہاتھ پھیر لیتے تھے۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر پر عمامہ ہونے کی صورت میں مسح اس طرح فرماتے کہ عمامہ نہ اتارنا پڑتا بلکہ عمامہ کے نیچے ہاتھ داخل فرما کر سر کا مسح فرما لیتے یا عمامے کو تھوڑا سا کھسکا کر سر کا مسح فرما لیتے جس کی وجہ سے راوی نے اسے عمامے پر مسح سمجھ کر روایت کر دیا جیسا کہ جوتوں پر مسح روایت کر دیا اور اسی طرح عمامہ اتارے بغیر مسح ہوتا اس لئے راوی نے عمامہ پر مسح روایت کر دیا اور اس بات کی صراحت خود احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ آپ عمامے کے نیچے ہاتھ داخل فرما کر یا عمامہ کو کھسکا کر مسح فرماتے اور عمامے کو نہ اتارتے چنانچہ حضرت انس بیان فرماتے ہیں۔

رایت رسول الله یتوضا و علیہ عمامة قطریة فادخل یدیہ من تحت العمامة فمسح مقدم راسہ۔ (ابوداؤد)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا آپ پر قطری عمامہ تھا آپ نے اپنے ہاتھ عمامے کے نیچے داخل فرمائے اور سر کے سامنے کے حصے کا مسح فرمایا

اسی طرح امام بیہقی نے مرسلاً روایت کیا والمرسل حجة عندالجمهور۔عن عطاء ان النبي ﷺ توضا فحسر العمامة و مسح مقدم راسہ۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے وضو فرمایا تو عمامہ کو تھوڑا سا ہٹا کر سر کے سامنے والے حصے کا مسح فرمایا۔

پس واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی وہی ہے جو قرآن کا واضح حکم ہے کہ سروں کا مسح کرو اور عمامہ پر مسح کرنے پر اکتفاء کرنا قطعاً سنت نہیں بلکہ حکم خدا سے عدول کے مترادف ہے۔

"تحیۃ الوضو"

جنت واجب :- عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله ﷺ مامن مسلم يتوضا فيحسن وضوأه ثم يقوم فيصلي ركعتين مقبلاً عليهما بقلبه ووجهه الا وجبت له الجنة۔ (مسلم شریف)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے وضو کیا اور بہترین وضو کیا پھر کھڑا ہوا اور دل اور چہرے سے (ظاہری۔باطنی) توجہ کر کے دو رکعت نماز ادا کی تو اس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔

پچھلے گناہ معاف :- مسنون وضو کی تعلیم دینے کیلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے وضو کیا پھر فرمایا۔

رايت رسول الله ﷺ توضا نحو وضوئي هذا ثم قال من توضا وضوئي هذا ثم يصلي ركعتين لا يحدث نفسه فيهما بشي غفر له ما تقدم من ذنبه۔ (بخاری ۔ مسلم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے ایسے ہی وضو فرمایا جیسا میں نے کیا پھر فرمایا جس نے میرے وضو جیسا وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں خیالات سے اجتناب کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لبلال عند صلوة الفجر يا بلال حدثني بارجيٰ عمل عملته في الاسلام فاني سمعت دف نعليك بين يدي في الجنة قال ما عملت عملاً ارجيٰ عندي من اني لم اتطهر طهورا في ساعة من الليل او النهار الا صليت بذالك الطهور ما كتب لي ان اُصلي۔ (بخاری ۔ مسلم)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز فجر کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا اے بلال بتایئے تم نے اسلام میں وہ

کونسا عمل کیا جس کے بارے میں ثواب کی زیادہ امید ہے اسلیے کہ میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے سنی حضرت بلال نے جواب دیا کہ جو عمل میرے نزدیک سب سے زیادہ (ثواب کی) امید کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ دن ، رات میں میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو جتنی مقدر میں ہو اس سے نماز پڑھ لیتا ہوں ۔

انتباہ:- (۱) وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کرنا تحیۃ الوضوء کہلاتا ہے (۲) طلوع آفتاب، نصف النہار ، غروب آفتاب، فجر کی نماز سے قبل اور بعد اور نماز عصر کے بعد تحیۃ الوضوء پڑھنا جائز نہیں ہے تفصیل اوقات کے بیان میں ملاحظہ فرمائیں ۔

"استنجاء"

بیت الخلاء میں داخلے کی دعا:- عن انس قال کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل الخلاء یقول اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبائِثِ ۔ (بخاری ۔ مسلم)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کیلئے جاتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبائِثِ ۔ (اے اللہ میں ناپاکی اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں)

قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے :- عن ابي ايوب الانصاري قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها الحديث (بخاری ۔ مسلم)
حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانہ کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ ۔

جن چیزوں سے استنجاء منع ہے :- عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانها زاد اخوانكم من الجن (ترمذی ۔ مشکوۃ)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ تم لید اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کرو اس لیے کہ یہ تمھارے "جن" بھائیوں کی غذا ہے ۔

استنجاء میں دایاں ہاتھ استعمال نہ کریں :- عن ابي قتادة قال قال رسول الله ﷺ اذا شرب احدكم فلا يتنفس في الاناء واذا اتي الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه ولا يتمسح بيمينه۔ (بخاری - مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ نکالے اور جب بیت الخلاء میں جائے تو اپنی شرمگاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے ۔

بیت الخلا سے نکل کر یہ دعا پڑھیں :- عن انس قال كان رسول الله ﷺ اذا خرج من خلاء قال الحمد لله الذي اذهب عَني الاذيٰ وعافاني ۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰي وَعَافَانِيْ (سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے اذیت کو دور کیا اور عافیت دی۔

غسل

مسنون طریقہ :- (۱) غسل کی نیت کرکے سب سے پہلے تین بار گٹوں تک ہاتھ دھوئے :-

بدا فغسل یدیہ (بخاری مسلم)

(۲) پھر استنجا کرے اور کہیں نجاست لگی ہے تو اسے دھو ڈالے :

فیغسل فرجہ (مسلم شریف)

(۳) پھر مٹی یا صابن وغیرہ سے دوبارہ ہاتھ اچھی طرح دھوئے :

فضرب بیدہ الارض فمسحھا ثم غسلھا (بخاری شریف)

(۴) پھر مکمل وضو کرے لیکن اگر قدموں میں غسل کا پانی جمع ہوتا ہو تو ابھی پاؤں نہ دھوئے :

ثم یتوضا کما یتوضا للصلوۃ (بخاری - مسلم)

(۵) پھر ہاتھوں کی انگلیاں بھگو کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرے :

ثم یدخل اصابعہ في الماء فیخلل بھا اصول شعرہ (بخاری - مسلم)

(۶) پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر تین مرتبہ سر پر ڈالے :

ثم یصب علي راسہ ثلاث غرفات بیدیہ (بخاری - مسلم)

(۷) پھر سر پر پانی ڈالکر منہ اور ناک کے اندرونی حصہ سمیت پورے ظاہر بدن پر پانی بہائے اور اسے دھوئے :

ثم صب علي راسہ و افاض علي جسدہ (بخاری - مسلم)

(۸) اگر پہلے پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب اس جگہ سے الگ ہو کر پاؤں دھوئے :

ثم تنحي فغسل قدمیہ (بخاری - مسلم)

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے

(۱) جماع :- عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا جلس احدکم بين شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل وان لم ينزل (بخاری - مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت کی چاروں شاخوں یعنی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش یعنی ہم بستری کرے تو غسل واجب ہوگیا اگرچہ منی نہ نکلی ہو۔

عن عائشة قال رسول الله ﷺ اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل : (ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مرد کے ختنہ کا مقام عورت کے مقام میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) احتلام :- عن عائشة قالت سئل رسول الله ﷺ عن الرجل يجد البلل ولا يذكر احتلاما قال يغتسل وعن الرجل يري انه قد احتلم ولا يجد بللا قال لا غسل عليه قالت ام سليم هل علي المراة تري ذلك غسل قال نعم ان النساء شقائق الرجال : (ترمذی - ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا گیا جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو فرمایا غسل کرے۔ اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے خواب میں احتلام دیکھا لیکن وہ تری نہیں پاتا۔ فرمایا اس پر غسل نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ کیا عورت اس کو دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا ہاں عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔

عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے :- عن ام سلمة قالت قالت ام سليم يا رسول الله ان الله لا يستحي من الحق فهل علي المراة من غسل اذا

احتلمت قال نعم اذا رات الماء فغطت ام سلمة وجهها وقالت یارسول اللہ وتحتلم المراۃ قال نعم : (بخاری ۔ مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی حق سے نہیں شرماتا کیا عورت کو جب احتلام ہو جائے تو اس پر غسل ہے فرمایا۔ ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھے ۔ حضرت ام سلمۃ نے شرم سے منہ چھپا لیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا عورتوں کو احتلام ہوتا ہے فرمایا ہاں ۔

انتباہ :- (۱) جس طرح عالم خواب میں احتلام سے غسل فرض ہو جاتا ہے اسی طرح عالم بیداری میں اگر کسی وجہ سے بھی منی کا خروج ہو تو غسل فرض ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے انما الماء من الماء (مسلم) یعنی منی سے غسل فرض ہوتا ہے ۔

(۲) مذکورہ بالا دوسری حدیث میں حضرت ام المومنین ام سلمہ کے عورت کے محتلم ہونے پر تعجب کے اظہار سے معلوم ہوا کے امہات المومنین احتلام سے پاک تھیں ۔

(۳) حیض :- عن عائشة قالت ان امراة من الانصار سالت النبي ﷺ عن غسلها من المحيض فامرها كيف تغتسل : الحديث (بخاری ۔ مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض سے غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اسے بتایا کے وہ کس طرح غسل کرے ۔

(۴) نفاس :- پوری امت کے ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیض کی طرح نفاس سے بھی غسل فرض ہو جاتا ہے ۔

واضح رہے کہ حیض سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو ماہوار مخصوص ایام میں آتا ہے اور نفاس سے مراد وہ خون ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد آتا ہے ۔

غسل کے متفرق مسائل

غسل میں بے احتیاطی باعث عذاب :- عن علي قال قال رسول الله ﷺ من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا من النار قال علي فمن ثم عاديت راسي فمن ثم عاديت راسي ثلاثا : (ابوداؤد - مشکوہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا تو اس کے ساتھ آگ سے ایسے ایسے کیا جائیگا یعنی عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی نے فرمایا اس وجہ سے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی ہوئی ہے یہ تین بار فرمایا۔ یعنی میں ہمیشہ سر منڈاتا ہوں تاکہ کوئی بال خشک نہ رہ جائے۔

بے پردہ غسل منع ہے :- عن يعلي قال ان رسول الله ﷺ راي رجلا يغتسل بالبراز فصعد المنبر فحمدالله واثني عليه ثم قال ان الله حيي ستير يحب الحياء والتستر فاذا اغتسل احدكم فليستتر (ابوداؤد - مشکوۃ)

حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلے میدان میں نہاتے دیکھا تو منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ حیا فرمانے والا پردہ پوش ہے وہ حیا اور پردہ کو پسند فرماتا ہے پس تم میں سے جو غسل کرے اسے پردہ لازم ہے۔

غسل والا وضو کافی ہے:- عن عائشة قالت كان النبي ﷺ لا يتوضا بعد الغسل (ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ (یعنی اسی وضو سے نماز پڑھ لیتے جو غسل کے وقت کیا تھا)

بے غسل کیلئے تلاوت جائز نہیں :- عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ لا تقراء الحائض ولا الجنب شيا من القرآن (ترمذی - مشکوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے۔

جنبی کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے :- عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ وجهو اهذه البيوت عن المسجد فاني لا احل المسجد لحائض ولا جنب: (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان گھروں کے دروازے مسجد سے پھیردو اس لیے کہ میں حائض اور جنبی کیلئے مسجد کو حلال قرار نہیں دیتا۔

تیمم

وان كنتم مرضي اوعلي سفراو جاء احد منكم من الغائط اولمستم النساء فلم تجدواماء فتيمموا صعيدا طيبا فامسحوا بوجوهكم وايديكم منه : (القرآن)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ کرے یا تم اپنی عورتوں کو چھوؤ (ہم بستری کرو) پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو پس اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا (کہنیوں تک) مسح کرو۔

تیمم اس امت کی خصوصیت :- عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ فضلنا علي الناس بثلاث جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة وجعلت لنا الارض كلها مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا اذا لم نجد الماء: (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں دوسرے لوگوں پر تین چیزوں سے فضیلت دی گئی ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند بنائی گئیں۔ پوری روئے زمین کو ہمارے لیے سجدہ گاہ بنایا گیا اور جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی مٹی کو ہمارے لیے پاک کرنے والا بنایا گیا۔

تیمم کی کوئی خاص مدت نہیں :- عن ابي ذر قال قال رسول الله ﷺ ان

الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین : الحدیث (ابوداؤد - ترمذی - احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ وہ دس سال بھی پانی نہ پائے۔

تیمم کا طریقہ :- (۱) سب سے پہلے تیمم کی نیت کرے اور یہ نیت فرض ہے اس لیے کہ یہ تیمم کے مفہوم میں داخل ہے۔

(۲) پھر دونوں ہاتھ زمین پر مارے - پھر انہیں جھاڑ کر چہرے پر مسح کرے۔

فضرب النبي بكفيه الارض و نفخ فيهما : (بخاری) ومسح بهما وجهه : (ابوداؤد)
ضربة للوجه : (حاکم - دارقطنی)

(۳) پھر دوبارہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور انہیں جھاڑ کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔

ثم ضرب ضربة اخري فمسح ذراعيه : (ابوداؤد)
وضربة للذراعين الي المرفقين : (حاکم - دارقطنی)

انتباہ :- (۱) مذکورہ الصدر آیت سے معلوم ہوا کہ تیمم اس وقت جائز ہوگا جب پانی میسر نہ ہو یا پانی تو میسر ہو لیکن مرض کی وجہ سے اس کا استعمال مضر ہو۔
(۲) یہ بھی واضح ہوا کہ تیمم غسل اور وضو دونوں کا کام دیتا ہے۔

حیض

ایام حیض کی نمازیں معاف اور روزوں کی قضا لازم

:- عن معاذة قالت سالت عائشة فقلت مابال الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلٰوة فقالت احرورية انت قلت لست بحرورية ولكني اسال قالت كان يصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوة : (بخاری - مسلم)

حضرت معاذۃ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ حیض والی عورت کا کیا حال ہے کہ وہ روزہ کی قضا کرتی ہے لیکن

نماز کی قضا نہیں کرتی ام المومنین نے فرمایا کیا تو حروریۃ (یعنی خارجیہ) ہے میں نے کہا نہیں بلکہ میں نے تو یونہی سوال کیا ہے فرمایا ہم اس میں مبتلا ہوتی تھیں تو ہمیں (عہد نبوی میں) روزوں کی قضاء کا حکم تو دیا گیا لیکن نماز کی قضاء کا نہیں۔

حالت حیض میں طواف منع ہے :- عن عائشۃ قالت خرجنا لانري الا الحج فلما كنا بسرف حضت فدخل علي رسول اللهﷺ وانا ابكي فقال مالك انفست قلت نعم قال ان هذا امر كتبه الله علي بنات ادم فاقضي ما يقضي الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت قالت وضحي رسول اللهﷺ عن نسائه بالبقر: (بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حج کیلئے نکلے جب مقام سرف پر پہنچے تو مجھے حیض آگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی فرمایا تمہیں کیا ہوا کیا حیض آگیا میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کیلئے لکھ دیا ہے پس تم وہ سب کچھ ادا کرو جو حج کرنے والا ادا کرتا ہے ۔ سوائے اس کے کہ تم بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

ایام حیض میں جماع جائز نہیں :- عن انس بن مالك قال ان اليهود كانو اذا حاضت المراة فيهم لم يواكلوها ولم يجامعوهن في البيوت فسال اصحاب النبيﷺ النبيﷺ فانزل الله تعالي ويسلونك عن المحيض الاية فقال رسول اللهﷺ اصنعوا كل شئي الا النكاح: (مسلم شریف ۔ مشکوٰۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ یہودیوں کے ہاں جب عورت کو حیض آتا تو وہ اسکے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے اور ان کو اپنے گھروں میں نہ رہنے دیتے پس صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یسلونک عن المحیض والی آیت نازل فرمائی پھر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب کچھ کرو سوائے ہمبستری کے ۔ (یعنی ہمبستری جائز نہیں مگر اس کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ جائز ہے)

علاوہ ازیں (۱) حائض کیلئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے (ابوداؤد)

(۲) حائض کیلئے تلاوت قرآن بھی جائز نہیں ۔ (ترمذی ۔ مشکوۃ)

(۳) قرآن کو چھونا بھی جائز نہیں ۔ (موطا مالک ۔ مشکوۃ)

(۴) حیض کی مدت کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے (دارقطنی ۔ ابن عدی وغیرهما)

نفاس

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت :- عن ام سلمة قالت كانت النفساء تقعد علي عهد رسول الله ﷺ اربعين يوما : (ابوداؤد ۔ ترمذی)

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نفاس والی عورتیں (زیادہ سے زیادہ) چالیس دن بیٹھتی تھیں ۔

عن انس ان النبي ﷺ وقت للنفساء اربعين يوما الا ان تري الطهر قبل ذالك : (ابن ماجه ـ دارقطني) يرتفع بكثرة الطرق الي الحسن :

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورتوں کیلئے چالیس دن مقرر فرمائے سوائے اس کے کہ وہ اس سے پہلے پاکی دیکھے ۔

تفہیم :- (۱) ہدایہ میں ہے ۔ النفاس ہوالدم الخارج عقيب الولادة : یعنی نفاس وہ خون ہے جو بچے کی ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے ۔

(۲) نماز ، روزہ، تلاوت ، طواف ، قرآن چھونے اور دخول مسجد وغیرہ کے بارے میں

نفاس والی عورت کا حکم وہی ہے جو حیض والی عورت کا ہے ۔

(۳) حیض میں دس دن اور نفاس میں چالیس دن زیادہ سے زیادہ مدت ہے ۔
یعنی دس دن سے زیادہ حیض اور چالیس دن سے زیادہ نفاس نہیں ہو سکتا بلکہ وہ بیماری ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دس دن اور چالیس دن لازمی پورے کرنے ہیں بلکہ اگر خون اس سے پہلے رک جائے تو غسل کر کے نماز وغیرہ کی پابندی فرض ہے ۔

استحاضہ

مستحاضہ نماز پڑھے :- عن عائشة قالت جاءت فاطمة بنت ابي حبيش الي النبي ﷺ فقالت يا رسول الله اني امراة استحاض فلا اطهر افادع الصلوة فقال لا انما عرق وليس بحيض فاذا اقبلت حيضتك فدعي الصلوة واذا ادبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي : (بخاری ۔ مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ! میں ایک ایسی عورت ہوں مجھے ہر وقت خون آتا ہے ۔ اور میں پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں فرمایا نہیں یہ تو رگ ہے حیض نہیں ہے پس جب تیرے حیض کے (مقرر) دن آئیں تو نماز چھوڑ دو پھر جب وہ دن گزر جائیں تو خون دھو ڈالو اور نماز پڑھو۔

مستحاضہ ہر نماز کے وقت وضو کرے :- عن عدي بن ثابت عن ابيه عن جده (قال ابن معين اسمه دينار) عن النبي ﷺ انه قال في المستحاضة تدع الصلوة ايام اقرائها التي كانت تحيض فيها ثم تغتسل وتتوضا عند كل صلاة وتصوم وتصلي : (ترمذی ۔ ابوداؤد)

عدی بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے انکے دادے سے روایت کیا (جسکا نام ابن معین نے دینار بتایا) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے ان دنوں میں نماز نہ پڑھے جن میں پہلے اسے حیض آتا تھا پھر غسل کر لے (یعنی فراغت حیض کا) اور

وہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے ۔

تفہیم : (۱) حیض و نفاس کے خون کے علاوہ جو خون عورتوں کو بیماری کیوجہ سے آئے اسے استحاضہ کہتے ہیں ۔

(۲) استحاضہ میں مبتلا عورت کا حکم پاک عورت کیطرح ہے یعنی اس پر نماز ، روزہ لازم ہے اور وطی وغیرہ بھی جائز ۔

(۳) مستحاضہ ہر نماز کے وقت جدید وضو کرے گی اور اس وقت کے دوران استحاضہ سے اسکا وضو نہیں ٹوٹے گا جو چاہے پڑھے پھر جونہی اس نماز کا وقت ختم ہو گا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۴) دائمی نکسیر، سلس البول وغیرہ میں مبتلا افراد جن کا وضو نہیں ٹھہرتا ان کا حکم بھی مستحاضہ والا ہے یعنی ہر نماز کے وقت جدید وضو کریں اور جو چاہیں پڑھیں پھر خروج وقت سے وضو ختم ہو جائیگا۔

پانی کے احکام

بارش کا پانی پاک ہے :- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے - وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ : (القرآن) یعنی وہ تم پر آسمان سے پانی نازل فرماتا ہے تاکہ تمہیں اس سے پاک کرے ۔

سمندر کا پانی بھی پاک ہے :- عن ابي هريرة قال سال رجل رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله انا نركب البحر و نحمل معنا القليل من الماء فان توضانا به عطشنا افنتوضا بماء البحر فقال رسول الله ﷺ هو الطهور ماء ه والحل ميتته : (ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ نسائی ۔ ابن ماجہ ۔ مالک)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے لیتے ہیں پس اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہتے ہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایاکہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ (مچھلی) حلال ہے ۔

تھوڑا پانی ناپاک ہوجاتا ہے :- عن جابر قال نهي رسول الله ﷺ ان يبال في الماء الراكد : (مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے (تھوڑے) پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

واضح رہے کہ اگر پانی جاری ہے یا کثیر ہے جو جاری کے حکم میں ہے تو پھر نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا جیساکہ ترمذی ، ابوداؤد، نسائی اور احمد نے حضرت ابوسعید سے روایت کیاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بضاعۃ کے کنویں کے بارے میں پوچھا گیا جس میں نجاسات پھینکی جاتی تھیں تو آپ نے فرمایاکہ پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

البتہ اگر نجاست گرنے سے پانی کارنگ یا ذائقہ یا بو تبدیل ہو جائے تو پھر وہ ناپاک ہو گا اس پر اجماع ہے ۔

ماء کثیر :- ماء کثیر یعنی زیادہ پانی جو جاری کے حکم میں ہے اس کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے بعض روایات میں آتا ہے کہ جب پانی دومٹکے ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا ۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں اضطراب ہے ، اس کے متن میں اضطراب ہے اور اسکا مفہوم بھی معلوم نہیں لہذا کسی طرح بھی اس پر عمل ممکن نہیں ۔ اسی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایاکہ انسان خود غوروفکر کرے اگر اس کا گمان غالب کہتا ہے کہ یہ ماء کثیر ہے تو وہ ماء کثیر ہے اس کی پہچان یہ بتائی گئی ہے ۔ کہ اگر ایک کنارے سے پانی میں غسل کرے تو دوسرے کنارے تک پانی کی حرکت نہ پہنچ پائے ۔

تطہیر نجاسات کا بیان

زمین کی تطہیر :- اگر زمین پر کوئی نجاست لگ جائے تو اس جگہ کو دھو کر پاک

کیا جا سکتا ہے جیسا کہ بخاری میں ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ تو آپصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر پانی کا ڈول بہانے کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں اگر ناپاک زمین خشک ہو جائے تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے چنانچہ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کتے مسجد میں آتے ، جاتے اور پیشاب کرتے رہتے تھے۔لیکن اسے دھویا نہیں جاتا تھا۔

کپڑا اور بدن بغیر دھوئے پاک نہ ہو گا:- اگر بدن پر نجاست لگ جائے تو اسے دھونا لازم ہے یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے کہ نجاست زائل ہو گئی ہے۔ اگر نجاست جرم والی ہے تو جرم دور کرنے سے پاک ہو گااور اگر جرم والی نہیں ہے تو تین بار دھو لینے سے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر اپنی پوری طاقت سے نچوڑنا بھی لازم ہے یعنی ہر مرتبہ دھو کر اتنا زور سے نچوڑے کہ مزید نچوڑنے سے پانی نہ ٹپکے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک عورت نے حیض کے خون سے کپڑا پاک کرنے کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے چٹکیوں سے مل کر پانی سے دھوڈالنا چاہیے۔

شیر خوار بچے کا پیشاب :- شیر خوار بچے کا پیشاب بھی ناپاک ہوتا ہے جسے دھونا لازم ہے اور حدیث میں اس کیلئے جو لفظ "نضح" استعمال ہوا ہے اسکا معنی صرف چھڑکنا نہیں دھونا بھی ہوتا ہے جیسا کہ دم حیض سے تطہیر کے بارے میں حضرت اسماء بنت ابی بکر کی اس حدیث میں ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح لفظ "رش" بھی دھونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ حضرت اسماء کی اسی حدیث میں امام ترمذی کے ہاں دھونے کیلئے لفظ "رش" استعمال ہوا ہے۔ پس واضح ہوا کہ شیر خوار بچے کا پیشاب بھی دھونا ہو گا البتہ چونکہ وہ بچی کے پیشاب کی طرح غلیظ اور بدبودار نہیں ہوتا لہذا اس کے دھونے میں وہ شدت اختیار کرنا لازم نہیں جو بچی کے پیشاب کو دھونے میں درکار ہے اور حضور کی اس حدیث کا یہی مفہوم ہے فنضحہ ولم یغسلہ۔

کتاب الصلوٰۃ

فضائل نماز:-

جنت کی کنجی:- عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ و مفتاح الصلوٰۃ الطھور (احمد ۔ مشکوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

گناہوں کو مٹانے والی:- عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ ﷺ من اتم الوضوء کما امرہ اللہ تعالٰی فالصلوٰت المکتوبات کفارات لما بینھن: (مسلم شریف)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مکمل وضو کیا جیسا کہ اس کا اللہ نے حکم دیا تو پھر فرض نمازیں ان گناہوں کو مٹانے والی ہیں جو ان کے درمیانی عرصہ میں سرزد ہوئے۔

عن ابي هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ ارایتم لوان نهرا بباب احدکم یغتسل فیه کل یوم خمسا هل یبقي من درنه شئي قالو لا یبقي من درنه شي قال فذالك مثل الصلوات الخمس یمحواللہ بهن الخطایا: (بخاری ۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا صحابہ نے عرض کیا کہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا آپ نے فرمایا بس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ انکے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

گناہ جھڑتے ہیں :- عن ابی ذران النبی ﷺ خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرۃ قال فجعل ذلك الورق یتھافت قال فقال یا اباذر قلت لبیك یارسول اللہ قال ان العبدالمسلم لیصلی الصلوۃ یرید بھاوجہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق عن ھذہ الشجرۃ: (احمد مشکوۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے (یعنی پت جھڑ کا موسم تھا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے ۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی حاضر ہوں یارسول اللہ ۔ آپ نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ کی رضا کیلئے نماز پڑھتا ہے ۔ تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں ۔

نماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں :- عن زید بن خالدن الجھنی قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی سجدتین لا یسھو فیھما غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ: (احمد ۔ مشکوۃ)

حضرت زیدبن خالد جھنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں غفلت نہ کی تو اللہ تعالی اسکے سابقہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے ۔

اللہ کا وعدہ :- عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ خمس صلوٰت افترضھن اللہ تعالی من احسن وضوء ھن وصلاھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفرلہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفرلہ وان شاء عذبہ: (احمد ۔ ابوداؤد)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس شخص نے ان کیلئے اچھا وضو کیا اور انہیں وقت پر ادا کیا اور ان کا رکوع اور خشوع مکمل کیا تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں۔ اگر چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔

دخولِ جنت کا باعث :- عن ابي امامة قال قال رسول اللهﷺ صلواخمسكم و صوموا شهركم وادو ازكاة اموالكم واطيعوا اذاامركم تدخلوا جنة ربكم: (ترمذی۔ احمد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

محبوب عمل :- عن ابن مسعو قال سالت النبيﷺ اي الاعمال احب الي الله قال الصلٰوة لوقتها قلت ثم اي قال بر الوالدين قلت ثم اي قال الجهاد في سبيل الله قال حدثني بهن ولو استزدته لزادني: (بخاری۔ مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کونسا عمل ہے آپ نے فرمایا وقت پر ادا ہونے والی نماز۔ میں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا والدین سے نیکی کرنا۔ میں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود نے کہا کہ آپ نے اتنی ہی باتوں کے متعلق بیان فرمایا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ زیادہ بیان فرماتے۔

نماز نور، برھان اور نجات ہے :- عن عبدالله بن عمرو بن العاص عن النبيﷺ انه ذكر الصلٰوة يوما فقال من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نوراً ولا برهانا ولا

نجاة وكان يوم القيامة مع قارون و فرعون وهامان وابي بن خلف : (احمد ۔ دارمی ۔ بیہقی ۔ مشکوۃ)

حضرت عبداللہ ابن عمروبن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا پس فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی یہ اس کیلئے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور نجات ہو گی۔ اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی یہ اس کیلئے روشنی ، دلیل اور نجات نہ ہو گی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

نماز کی تاکید

اولاد کو نماز کا حکم کرو:- عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول اللہ ﷺ مروا اولادكم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع : (ابوداؤد)

عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے باپ اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے سونے کی جگہیں علیحدہ کر دو۔

دیر نہ کرو:- عن علي ان النبي ﷺ قال يا علي ثلث لا توخرها الصلوة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفوا : (ترمذی شریف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے دوسرے جنازہ میں جب وہ تیار ہو جائے تیسرے بیوہ کے نکاح میں جب اسکا کفو مل جائے۔

ایمان کا جھنڈا :- عن سلمان قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول من غدا الي صلوة الصبح غدا براية الايمان ومن غدا الي السوق غدا براية ابليس : (

ابن ماجہ)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نماز فجر کیلئے گیا وہ ایمان کا جھنڈا لیکر گیا اور جو صبح سویرے بازار گیا وہ شیطان کا جھنڈا لیکر گیا۔

حد فارق :- عن جابر قال قال رسول ﷺ بين العبد وبين الكفر ترك الصلٰوة: (مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ (مومن) اور کفر کے درمیان (حد فارق) نماز کا چھوڑنا ہے ۔

ترک نماز کفر ہے :- عن بريدة قال قال رسول الله ﷺ العهد الذي بيننا وبينهم الصلٰوة فمن تركها فقد كفر : (احمد ۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور ان (منافقین) کے درمیان عہد (جس کی وجہ سے وہ اسلامی حقوق حاصل کرتے ہیں ۔) نماز ہے پس جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا۔

صحابہ کرام کا فتوی :-عن عبدالله بن شقيق قال كان اصحاب رسول الله ﷺ لا يرون شيا من الاعمال تركه كفر غير الصلٰوة: (ترمذی شریف۔ مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کسی بھی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ کہتے تھے سوائے نماز کے (یعنی ترکِ نماز کو کفر کہتے تھے)۔

اوقات نماز کا بیان

نماز فجر کا وقت :- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوقات روایت فرماتے ہوئے فجر کا وقت یوں نقل فرمایا آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ووقت صلوٰة الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس فاذاطلعت الشمس فامسك عن الصلوٰة فانها تطلع بين قرني الشيطان : (مسلم شریف)

فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے لیکر اس وقت تک ہے جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا۔ پس جب سورج طلوع ہو تو نماز سے رک جاؤ اس لیے کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

فجر کا مستحب وقت :- عن رافع بن خديج قال قال رسول الله ﷺ اسفروابالفجر فانه اعظم للاجر : (ابن ماجہ ۔ ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ نسائی ۔ دارمی ۔ مشکوۃ)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فجر خوب روشن کر کے پڑھو اس لیے کہ یہ زیادہ اجر کا باعث ہے۔

انتباہ :- بعض حضرات کے نزدیک فجر کا مستحب وقت "غلس" یعنی اندھیرا ہے انکا مستدل وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے تھے عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی نماز سے واپس لوٹتی تھیں۔ تو غلس یعنی اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

انکی خدمت میں پہلی گذارش یہ ہے کہ "غلس" کا لفظ حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے ۔ حضور کا ارشاد نہیں جبکہ خوب روشن کر کے پڑھنے کا حکم حضور نے دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ جس اندھیرے کے متعلق بیان فرمارہی ہیں ۔ اس سے وقت کا اندھیرا نہیں بلکہ مسجد کا اندھیرا مراد ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر مسجد میں روشنی وغیرہ کا خاص اہتمام نہ ہو اور پردہ دار خواتین اپنے اجسام کو چادروں سے لپیٹے ہوئے ہوں تو مسجد کے اندر عین اسفار کے وقت بھی ان کی پہچان نہیں ہو سکتی ۔ اس لیے کہ داخل مسجد میں طلوع شمس کے بغیر روشنی ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں ۔ قيل من غلس المسجد اي من اجل ظلمته وعدم اسفاره لانه ماكان يظهر النور فيه الا

بطلوع الشمس۔

پس ثابت ہوا حضرت عائشہ صدیقہ کے فرمان سے مراد مسجد کا اندھیرا ہے اسلئے کہ خود ان کا حجرہ بھی اسی میں واقع تھا باہر نہیں۔

جہاں تک سنتِ رسول کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کبھی بھی غلس (اندھیرے) میں نماز فجر کی ادائیگی نہیں تھی۔

اس کی صراحت بخاری و مسلم وغیرہ میں موجود ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ

ما رایت رسول اللهﷺ صلي صلوٰة الا لميقاتها الا صلوٰتين صلوٰة المغرب والعشاء بجمع وصلي الفجر يومئذ قبل ميقاتها: (مسلم شریف)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی نماز (معتاد) وقت کے بغیر پڑھتے نہیں دیکھا سوائے دو نمازوں کے نماز مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھتے (حج کے موقع پر) اور اس دن (یوم نحر) فجر کی نماز بھی (معتاد) وقت سے پہلے آپ نے ادا فرمائی۔

ایک اور روایت میں ہے۔ قبل وقتها بغلس: (مسلم شریف)

یعنی (اس دن فجر وقتِ (معتاد) سے پہلے اندھیرے میں ادا فرمائی۔

انہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ثم صلي الفجر حين طلع الفجر (بخاری)

یعنی آپ نے (مزدلفہ میں) فجر کی نماز اس وقت پڑھی جب صبح صادق طلوع ہوئی۔

انہیں سے ہے فلما طلع الفجر قال ان النبيﷺ كان لا يصلي هذه الساعة الا هذه الصلوٰة في هذا المكان من هذا اليوم: (بخاری)

یعنی جب صبح صادق ہوئی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کبھی بھی نماز نہ پڑھتے تھے سوائے اس نماز کے اس مقام پر اور اس دن کے۔

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ یوم نحر مزدلفہ میں حضور فجر کی نماز صبح

صادق کے بعد ادا فرماتے (بخاری) لیکن اس وقت سے پہلے ادا فرماتے جس میں ادا فرمانا آپکی عادت مبارکہ تھی (مسلم) اور وہ خلاف عادت وقت غلس یعنی اندھیرا تھا۔ (مسلم) علاوہ ازیں اس وقت (غلس) میں نماز فجر کی ادائیگی صرف مزدلفہ میں یوم نحر کے ساتھ خاص تھی (بخاری) تو نتیجہ یہ نکلا کہ جب غلس (اندھیرے میں ادائیگی خلاف عادت تھی تو ظاہر ہوا کہ آپ کی عادت اور سنت یہ تھی کہ نماز غلس کے بعد خوب روشنی میں ادا فرماتے پس یہی سنت یہی حکم اور یہی تکثیر جماعت کا باعث اور اجر عظیم کا موجب ہے۔ اور "غلس" جن احادیث میں وارد ہے اس سے مراد غلس مسجد ہے۔

وقتِ ظہر کی ابتداء :- عن عبداللہ بن عمر و قال قال رسول اللہ ﷺ وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر : الحدیث (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ ہو۔

وقتِ ظہر کی انتہاء :- بعض علماء کے نزدیک نماز ظہر کا وقت اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ اس چیز کے برابر ہو جائے (اصلی سایہ وہ ہوتا ہے جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے) لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز ظہر کا وقت اس وقت ختم ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہو جائے امام اعظم کا مستدل مندرجہ ذیل احادیث ہیں۔

(1) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم : (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی حرارت سے ہے۔

2)" عن ابي سعيد قال قال رسول الله ﷺ ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم: (بخاری شریف)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی حرارت سے ہے ۔

(3) عن ابي ذر قال اذن موذن النبي ﷺ الظهر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر و قال شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة حتي راينا في التلول (بخاری ۔ مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن نے ظہر کی اذان دی تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر یا فرمایا انتظار کر انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کی حرارت سے ہے جب گرمی زیادہ ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ (اتنی تاخیر ہوئی) کہ یہاں تک کہ ہم ریت کے ٹیلوں کے سائے دیکھنے لگے (جو عموماً نہیں دیکھے جاتے)

تفہیم :- مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی اتنی تاخیر فرمائی کہ ریت کے ٹیلوں کا سایہ بھی دکھائی دینے لگا اور یہ بات بالکل بدیہی اور واضح ہے کہ ظہر تقریباً اس وقت ٹھنڈی ہوتی ہے جب سایہ دو مثل ہو ورنہ ایک مثل کے وقت تو شدید گرمی کمال پر ہوتی ہے لہذا یہ احادیث اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم نہیں ہوتا اور جن احادیث میں ایک مثل کا تذکرہ ہے وہ یا تو وقت مختار کے متعلق ہیں یا منسوخ ہیں ۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل حدیث سے بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید ہوتی ہے ۔

عن ابن عمر عن رسول اللہ ﷺ قال انما اجلكم في اجل من خلا من الامم ما بين صلوٰة العصر الي مغرب الشمس و انما مثلكم و مثل اليهود و النصاري كرجل استعمل عما لا فقال من يعمل لي الي نصف النهار علي قيراط قيراط فعملت اليهود الي نصف النهار علي قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من نصف النهار الي صلوة العصر علي قيراط قيراط فعملت النصاري من نصف النهار الي صلوة العصر علي قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من صلوة العصر الي مغرب الشمس علي قيراطين قيراطين الا فانتم الذين يعملون من صلوة العصر الي مغرب الشمس الالكم الاجر مرتين فغضبت اليهود والنصاري فقالو انحن اكثر عملا واقل عطاء قال اللہ تعالٰي فهل ظلمتكم من حقكم شيئا قالو الا قال اللہ تعالي فانه فضلي اعطيه من شئت: (بخاری شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری مدت گذشتہ امتوں کی مدت کے مقابلے میں وہی ہے جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک ہے اور تمہاری مثال یہودو نصاری کے ساتھ یوں ہے جیسے ایک شخص نے کچھ مزدوروں سے کام لیا اس نے کہا کہ کون میرے لیے دوپہر تک ایک ایک قیراط (ایک سکہ) پر کام کریں گے، پس یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اس نے کہا کہ دوپہر سے لیکر نماز عصر تک ایک ایک قیراط پر کون کام کریں گے؟ پس نصاری نے دوپہر سے نماز عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اس نے فرمایا کہ نماز عصر سے لیکر غروب آفتاب تک دو دو قیراط پر کون کام کریں گے؟ آگاہ رہو وہ تم ہی ہو جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط پر کام کرتے ہیں آگاہ رہو تمہارے لیے دوگنا اجر ہے۔ پھر یہودو نصاری غصے ہوئے اور کہنے لگے کام ہمارا زیادہ ہے اور اجر ہمارا کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کمی کی؟ کہنے لگے نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں عطا فرماتا ہوں۔

تفہیم :- اس حدیث میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ اس امت کے کام کی مدت کی مثال نماز عصر سے غروب آفتاب تک ہے اور یہ بھی مذکور ہوا کہ یہ مدت نصاریٰ کی مدت کے مقابلے میں کم ہے تبھی تو انہوں نے اعتراض کیا کہ کام ہمارا زیادہ ہے اور اجر ان سے کم ہے پس یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہو ورنہ ایک مثل کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہو تو یہ وقت نصاریٰ کے وقت سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہوتا ہے یا پھر معمولی کمی ہوتی ہے جو غیر واضح ہوتی ہے اور حساب جاننے والوں کے علاوہ کسی کو محسوس نہیں ہوتی - جبکہ حدیث کا مفاد یہ ہے کہ اس امت کا وقت واضح طور پر کم اور اجر زیادہ ہے -

ظہر کا مستحب وقت :- عن انس قال کان رسول اللہ ﷺ اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ و اذا کان البرد عجل : (نسائی ۔ مشکوٰۃ)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے (تاخیر سے) نماز پڑھتے اور سردیوں میں جلدی پڑھ لیتے - پس مستحب یہی ہے کہ موسم گرم ہو تو نماز ظہر تاخیر سے پڑھی جائے اور سردیوں میں جلدی پڑھ لی جائے -

جمعہ کا وقت ظہر والا ہے :- عن انس بن مالك ان رسول اللہ ﷺ کان یصلي الجمعة حین تمیل الشمس : (بخاری شریف)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ اس وقت ادا فرماتے جب سورج ڈھل جاتا-

مستحب وقت بھی ظہر والا ہے :- عن انس بن مالك یقول کان النبي ﷺ اذا اشتد البرد بکر بالصلوٰۃ و اذا اشتد الحر ابرد بالصلوٰۃ یعني الجمعة : (بخاری)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سردی زیادہ ہوتی تو نماز جلدی پڑھتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو ٹھنڈی کر کے پڑھتے یعنی نماز جمعہ -

وقت عصر کی ابتداء :- عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ ان للصلوٰة اولا و آخرا وان اول وقت الظهر حين تزول الشمس و آخر وقتها حين يدخل وقت العصر : الحديث (ترمذی شریف)

حضرت ابوہریرۃ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کا ایک ابتدائی وقت ہے اور ایک انتہائی۔ ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت وہ ہے جب زوال شمس ہو اور آخری وقت وہ ہے جب عصر کا وقت داخل ہو۔

معلوم ہوا کہ نماز ظہر کے وقت کے ختم ہونے پر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

وقت عصر کی انتہاء :- عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ من ادرك ركعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح ومن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر : (بخاری ـ مسلم)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے نماز فجر پالی (یعنی فضیلت) اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے نماز عصر پالی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عصر کا آخری وقت غروب آفتاب ہے۔

عصر کا مستحب وقت :- عن علي بن شيبان قال قدمنا علي رسول اللهﷺ المدينة فكان يؤخر العصر مادامت الشمس بيضاء نقية : (ابوداؤد)

علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ طیبہ میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ عصر کو اس وقت تک موخر فرماتے تھے جب تک سورج سفید چمکنے والا ہوتا تھا۔

عن ام سلمة قالت كان رسول اللهﷺ اشد تعجيلا للظهر منكم و انتم اشد تعجيلا للعصر منه : (احمد ـ ترمذی)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ظہر جلدی ادا فرماتے تھے جبکہ تم آپ سے عصر جلدی پڑھتے ہو۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کو ہمیشہ تاخیر سے ادا فرماتے تھے اور یہی آپ کی سنت مبارکہ ہے علاوہ ازیں تاخیر میں تکثیر جماعت بھی ہے اور نفل کے وقت میں وسعت کا باعث بھی ہے اس لیے کہ عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ اوقات مکروھہ میں بیان ہو گا۔ البتہ اتنی تاخیر کہ سورج زرد ہونے لگے مکروہ ہے بلکہ نماز اس وقت ادا کی جائے کہ سورج زندہ یعنی روشن ہو زرد نہ ہونے پائے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عن انس قال کان رسول اللهﷺ يصلي العصر والشمس مرتفعة حية فيذهب الذاهب الي العوالي فياتيهم والشمس مرتفعة وبعض العوالي من المدينة علي اربعة اميال او نحوه: (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر پڑھتے تھے اور سورج بلند اور زندہ (روشن) ہوتا۔ پس جانے والا مدینہ کی نواحی بستیوں میں جاتا اور سورج بلند ہوتے وہ وہاں پہنچ جاتا (زہری نے کہا) کہ بعض بستیاں مدینہ سے چار میل یا اس کی مانند فاصلہ پر واقع ہیں۔

عصر کا وقت مکروہ :- عن انس قال قال رسول اللهﷺ تلك صلوٰة المنافق يجلس يرقب الشمس حتيٰ اذا اصفرت وكانت بين قرني الشيطان قام فنقر اربعا لا يذكر الله فيها الا قليلا: (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے اور سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے پھر وہ اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور اس میں اللہ کا بہت کم ذکر کرتا ہے۔

نماز مغرب کا وقت :- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچوں نمازوں کے جو اوقات روایت کیے ان میں نماز مغرب کا وقت یوں بیان فرمایا گیا کہ

ووقت صلوٰۃ المغرب اذا غابت الشمس مالم یسقط الشفق : (مسلم شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز مغرب کا وقت تب ہوتا ہے جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت تک رہتا ہے جب تک "شفق" غائب نہ ہو جائے۔

تفہیم :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مغرب کے وقت کی ابتداء غروب آفتاب سے ہوتی ہے اور یہ وقت شفق کے غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔

شفق لغت میں اس سرخی کو بھی کہتے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد افق پر ہوتی ہے اور اس سفیدی کو بھی جو اس سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے اسی لیے ائمہ میں اختلاف واقع ہوا کہ مغرب کا وقت سرخی کے غائب ہونے پر ختم ہو گا یا اس کے بعد نمودار ہونے والی سفیدی کے غائب ہونے پر۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہاں شفق سے مراد سرخی نہیں بلکہ سفیدی ہے لہذا مغرب کا وقت اس وقت ختم ہو گا۔ جب وہ سفیدی غائب ہو جائے۔ آپ کی تحقیق کی تائید مندرجہ ذیل اس حدیث سے ہوتی ہے جسے امام ترمذی نے حضرت ابوہریرۃ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوقات خمسہ بیان فرماتے ہوئے عشاء کا اول وقت یوں بیان فرمایا:

ان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس وان آخر وقتها حین یغیب الشفق وان اول وقت العشاء الاخرۃ حین یغیب الافق : (ترمذی شریف)

تحقیق نماز مغرب کے وقت کی ابتداء غروب آفتاب سے ہوتی ہے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب شفق غائب ہو جائے۔ اور عشاء کا اول وقت وہ ہے جب افق غائب ہو جائے۔

اس حدیث میں عشاء کے وقت کی ابتداء افق کے غائب ہونے کو بیان فرمایا گیا افق کنارہ آسمان کو کہتے ہیں اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ افق اس وقت غائب ہوتا ہے جب سفیدی غائب ہو جائے ورنہ سرخی کے غائب ہونے کے بعد تو افق

سفیدی میں بالکل ظاہر ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ سرخی کے بعد نمودار ہونے والی سفیدی کے غائب ہونے سے افق غائب ہو جاتا ہے۔ اور نماز مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اور عشاء کا شروع ہو جاتا ہے اس لیے کہ دونوں کے درمیان کوئی وقفہ نہیں۔

مغرب میں تاخیر مکروہ ہے :- اگرچہ مغرب کا وقت جواز افق کے غائب ہونے تک رہتا ہے لیکن اسے جلدی ادا کرنا مستحب ہے جیسا کہ امامت جبریل والی حدیث میں ہے۔ اور مغرب میں تاخیر مکروہ ہے چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے۔

عن ابي ايوب قال قال رسول الله ﷺ لا يزال امتي بخير او قال علي الفطرة مالم يوخروا المغرب الي ان تشتبك النجوم: (ابوداؤد شریف)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ اس وقت تک ہمیشہ بھلائی پر یا فرمایا فطرت پر رہیں گے جب تک وہ نماز مغرب کو اتنا موخر نہیں کریں گے کہ ستارے ایک دوسرے سے ملنے لگیں (یعنی کثرت سے ظاہر ہونے لگیں)

نماز عشاء کا وقت :- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث تعریس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ليس في النوم تفريط انما التفريط علي من لم يصل الصلوٰة حتي يجي وقت الصلوة الاخري: الحديث (مسلم شریف)

نیند میں کوئی کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو اس کی ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نماز کے وقت کے ختم ہونے پر دوسری نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے لہذا نماز عشاء کا وقت نماز مغرب کے وقت کے بعد شروع ہو گا اور نماز فجر کے وقت کے شروع ہونے تک رہے گا البتہ مختلف احادیث

کے پیش نظر علماء نے اس وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا پہلا وقت تہائی رات تک ہے یہ مستحب ہے۔ دوسرا آدھی رات تک ہے یہ بلا کراھت جواز کا ہے اور تیسرا وقت صبح صادق تک ہے اور یہ کراہت کا ہے۔

عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ لولا ان اشق علي امتي لا مرتهم ان يوخروا العشاء الي ثلث الليل او نصفه: (احمد - ترمذی - ابن ماجہ)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کو تہائی رات یا نصف رات تک موخر کریں۔

نماز وتر کا وقت :- عن عائشة قالت من كل الليل اوتر رسول اللهﷺ من اول الليل واوسطه وآخره وانتهي وتره الي السحر: (بخاری - مسلم)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے ہر حصہ میں وتر ادا فرماتے کبھی اول حصہ میں کبھی درمیانہ حصہ میں اور کبھی آخری حصہ میں اور آپ کے وتر کا آخری وقت سحر یعنی آخری حصہ تھا۔

وتر کا مستحب وقت :- عن جابر قال قال رسول اللهﷺ من خاف ان لا يقوم من آخر الليل فليوتر اوله ومن طمع ان يقوم آخره فليوتر آخر الليل فان صلٰوة آخر الليل مشهودة وذلك افضل: (مسلم شریف - مشکوۃ)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکے گا تو وہ ابتدائی حصہ میں وتر پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ سکے گا تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے اس لیے کہ رات کے آخری حصہ کی نماز میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

اوقاتِ مکروھہ کا بیان

طلوع، غروب، نصف النہار :- عن عقبة بن عامر الجهني قال ثلاث ساعات كان رسول الله ﷺ ينهانا ان نصلي فيهن او ان نقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتي ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتي تميل الشمس وحين تضيف الشمس للغروب حتي تغرب: (مسلم شریف)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں تین اوقات کے بارے منع فرماتے تھے کہ ہم نہ ان میں نماز پڑھیں اور نہ ان میں اپنے مردوں کی تدفین کریں۔ جب سورج چمکتا ہوا طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور جب عین دوپہر ہو یہاں تک کہ زوال شمس ہو جائے اور جب سورج غروب کی طرف مائل ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

مذکورہ بالا تین اوقات میں کوئی بھی نماز ادا ہو یا قضاء، کوئی سجدہ قطعاً جائز نہیں دوسری احادیث میں اس کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ اس میں کفار سے تشبہ ہے۔

فجر کی نماز سے پہلے نوافل نہیں :- عن حفصة قالت كان رسول الله ﷺ اذا طلع الفجر لا يصلي الا ركعتين خفيفتين: (مسلم شریف)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب صبح صادق طلوع ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف دو ہلکی سی رکعتوں کے علاوہ کوئی (نفل) نماز نہ پڑھتے۔

نماز فجر و عصر کے بعد بھی نفل منع ہیں :- عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة بعد الصبح حتي ترتفع الشمس ولا صلوٰة بعد العصر حتي تغيب الشمس: (بخاری - مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں۔ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

واضح رہے کہ فجر سے پہلے اور فجر کے بعد اور عصر کے بعد صرف نوافل مکروہ ہیں اگر قضاء نماز ہے یا سجدہ ء تلاوت ہے یا نماز جنازہ تو وہ جائز ہے۔

اذان واقامت کا بیان

فضائل اذان

بلند مرتبہ :- عن معاویة قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامة ۔ (مسلم شریف)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اذان دینے والے لوگ قیامت کے روز سب سے زیادہ دراز گردن والے ہونگے یعنی اعلی منصب ومرتبہ والے ہونگے۔

ہر چیز گواہی دیگی :- عن ابی سعید الخدري قال قال رسول اللہ ﷺ لا یسمع مدي صوت المؤذن جن ولا انس ولا شي الا شهد له یوم القیامة :- (بخاری شریف ۔ مشکواۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں تک موذن کی آواز جاتی ہے وہاں تک جو جن ، آدمی اور جو چیز بھی اس آواز کو سنے گی قیامت کے روز اس کے لئے گواہی دیگی ۔

جہنم سے آزادی :- عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من اذن سبع سنین محتسبا کتب له براءة من النار :- (ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ثواب کی نیت سے سات سال اذان دے اس کیلئے جہنم سے آزادی لکھی جاتی ہے ۔

اذان سے مغفرت :- عن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ یعجب ربك من راعي غنم في راس شظية للجبل یوذن بالصلوٰة ویصلي فیقول اللہ عزوجل انظروا الي عبدي هذا یوذن و یقیم الصلوة یخاف مني قد غفرت

لعبدي و ادخلته الجنة :- (ابوداؤد - نسائی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا رب بکریوں کے اس چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کے اونچے پتھر کی چوٹی پر بکریاں چرا رہا ہو پھر اذان دے اور نماز پڑھے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی اور اسے جنت میں داخل کیا۔

تمام نمازیوں کے برابر ثواب :- عن البراء بن عازب ان نبي الله ﷺ قال ان الله و ملائكته يصلون علي الصف المقدم والموذن يغفر له بمد صوته و يصدقه من سمعه من رطب و يابس وله مثل اجر من صلي معه۔ (نسائی - مشکوۃ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اور اسکے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں اور موذن کی اسکی آواز کی لمبائی تک مغفرت ہو جاتی ہے اور جو خشک و تر اسکی آواز سنے اسکی تصدیق کرتا ہے اور اس کیلئے ان تمام نمازیوں جیسا اجر ہے جنہوں نے اسکے ساتھ نماز پڑھی۔

اذان سے جنت واجب :- عن ابن عمر ان رسول الله قال من اذن ثنتي عشرة سنة وجبت له الجنة و كتب له بتاذينه في كل يوم ستون حسنة ولكل اقامة ثلثون حسنة :- (ابن ماجہ - مشکوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بارہ سال اذان دی اس کیلئے جنت واجب ہو گئی اور ہر روز اسکی اذان کے بدلے اس کیلئے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

دعا قبول ہوتی ہے :- عن انس قال قال رسول الله ﷺ لا يرد الدعاء بين

الاذان والاقامة (ابوداؤد - ترمذی)
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا ٹھکرائی نہیں جاتی۔

موذن مشک کے ٹیلے پر :- عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة علي كثبان المسك يوم القيامة عبد ادي حق الله و حق مولاه و رجل ام قوما وهم به راضون و رجل ينادي بالصلوات الخمس كل يوم و ليلة (ترمذی - مشکوۃ)
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تین شخص قیامت کے روز مشک کے ٹیلے پر ہونگے ایک وہ غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی۔ دوسرا وہ جو کسی قوم کا امام ہو اور وہ اس سے راضی ہوں تیسرا وہ جو ہر دن رات میں پانچ نمازوں کے لیے اذان دے۔

کلمات اذان :- عن عبد الله بن زيد قال لما امر رسول الله ﷺ بالنا قوس يعمل ليضرب به للناس لجمع الصلوة طاف بي وانا نائم رجل يحمل نا قوسا في يده فقلت يا عبدالله اتبيع النا قوس فقال وما تصنع به فقلت ندعوابه الي الصلوة قال افلا ادلك علي ما هو خير من ذلك فقلت له بلي قال فقال تقول الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد ارسول الله اشهد ان محمد ارسول الله حي علي الصلوة حي علي الصلوة حي علي الفلاح حي علي الفلاح الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله :- الحدیث (ابوداؤد - ابن ماجہ)
حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ نماز کیلئے لوگوں کو جمع کرنے کیلئے اسے بجایا جائے تو میں نے نیند میں ایک شخص خواب میں دیکھا اس نے ہاتھ میں ناقوس اٹھا رکھا تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا اسنے کہا تم اسکا

کیا کرو گے ؟ میں نے کہا ہم اس سے نماز کی طرف بلائیں گے اس نے کہا کہ کیا میں تمھیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا تم یوں کہو :۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

انتباہ :۔ یہ وہ کلمات اذان ہیں جن سے اذان کی ابتداء ہوئی جو حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھائے گئے اور اللہ کے رسول نے اس خواب کے حق ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمائی بلکہ مراسیل ابی داؤد میں فرمایا کہ اس کے مطابق وحی نازل ہو چکی یہی وہ کلمات ہیں جو موذن رسول حضرت بلال عمر بھر کہتے رہے یہی کلمات مسجد نبوی کے دوسرے موذن حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم عمر بھر ادا کرتے رہے اور یہ سب اذانیں مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں تھیں یہی کلمات اذان مسجد قبا کے موذن حضرت سعد قرظی ادا کرتے رہے ۔

اس اذان میں ترجیع کا کہیں ذکر نہیں نہ خواب کی تعلیم میں نہ اذان بلال میں نہ اذان ابن ام مکتوم میں اور نہ اذان سعد میں علاوہ ازیں تقریباً تمام صحاح میں حضرت ابن عمر سے مروی یہ حدیث بھی موجود ہے کہ اذان مثنیٰ مثنیٰ (یعنی دو دو کلمات پر مبنی تھی پس ثابت ہوا کہ اذان میں ترجیع مسنون نہیں ہے اگر کسی خاص شخص کو اس کی تعلیم دی گئی ہے تو اس میں کوئی خاص حکمت ہو گی ورنہ کیا وجہ ہے کہ صرف اسی شخص کو ترجیع کی تعلیم دی گئی باقی تمام موذن عمر بھر بلا ترجیع اذان دیتے رہے اور انہیں ترجیع کا حکم نہ ملا ترجیع صرف حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور کسی موذن سے نہیں تو ظاہر یہی ہے کہ اس میں کوئی ایسی حکمت تھی جو صرف حضرت ابو محذورہ سے متعلق تھی لہذا صرف انہی کو ترجیع کا حکم ملا علماء نے اس حکمت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ اس میں حکمت یہ تھی کہ شہادت کے کلمات حضرت ابو محذورہ کے دل میں راسخ ہو جائیں اس لیے کہ تعلیم اذان کے وقت وہ نو

مسلم تھے اور کچھ لمحات قبل وہ اذان کا مذاق اڑا رہے تھے۔ چنانچہ نسائی شریف میں پورا پس منظر انھوں نے خود بیان فرمایا اور اس میں ہے فظللنا نحکیہ و نھزابہ۔ یعنی جب ہم نے موذن رسول سے اذان سنی تو ہم اسے دہرانے لگے اور اس سے استھزاء کرنے لگے تو حضور نے ہمیں بلا کر مجھے اذان کی تعلیم دی۔

نوٹ :- ترجیع کا مفہوم یہ ہے کہ اذان میں شہادتیں یعنی اشہدان لاالہ الا اللہ اور اشھدان محمدارسول اللہ کو پہلے دو دو مرتبہ آہستہ آواز سے کہا جائے پھر لوٹ کر انہیں کلمات کو دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہا جائے۔

اذان فجر میں اضافہ :- حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آذان کی تعلیم دیتے ہوئے حی علی الفلاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

فان کان صلاۃ الصبح قلت الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم الحدیث (ابوداؤد۔ نسائی) یعنی اگر صبح کی نماز ہو تو یہ کلمہ دو مرتبہ کہو۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

کلمات اقامت :- کلمات اقامت بھی کلمات اذان کی طرح ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ قد قامت الصلوۃ کہنا ہے چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن زید والی حدیث کی ایک روایت میں ہے کہ۔

فاذن ثم قعد قعدۃ ثم قام فقال مثلھا الا انہ یقول قدقامت الصلوۃ (ابوداؤد)

(خواب میں آنے والے) نے اذان دی پھر وہ تھوڑی دیر بیٹھ گیا پھر اٹھا تو اسی طرح کہا (یعنی اذان کی طرح) سوائے اس کے کہ اس نے قد قامت الصلوۃ کہا۔

ایک اور روایت میں ہے۔

ثم قام فقال مثلھا الا انہ قال زاد بعد ما قال حی علی الفلاح قدقامت الصلوۃ قدقامت الصلوۃ۔ (ابوداؤد شریف)

پھر وہ کھڑا ہوا اور اس نے اذان کی طرح کہا سوائے اس کے کہ اس نے حی علی الفلاح کے بعد قدقامت الصلوۃ قدقامت الصلوۃ زیادہ کیا۔

ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے ایسی سند سے روایت کیا جس کے متعلق امام میں ہے کہ رجالہ رجال الصحیحین۔

قال حدثنا اصحاب محمد ﷺ ان عبداللہ بن زید الانصاری جاء الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ رایت فی المنام کان رجلا قام وعلیہ بردان اخضران فقام علی حائط فاذن مثنی مثنی واقام مثنی مثنی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

(ابن ابی لیلیٰ) نے کہا کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے بتایا کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص کھڑا ہے اور اس پر سبز رنگ کی دو چادریں ہیں دیوار پر کھڑے ہو کر اس نے دو دو مرتبہ کلمات کہہ کر اذان دی اور دو دو مرتبہ کلمات کہہ کر اقامت کہی۔

علاوہ ازیں حضرت ابو محذورہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اذان کے انیس کلمات (یعنی ترجیع کے ساتھ جس کی تفصیل گزر چکی ہے) اور اقامت کے سترہ کلمات تعلیم دیے یہ حدیث امام احمد کی مسند، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ، اور ترمذی میں موجود ہے اور امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے مکمل کلمات بھی روایت کیے جو بالکل وہی ہیں جو ہمارے ہاں معروف ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی اقامت کہتے تھے چنانچہ محدث کبیر امام طحاوی فرماتے ہیں تواترت الآثار عن بلال انہ کان یثنی الاقامۃ حتی مات۔

مسائل اذان

قبلہ رو اذان دینا :- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں ہے جس میں انہوں نے خواب بیان فرمایا کہ

فاستقبل القبلۃ وقال اللہ اکبر (ابوداؤد شریف)

یعنی خواب میں آنے والے نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اذان دی

کانوں میں انگلیاں دینا :- عن عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد موذن رسول اللہ ﷺ قال حدثني ابي عن ابيه عن جده ان رسول اللہ ﷺ امر بلالا ان يجعل اصبعيه في اذنيه و قال انه ارفع لصوتك " (ابن ماجہ - مشکوۃ)

حضرت عبدالرحمن بن سعد بن عمار بن سعد موذن رسول سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کے مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ اور پھر دادا سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دیں اور فرمایا کہ اس سے تیری آواز بلند ہوگی ۔

اذان میں چہرہ گھمانا :- عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال اتيت النبي ﷺ فخرج بلال فجعل يقول في اذانه هكذا ينحرف يمينا و شمالا ـ (نسائی شریف)

حضرت عون ابن ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس حضرت بلال باہر نکلے انہوں نے اپنی اذان میں یوں کیا کہ دائیں بائیں گھومتے تھے ۔

اذان و اقامت کے درمیان وقفہ :- عن جابر ان رسول اللہ ﷺ قال لبلال اذا اذنت فترسل و اذا اقمت فاحدر و اجعل بين اذانك و اقامتك قدر ما يفرغ الاٰكل من اكله و الشارب من شربه و المحتصر اذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتي تروني ـ (ترمذی - مشکوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور اذان و تکبیر کے درمیان اتنا فاصلہ رکھو کہ کھانے والا کھانے سے ، پینے والا پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا رفع حاجت سے فارغ ہو جائے اور جب تک مجھے نہ دیکھ لو نماز کیلئے کھڑے نہ ہو ۔

جو اذان دے وہی تکبیر کہے :- عن زیاد بن الحارث الصدائي قال امرني رسول اللہ ﷺ ان اؤذن في صلوٰة الفجر فاذنت فارادبلال ان یقیم فقال رسول اللہ ﷺ ان اخاصداء قد اذن ومن اذن فھویقیم۔ (ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کیلئے مجھے اذان دینے کا حکم دیا میں نے اذان دی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر کہنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدائی بھائی نے اذان دی ہے اور جو اذان دے تکبیر بھی وہی کہے ۔

البتہ اگر موذن کی اجازت ہو یا معلوم ہو کہ ناراض نہ ہوگا تو دوسرا بھی اقامت کہہ سکتا ہے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ حضرت بلال نے اذان دی اور حضرت عبداللہ بن زید نے تکبیر کہی ۔

مسافر بھی اذان دے :- عن مالك بن الحويرث قال قدمت علي رسول اللہ ﷺ انا وابن عم لي فقال لنا اذا سافرتما فاذنا و اقیما ولیؤمکما اکبرکما۔ (ترمذی شریف)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو اذان دو اور تکبیر کہو اور تم میں سے بڑا امامت کرے ۔

اکیلا شخص بھی اذان دے :- اگر کوئی نمازی کہیں اکیلا نماز پڑھنے لگے تو اس کو بھی چاہیے کہ اذان دے جیسا کہ فضائل اذان میں چرواہے والی حدیث گزر چکی ہے۔

قضاء کیلئے بھی اذان دی جائے :- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طویل حدیث تعریس میں صبح کی نماز قضاء پڑھنے کے متعلق فرمایا ۔

ثم اذن بلال بالصلوة فصلي رسول اللہ ﷺ رکعتین ثم صلي الغداة فصنع

كماكان يصنع كل يوم ـ الحديث (مسلم شریف)
پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کیلئے اذان دی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت (سنت) ادا فرمائی پھر صبح کی نماز ادا فرمائی اور بالکل ویسے ہی عمل فرمایا جس طرح ہر روز فرماتے تھے ۔

اذان کے بعد صلوۃ وسلام :- عن عبداللّٰه بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلي علي صلوة صلي اللّٰه عليه بها عشرا ـ الحديث (مسلم ، ابوداؤد ، نسائی)
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم موذن سے (اذان) سنو تو ویسے ہی کہو جیسا کہ وہ کہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اسکے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے

تفہیم :- اس حدیث میں واضح طور پر اذان کے بعد درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسکی فضیلت بھی بیان فرمائی گئی ہے لہذا ثابت ہوا کہ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنے کا طریقہ سنت سے ثابت ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

فما يفعله المؤذنون الان عقب الا ذان من الاعلان بالصلوة والسلام مرارا اصله سنة ـ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا يايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما ـ یعنی "اے اہل ایمان آپ (نبی) پر درود اور سلام بھیجو" اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مطلق ہے کسی وقت یا کیفیت کے ساتھ مقید نہیں لہذا درود وسلام جہاں بھی اور جب بھی اور جیسے بھی پڑھا جائیگا اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہو گا ۔

جس بات کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقید نہیں کیا اس کو اپنی ہوائے نفس سے مقید کرنا اور اذان کے بعد منع کرنا دین میں مداخلت ، علمی بددیانتی اور اپنی نئی شریعت گھڑنے کے مترادف ہے ۔

امام و مقتدی کب کھڑے ہوں :- عن ابي قتادة قال قال رسول الله

اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتي تروني - (بخاري - مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نماز کیلیے تکبیر کہی جائے تو تم کھڑے نہ ہو یہاں تک کے مجھے دیکھ لو۔

تفہیم :- حدیث مذکور میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ جب تکبیر کہی جائے اس وقت تمہیں کھڑا نہیں ہونا چاہیے اسی حدیث کے پیش نظر امام ابو حنیفہ ، امام شافعی ، امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ دین نے بوقت تکبیر کھڑے ہونے کو پسند نہیں فرمایا چنانچہ امانووی شافعی مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں

فمذ هب الشافعي رحمه الله تعاليٰ و طائفة انه يستحب ان لا يقوم احد حتي يفرغ الموذن من الاقامة۔

یعنی امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ اور ایک جماعت علماء کا مذہب یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ جب تک موذن تکبیر سے فارغ نہ ہو کوئی بھی کھڑا نہ ہو -

اسی میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب موذن قد قامت الصلوۃ کہتا پھر فرمایا وبه قال احمد رحمه الله تعاليٰ یعنی امام احمد بن حنبل کا مذہب بھی یہی ہے ۔ امام نووی نے احناف کا مذہب یوں بیان فرمایا -

وقال ابو حنيفة والكوفيون يقومون في الصف اذا قال حي علي الصلوة۔

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر علماء کوفہ نے فرمایا کہ نمازی صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب موذن حی علی الصلوۃ کہے -

مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ 419 میں ہے

قال ائمتنا يقوم الامام والقوم عند حي علي الصلوة ۔ یعنی ہمارے ائمہ نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے

يقوم الا مام والقوم اذاقال الموذن حي علي الفلاح عند علما ئنا الثلاثة

وھوالصحیح۔ یعنی ہمارے علماء ثلاثہ حضرت امام اعظم امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے اور یہی صحیح ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ائمہ دین نے بھی یہی فتوی دیا لیکن تعجب ہے کہ آج کل کے کچھ علماء کہلانے والے مقلدینِ امام اپنی تحقیق کی بنا پر امام کے مذہب سے انحراف کرتے ہوئے پہلے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں

چہ نسبت خاک را باعالم پاک۔

کہاں دعوی تقلید اور کہاں اپنی رائے کو امام کی رائے پر ترجیح دینا یہ تقلید نہیں بلکہ تقلید کا مذاق اڑانا ہے۔

اذان کا جواب :- عن علقمة بن ابي وقاص قال اني لعند معاوية اذاذن موذنه فقال معاوية كما قال موذنه حتي اذا قال حي علي الصلوة قال لا حول و لا قوة الا بالله فلما قال حي علي الفللاح قال لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وقال بعد ذلك ما قال الموذن ثم قال سمعت رسول الله ﷺ قال ذلك۔
(نسائی۔ احمد۔ مشکوۃ)

حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے موذن نے اذان پڑھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو موذن نے کہے یہاں تک کہ جب موذن نے حی علی الصلوۃ کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور جب موذن نے حی علی الفلاح کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اور اسکے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے وہی کہا جو موذن نے کہا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے۔

مانگو عطا ہوگا :- عن عبداللّٰہ بن عمرو قال ان رجلا قال یا رسول اللّٰہ ان الموذنین یفضلوننا فقال رسول اللّٰہ ﷺ قل کما یقولون فاذا انتھیت فسل تعط۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اذان دینے والے ہم پر فضیلت لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی ویسے ہی کہو جیسے وہ کہتے ہیں پھر جب مکمل کر لو تو مانگو عطا کیا جائیگا۔

جنت ملے گی :- عن ابي ھریرۃ قال کنا مع رسول اللّٰہ ﷺ فقام بلال ینادي فلما سکت قال رسول اللّٰہ ﷺ من قال مثل ھذا یقیناً دخل الجنۃ۔ (نسائی۔ مشکوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کے ساتھ تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے اذان دی جب وہ خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو یقین کے ساتھ اسی طرح کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اقامت کا جواب :- عن ابي امامۃ او بعض اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ قال ان بلالا اخذ في الاقامۃ فلما ان قال قد قامت الصلوۃ قال رسول اللّٰہ ﷺ اقامھا اللّٰہ وادامھا وقال في سائر الاقامۃ کنحو حدیث عمر في الاذان۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور صحابی سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر کہنا شروع کی جب قد قامت الصلوۃ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا باقی تکبیر کے جواب میں آپ نے ویسے ہی فرمایا جس طرح اذان کے جواب میں فرماتے جیسا کہ حضرت عمر کی حدیث میں ہے۔ (ہم نے یہاں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث درج کی ہے)

انگوٹھے چومنا :- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اذان میں سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے جیسا کہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ، ردالمحتار ، کنزالعباد ، جامع الرموز علامہ قہستانی اور فتاوی صوفیہ میں ہے اگرچہ اس بارے میں جتنی احادیث مروی ہیں وہ ضعیف ہیں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اسلیے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث باتفاق علماء مقبول ہے ۔

بالفرض اگر کوئی حدیث وارد نہ ہوتی تب بھی اس کے جواز میں کیا شک ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اور تمام اشیاء میں اصل اباحت یعنی جواز ہے جبتک اللہ تعالی اور اسکے رسول کسی چیز کو منع نہ فرمائیں جائز رہتی ہے اور اسے ناجائز کہنا شریعت پر افتراء ہے ۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل مطلوب ہو تو اعلی حضرت امام احمدرضا بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی کتاب منیرالعین فی حکم تقبیل الابھامین اور آپکے رسالہ " اقامۃ القیامۃ " کا مطالعہ کیا جائے ۔

اذان کے بعد کی دعائیں :- احادیث میں اذان کے بعد چند دعاؤں کا ذکر آیا ہے جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

پہلی دعا:- عن سعد بن ابي وقاص قال قال رسول الله ﷺ من قال حين يسمع المؤذن اشهد ان لااله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبمحمد رسولا و بالاسلام دينا غفر له ذنبه ۔ (مسلم ۔ ترمذی ۔ ابن ماجہ ۔ نسائی ۔ ابوداؤد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنکر یہ دعا پڑھے اسکے گناہ معاف کر دیے جائینگے ۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ۔

دوسری دعا :- عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من قال حین یسمع النداء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمد ان الوسیلۃ وا لفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودان الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی اس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ اِنِ الْوَسِیْلَۃَ۔ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

انتباہ :- طبرانی نے کبیر میں جو دعا روایت کی ہے اس میں بلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ کے الفاظ موجود ہیں اور امام بیہقی کی روایت میں دعا کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں انک لا تخلف المیعاد پس جو دعا عام طور پر پڑھی جاتی ہے اور لوگوں میں مشہور ہے وہ تقریباً مختلف احادیث کے الفاظ و مفہوم پر مشتمل ہے جنہیں علماء نے ایک مقام پر جمع کر دیا گویا وہ مختلف مرویات کی جامع دعا ہے لہذا جو دعا بھی چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

تیسری دعا :- عن ام سلمۃ قالت علمنی رسول اللہ ﷺ ان اقول عند اذان المغرب اللھم ان ھذا اقبال لیلک وادبار نھارک واصوات دعاتک فاغفر لی۔ (ابوداؤد۔ بیہقی۔ مشکوۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تعلیم دی کہ میں اذان مغرب کے وقت یہ دعا پڑھوں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَاِدْبَارُ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ۔

معلوم ہوا کہ یہ آخری دعا صرف اذان مغرب کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ حدیث میں صراحت موجود ہے

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا منع ہے :- عن عثمان قال قال رسول الله ﷺ من ادركه الاذان في المسجد ثم خرج لم يخرج لحاجة وهولا يريد الرجعة فهو منافق - (ابن ماجہ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے مسجد میں ہوتے ہوئے اذان ہوئی پھر وہ بلا حاجت نکلتا ہے اور واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے

واضح رہے کہ اذان صرف نماز پنجگانہ اور جمعہ کیلئے مسنون ہے باقی نمازوں کیلئے نہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے عیدین کیلئے بھی اذان مسنون نہیں ہے چنانچہ مسلم شریف میں ہے -

عن جابر بن سمرة قال صليت مع رسول الله ﷺ العيدين غير مرة ولا مرتين بغير اذان ولا اقامة (مسلم شریف)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار نماز عیدین پڑھی جو بغیر اذان و تکبیر ہوتی تھی -

نماز کی شرائط کا بیان

نماز کے فرائض کی دو اقسام ہیں پہلی قسم ان فرائض کی ہے جن کا وجود نماز کی ابتداء سے پہلے ضروری ہے انہیں شرائط کا نام دیا جاتا ہے ان میں سے اگر کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو نماز کا افتتاح ھی نہیں ہو سکتا دوسری قسم ان فرائض کی ہے جو نماز کے اندر پائے جاتے ہیں انہیں ارکان نماز کہا جاتا ہے مندرجہ ذیل فرائض کو نماز کی شرائط قرار دیا گیا ہے۔

پہلی شرط طہارت :- یایھاالذین آمنو اذا قمتم الي الصلوة فاغسلوا وجوھکم الخ = وان کنتم جنبا فاطھروا۔ الخ (القران)

اے اہل ایمان ! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے دھولو (آخر تک پورا وضو ذکر فرمایا گیا) اور اگر تم جنبی ہو تو پاک ہو لو۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقبل صلوة بغير طھور ولا صدقة من غلول۔ (مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر طہارت نماز قبول نہیں ہوتی اور مال حرام سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

طہارت سے مراد یہ ہے کہ نمازی کا جسم ، لباس اور نماز کی جگہ پاک ہو۔ نمازی باوضو ہو اور جنبی نہ ہو طہارت کے اہم مسائل کتاب الطہارۃ میں مذکور ہو چکے ہیں -

دوسری شرط ستر عورت :- اس کا مطلب ہے کہ نمازی کے جسم کے وہ اعضاء چھپانا جن کو چھپانے کا شریعت نے حکم دیا ہے

خذوا زينتكم عند كل مسجد۔ (القرآن)

یعنی ہر نماز کے وقت تم اپنا لباس لے لو

مرد کے اعضاء مستورہ :- عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللّٰہ قال فان ماتحت السرۃ الی رکبتہ من العورۃ (دارقطنی)
عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر ان کے باپ اور پھر دادے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے تک شرمگاہ (یعنی چھپانے کی جگہ) ہے۔

عورت کے اعضاء مستورہ :- عن عائشۃ ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللّٰہ ﷺ و علیھا ثیاب رقاق فاعرض عنھا رسول اللّٰہ ﷺ وقال یا اسماء ان المراۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح لھا ان یری منھا الا ھذا و ھذا واشار الی وجھہ وکفیہ :- (ابوداؤد۔ مشکوہ)
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں آپ نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء ! عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ ہرگز نہ دکھائی دینا چاہیے سوائے اس کے اور اس کے۔ اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

عن علقمۃ بن ابی علقمۃ عن امہ انھا قالت دخلت حفصۃ بنت عبدالرحمن علی عائشۃ زوج النبی ﷺ وعلی حفصۃ خمار رقیق فشقتہ عائشۃ و کستھا خمارا کثیفا: (موطا امام مالک۔ مشکوٰۃ)
حضرت علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اڑھا دیا۔

انتباہ :- ہاتھ ، پاؤں اور چہرے کی ٹکلی کے سوا عورت کا پورا جسم چھپا ہوا ہونا فرض ہے۔ لہذا آج کل جو نصف بازو کی قمیص کا رواج (معاذاللہ) بن گیا ہے اگر اس سے نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح مذکورہ بالا احادیث سے یہ بھی واضح ہوا

کہ ایسا باریک لباس پہننا جس سے جسم کی رنگت جھلکے شرعی تقاضے پورے نہیں کرتا اور اسمیں نماز بھی نہ ہو گی ۔ باریک دوپٹہ اوڑھنے والی خواتین اور باریک تہبند باندھنے والے حضرات اس سے عبرت حاصل کریں ۔

تیسری شرط وقت :- ان الصلوٰۃ کانت علي المومنين كتا باموقوتا: (القرآن)

بے شک نماز مومنوں پر فرض موقت ہے ۔ (یعنی ہر نماز کا ایک خاص معین وقت ہے)

اوقات کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے لہذا اسے مستحضر کر لیجیے ۔

چوتھی شرط استقبال قبلہ :- قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنا بھی نماز کی شرائط میں سے ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

وحيث ماكنتم فولوا وجوهكم شطره: (القرآن)

اور تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرے اسی (مسجد حرام) کی طرف کر لو۔

نماز ناقص ہونے کی بنا پر جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اعادہ کرنے کا حکم دیا جب اس نے تعلیم کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا:

اذا قمت الي الصلوٰة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر: (مسلم شریف)

جب تو نماز کا ارادہ کرے تو کامل وضو کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر پھر تکبیر کہہ یعنی (اللہ اکبر)

جسے قبلہ معلوم نہ ہو سکے :- عن عبدالله بن عامر بن ربيعة عن ابيه قال كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فتغيمت السماء و اشكلت علينا القبلة فصلينا واعلمنا فلما طلعت الشمس اذا نحن قدصلينا لغير القبلة فذكرنا ذلك للنبي ﷺ فانزل الله فاينما تولوا فثم وجه الله: (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آسمان پر بادل چھا گئے اور قبلہ ہم پر مشتبہ ہو گیا پس ہم نے نماز پڑھی اور علامت لگالی جب سورج نکلا تو ہم نے دیکھا کہ ہم نے تو قبلہ کی بجائے کسی اور سمت نماز ادا کی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تذکرہ کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم جس طرف منہ کرو اسی طرف اللہ کی ذات ہے۔

انتباہ:- جس شخص کو قبلہ معلوم نہیں اور کوئی ایسا بھی نہیں جس سے پوچھ سکے اور نہ ہی وہاں مسجد موجود ہے جس سے معلوم ہو تو اس کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ خوب سوچ بچار کرے پس جس طرف اسکا ظن غالب ہو جائے کہ اسی سمت قبلہ ہے تو وہ اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کی نماز صحیح ہو گی اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ وہ سمت غلط تھی تب بھی سے نماز دوبارہ نہیں پڑھنا ہو گی۔

پانچویں شرط نیت :- وما امروا الا لیعبدو االلّٰہ مخلصین لہ الدین : (القرآن)

اور انہیں تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کیلئے دین کو خالص رکھتے ہوئے اس کی عبادت کریں۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انما الا عمال بالنیات و انما لا مري مانوي (الحدیث) (بخاري و مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور انسان کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

عن ابي ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ لا ینظر الي صورکم واموالکم ولکن ینظر الي قلوبکم واعمالکم: (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور

عملوں کو دیکھتا ہے۔

انتباہ :- (۱) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں اور نماز کے لیے نیت کرنے کا مطلب ہے کہ دل میں انسان معین کرے کہ کونسی نماز پڑھنے لگا ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے والنية هي الارادة والشرط ان يعلم بقلبه اي صلوٰة يصلي یعنی نیت ارادے کا نام ہے اور شرط یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے یہ جان لے (یقین کرے) کہ وہ کونسی نماز پڑھنے لگا ہے۔

(۲) زبان سے نیت کی ادائیگی کو علماء نے مستحسن قرار دیا ہے تاکہ قلب ولسان میں یکسانیت ہو جائے لیکن بہر حال اعتبار دل کے ارادہ کا ہی ہو گا لہذا اگر زبان سے غلطی ہو گئی تو اسکا کوئی اعتبار نہیں ہو گا اور نماز وہی ادا ہو گی جسکا دل میں ارادہ تھا۔ مثلاً نماز ظہر پڑھنے کا ارادہ تھا اور زبان سے غلطی سے عصر کہدیا تو اسکا کوئی اعتبار نہیں اور نماز ظہر صحیح ادا ہو جائیگی اس لیے کہ اصل نیت دل کا ارادہ ہے۔

(۳) اگر مقتدی ہے تو اسے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔

نماز کا طریقہ :-

تکبیر تحریمہ :- طہارت ، ستر عورت ، وقت ، استقبالِ قبلہ اور نیت کے موجود ہونے پر نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے۔

عن علي قال قال رسول الله ﷺ مفتاح الصلوٰة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم: (ابوداؤد۔ترمذي۔ابن ماجه)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت (وضو) ہے اور اسکی ابتداء تکبیر اور انتہاء سلام پھیرنا ہے۔

نوٹ :- (۱) تکبیر تحریمہ نماز کے فرائض میں سے ہے (عامہ کتب فقہ)

(۲) جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان میں تکبیر تحریمہ کیلئے بھی قیام فرض ہے پس اگر کوئی اتنا جھک کر تکبیر تحریمہ کہے کہ ہاتھ بڑھانے سے گھٹنوں تک پہنچ سکتے ہیں تو نماز شروع بھی نہ ہو گی۔ (عالمگیری وغیرہ)

(۳) تکبیر کم از کم اتنی آواز سے کہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن سکے ورنہ نماز نہ ہو گی۔ (بہار شریعت وغیرہ)

(۴) تحریمہ کا معنی ہے حرام کرنے والی۔ اس تکبیر کو تحریمہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ تکبیر کہتے ہی نمازی کیلئے کھانا پینا گفتگو وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں جب تک سلام نہ پھیرے حرام رہتے ہیں سلام پھیرتے ہی پھر حلال ہو جاتے ہیں اسی لیے سلام پھیرنے کو تحلیل قرار دیا گیا ہے جس کا معنی ہوتا ہے "حلال کرنا"۔

کانوں تک ہاتھ اٹھانا :- تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔ اسے رفع یدین کہتے ہیں۔

عن مالك بن الحويرث ان رسول اللهﷺ كان اذا كبر رفع يديه حتي يحاذي بهما اذنيه ـ الحديث ـ و في رواية حتي يحاذي بهما فروع اذنيه : (مسلم شريف)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے کانوں کے مقابل لے جاتے ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کانوں کے اوپر والے حصے تک لے جاتے۔

عن وائل بن حجر قال قلت لا نظرن الي رسول اللهﷺ كيف يصلي فقام فاستقبل القبلة فرفع يديه حتي حاذتا باذنيه : (ابو داؤد ـ ابن ماجه)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے کہا رسول اللہ کو دیکھوں کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں پس آپ کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف چہرہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپکے کانوں کے مقابل ہو گئے۔

عن وائل بن حجر قال صليت خلف رسول اللهﷺ فلما افتتح الصلٰوة کبر ورفع یدیہ حتي حاذتا اذنیہ: الحدیث (نسائي شریف)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ کانوں کے مقابل ہو گئے۔

انہی حضرت وائل سے امام نسائیؒ نے ایک اور حدیث یوں روایت کی ہے۔

انہ راي النبي ﷺ اذا افتتح الصلٰوة رفع یدیہ حتي تکاد ابھاماہ تحاذي شحمة اذنیہ: (نسائي شریف)

کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انگوٹھے کانوں کی "لَو" کے مقابل ہونے کے قریب ہو جاتے۔

انتباہ :- ہاتھ کہاں تک اٹھانے سنت ہیں اس بارے میں تین قسم کی احادیث مروی ہیں اور تینوں ہی صحاح کی کتب میں موجود ہیں۔ پہلا طریقہ ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانا دوسرا کندھوں تک اٹھانا۔ اور تیسرا ہاتھ کانوں کے اوپر والے حصے تک اٹھانا۔

کچھ لوگ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں اور اسی کو سنت کہتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اس صورت میں باقی دونوں طریقوں سے متعلق صحیح احادیث متروک ہوتی ہیں جو کہ بلاوجہ ترک کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ عمل تینوں پر بیک وقت ہو سکتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانا نہ تو سنت ہے اور نہ ہی اہل حدیث ہونے کے دعوے سے مطابقت رکھتا ہے جبکہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ طریقہ اختیار فرمایا جس سے تینوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جاتا ہے اسکی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اکثر احادیث میں لفظ "یدین" استعمال ہوا ہے اور لغت میں "ید" کا اطلاق انگلیوں کے پوروں سے لیکر کندھے تک کے پورے عضو پر ہوتا ہے لیکن

ان احادیث میں یہ وضاحت نہیں کہ ید کا کونسا حصہ کس جگہ پر ہو جبکہ دوسری احادیث میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھانا سنت ہے پس ہاتھ اس طرح اٹھانا سنت قرار پائے گا کہ ہتھیلیوں کی جڑیں کندھوں کے قریب رہیں ۔ انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھیں اور انگلیوں کے سرے کانوں کے اوپر والے حصہ کے قریب پہنچ جائیں ۔ یہ مفہوم کسی امام کا خود ساختہ نہیں بلکہ خود حدیث میں یہی تطبیق بصراحت موجود ہے چناچہ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یوں روایت فرمایا:

عن وائل انه ابصر النبي ﷺ حين قام الي الصلٰوة رفع يديه حتي كانتا بحيال منكبيه وحاذي بابهاميه اذنيه ثم كبر : (ابوداؤد)

حضرت وائل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور آپ نے اپنے انگھوٹھے کانوں کے مقابل کیے پھر تکبیر کہی۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ صرف کندھوں تک ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور خلاف احادیث ہے اور صحیح طریقہ وہ ہے جس پر امام اعظم نے عمل فرمایا۔

علاوہ ازیں قارئین کرام پر یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ ائمہ کرام کے فہم حدیث اور بزعم خویش اہل حدیث بننے والوں کے فہم حدیث میں کیا فرق ہے کیا کسی ایک حدیث پر عمل کرنا اور باقی کو متروک کرنا حدیث پر عمل ہے یا تمام احادیث کا نچوڑ اور خلاصہ نکال پر تطبیق دیکر سب پر عمل کرنا حدیث پر عمل ہے ۔ حقیقی اہل حدیث کون ہیں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں ۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا :- عن سهل بن سعد قال كان ناس يومرون ان يضع الرجل اليد اليمني علي ذراعه اليسري في الصلٰوة : (بخاري شريف)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگوں کو

حکم دیا جاتا تھا کہ ہر شخص نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔

عن وائل بن حجر قال رایت رسول اللہ ﷺ وضع یمینہ علي شمالہ تحت السرۃ: (مصنف ابن ابي شیبہ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے رکھا۔

اس حدیث کی سند جید اور تمام راوی ثقات ہیں۔ مصنف میں اسکی سند یوں بیان ہوئی "حدثنا وکیع عن موسٰي بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ" وکیع کے متعلق تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میں نے وکیع سے زیادہ علم کو محفوظ کرنے والا اور حافظ نہیں دیکھا۔ احمد بن سہل نے فرمایا کہ وکیع اپنے زمانہ میں امام المسلمین تھے۔ ابن معین نے فرمایا کہ میں نے وکیع سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔

موسی بن عمیر کے متعلق علامہ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ ابن معین اور ابو حاتم نے کہا کہ موسی بن عمیر ثقہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب میں کہا کہ ابن معین، ابو حاتم، محمد بن عبداللہ بن نمیر، خطیب، عجلی اور دولابی نے کہا کہ موسی بن عمیر ثقہ ہے۔

امام نسائیؒ نے نماز کے بارے میں اس سے حدیث روایت کی ہے۔

علقمہ کے بارے میں علامہ ذھبی نے میزان میں کہا کہ وہ "صدوق" ہے اور حافظ ابن حجر نے تہذیب میں کہا کہ وہ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ امام بخاری نے رفع یدین کے بارے اس کی روایت کی تخریج کی ہے۔

چونکہ اس حدیث کی سند کے متعلق تو کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے آج کل کچھ غیر مقلد حضرات نے بے سروپا خود ساختہ دلائل کی بنیاد پر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ باقی حدیث تو صحیح ہے لیکن اس میں "تحت السرۃ" کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات انکی کم فہمی پر مبنی ہے اس لیے کہ جب معتمد جید محدثین اور علماء نے اسکو بیان فرمایا ہے تو پھر اس میں شک محض سوء ظن اور نادانی

ہے۔

عن علي قال ان من السنة في الصلٰوة وضع الاكف علي الاكف تحت السرة:
(ابوداؤد نسخه ابن اعرابي۔ احمد)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھے جائیں۔

تنبیہ:- اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام احمد کے علاوہ عبداللہ بن احمد، ابن ابی شیبہ، دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔ اس کو روایت کرنے کے بعد امام ابوداؤد نے ایک راوی عبدالرحمن بن اسحاق پر کلام کیا اور اسے ضعیف قرار دیا علاوہ ازیں علامہ نووی نے مسلم شریف کی شرح میں فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور سب کا اسکے ضعیف قرار دینے پر اتفاق ہے اسلیے کہ عبدالرحمن بن اسحاق واسطی بالا تفاق ضعیف ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم علامہ نووی کے قول سے اتفاق نہیں کر سکتے اور کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن اسحاق کا بالا تفاق ضعیف ہونا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس لیے کہ امام ترمذی جیسے جلیل القدر محدث نے نہ صرف اس کی روایت کو قبول فرمایا بلکہ اسے حسن قرار دیا چنانچہ امام ترمذی نے اپنی جامع کے "باب ماجاء فی صوم المحرم" میں اسی عبدالرحمن بن اسحاق سے حدیث روایت کی اور پھر فرمایا قال ابو عيسي هذا حديث حسن غريب: کیوں جناب بالاتفاق ضعیف ہونا کیسا ٹھہرا = نہ معلوم وہ غیر مقلد جو علامہ نووی کی تقلید میں اسے بالا تفاق ضعیف قرار دے رہے تھے اب اسکی کیا تاویل نکالیں گے بہرحال حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ عبدالرحمن بن اسحاق کے بارے میں کچھ محدثین نے ضعیف ہونے کا قول کیا ہے لیکن ایسے محدثین بھی ہیں جنہوں نے اسکی توثیق کی۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ اسکی حدیث درجہ صحت پر نہ ہو بلکہ درجہ حسن پر ہو اور حسن سے اخذ مسائل بالکل واضح مسئلہ ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی حقیقت:- آج کل کچھ حضرات سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں اور اسے ہی سنت بتاتے ہیں حالانکہ اس مسئلہ کے ثبوت میں انکے پاس

ایک حدیث بھی ایسی نہیں جو قابل حجیت ہو اور خود انہیں بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ احادیث حجت بننے کے قابل نہیں البتہ ایک حدیث وہ صحیح ابن خزیمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن وہ حدیث ایسی ہے جسکا حال بالکل معلوم نہیں کہ وہ معلق ہے یا مسند۔ خود ابن خزیمہ کی شرائط کے مطابق بھی ہے یا نہیں - یہی وجہ ہے کہ کسی بھی امام یا صاحب علم نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا قول نہیں کیا۔ ناف سے نیچے یا اوپر کے اقوال تو ہیں لیکن سینے پر کا کوئی قول نہیں چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں "راي بعضهم ان يضعهما فوق السرة وراي بعضهم ان يضعهما تحت السرة: یعنی بعض اہل علم نے کہا کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے اور بعض نے کہا کہ ناف کے نیچے رکھے -

کچھ غیر مقلدین نے "فوق السرة" کا معنی ناف کے اوپر لکھ کر آگے قوسین میں "سینے پر" لکھ دیا۔ اللہ اکبر کتنی بڑی علمی خیانت اور عوام الناس سے دھوکا ہے حالانکہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے والے ائمہ کے مذاہب میں خود تصریح موجود ہے کہ وہ ناف کے اوپر اور سینے سے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں -

ثناء :- دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھ کر کہ دایاں ہاتھ اوپر ہو اور بایاں نیچے - داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی کی جڑ کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں کلائی پر سیدھی رکھے پھر ثناء پڑھے -

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰي جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ: (ابن ماجه نسائي)

اے اللہ ! تو پاک ہے ، ہم تیری حمد کرتے ہیں ، تیرا نام برکت والا ہے ، تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں -

انتباہ :- اسکے علاوہ بھی کچھ دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں احناف کے نزدیک اگرچہ ان کا پڑھنا فرائض میں بھی ناجائز نہیں لیکن مختار یہ ہے کہ وہ نوافل میں پڑھی جائیں اور امام نسائی کی ایک روایت میں اسکی تصریح بھی موجود ہے کہ یہ دعائیں

نوافل میں پڑھی جاتی تھیں ۔ علاوہ ازیں فرائض کی ادائیگی جماعت سے واجب ہے اور جماعت میں تخفیف محمود ہے جبکہ وہ دعائیں طویل ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ انہیں نوافل میں پڑھا جائے ۔

تعوذ :- حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعوذ یوں پڑھتے تھے ۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ : (احمد) ! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے ۔

تسمیہ :- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ : (عامہ کتب حدیث)
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

انتباہ :- ثناء تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھنا سنت ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے :

عن انس ان النبي ﷺ وابابكر و عمر يفتتحون الصلٰوة بالحمد لله رب العلمين : (بخاري شريف)
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سورۃ فاتحہ سے نماز شروع فرماتے تھے ۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جہر سورۃ فاتحہ سے فرماتے اور ثناء ، تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے چنانچہ مسلم شریف میں حضرت انس سے ہی روایت میں ہے کہ فلم اسمع احد امنهم يقرا بسم الله الرحمٰن الرحيم یعنی میں نے ان میں سے کسی سے نہ سنا کہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی ہو۔ اور نسائی کی روایت میں تو اسکی صراحت موجود ہے کہ یہاں نفی سے مراد جہر کی نفی ہے یعنی بسم اللہ وغیرہ آہستہ پڑھتے تھے جہر سے نہیں اور جہر سورۃ فاتحہ سے فرماتے تھے چنانچہ نسائی میں ہے ۔

عن انس قال صليت خلف رسول الله ﷺ وابي بكر و عمر و عثمان فلم

اسمع احدا منهم يجهر ببسم اللہ الرحمن الرحیم : (نسائي شریف)
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی کو بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتے نہ سنا۔

اس سے واضح ہوا کہ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا سنت متوارثہ ہے اور یہی چاروں خلفاء راشدین کا مسلک ہے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے سے منع فرمایا اور اسے بدعت قرار دیا جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے۔ جبکہ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے کے بارے میں کوئی بھی صریح صحیح حدیث موجود نہیں ہر حدیث میں محدثین کے نزدیک کوئی نہ کوئی کمزوری موجود ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے دار قطنی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا لم یصح عن النبي ﷺ في الجھر حدیث : یعنی جہر کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔

ابن قیم نے کہا۔ فصحیح تلك الا حادیث غیر صریح وصریحھا غیر صحیح : یعنی ان میں سے جو احادیث صحیح ہیں ان میں جہر کی صراحت نہیں اور جن میں صراحت ہے وہ صحیح نہیں ہیں۔

(۲) تعوذ اور تسمیہ کا تعلق قرات سے ہے لہذا جس نے قرآت کرنا ہے وہ تعوذ و تسمیہ پڑھے گا اور جس نے قرآت نہیں کرنی وہ تعوذ اور تسمیہ نہیں پڑھے گا۔ جیسے مقتدی (اس کی تفصیل آگے مذکور ہو گی) پس وہ ثناء پڑھکر خاموش ہو جائے گا۔

قراءت :- فاقرؤا ماتیسر من القرآن : (القرآن) پس جو کچھ قرآن سے آسان ہو پڑھ لو۔

تفہیم :- اس آیۃ مبارکہ سے قرات کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امر وجوب کیلئے ہے اور نماز سے باہر بالا جماع قرات واجب نہیں۔ لہذا نماز میں قرات کی فرضیت پر تمام ائمہ کا اجماع ہے اور خود آیت کا سیاق و سباق بھی اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ اس کا تعلق نماز سے ہے۔ علاوہ ازیں

یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ کسی خاص سورۃ کا پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ جو کچھ بھی قرآن مجید سے پڑھ لیا جائے فرض ادا ہو جائیگا اس کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابي هريرة قال قال لي رسول الله ﷺ اخرج فناد في المدينة انه لا صلٰوة الا بقران ولو بفاتحة الكتاب فما زاد: (ابوداؤدشريف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نکل کر مدینہ میں اعلان کرو کہ قرآن کے بغیر نماز نہیں اگرچہ سورۃ فاتحہ پس اس سے زائد ہو۔

لہذا سورۃ فاتحہ کو فرض معین قرار دینا غیر حقیقت پسندانہ بات ہے اس لیے کہ اس سے دلیل ظنی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے حکم مطلق کے اطلاق کا نسخ لازم آتا ہے جو کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔

اس کے برعکس کچھ حضرات سورۃ فاتحہ کی فرضیت و رکنیت کے قائل ہیں انکی دلیل مندرجہ ذیل ہے۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلٰوة لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب: (بخاري۔ مسلم وغيرہما)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

اس حدیث کے بارے میں ہم گذارش کریں گے کہ یہ حدیث مشترک المعنی ہے ایک معنی تو یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں اور دوسرا معنی یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ناقص ہے۔ بالکل ویسے ہی جس طرح فرمایا گیا لا صلٰوة لجار المسجد الا في المسجد یعنی مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد میں پڑھنے کے سوا نہیں ہے۔ اور فرمایا لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه یعنی جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں۔ اسی طرح فرمایا لا ايمان لمن لا امانة له ولا دين لمن لا عهد له اسکا ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں اور اس کا دین

نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں ۔ اسکے علاوہ بھی بے شمار مقامات پر یہی اسلوب بیان اختیار فرمایا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا احادیث میں کمال کی نفی کی گئی ہے ۔ صحت کی نہیں ورنہ کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی شخص خیانت کے ارتکاب سے کافر ہو جاتا ہے یا عہد شکنی کر کے دین سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح مسجد کے پڑوسی کی نماز کی نفی بھی نفی کمال ہے یعنی گھر میں اس کی نماز کامل نہیں ہوتی اور اسی طرح بغیر بسم اللہ کے وضو کامل نہیں ہوتا۔

پس اگر ہم حدیث عبادہ سے یہ مراد لیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز بالکل صحیح اور جائز نہیں تو اس صورت میں قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت کے اطلاق کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے ۔ اور دیگر احادیث سے بھی تصادم کی صورت پیدا ہوتی ہے جن میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو ناقص قرار دیا گیا ہے ۔ اور اگر ہم دوسرا معنی مراد لیں جس کے مطابق نفی کمال مراد ہے تو یہ نہ قرآن کے خلاف اور نہ ہی دیگر احادیث سے متصادم ہوتا ہے لہذا حقیقت پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ دو واضح معانی میں سے وہ معنی مراد لیا جائے جو قرآن مجید اور دیگر احادیث کے مطابق ہو اور وہ معنی یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے اور اسکی تصریح واضح احادیث میں موجود ہے چنانچہ ارشاد فرمایا گیا۔

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صلي صلوٰة لم يقرا فيها بام القرآن فهي خداج ثلاثا غير تمام۔ الحديث۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائي۔ ترمذي۔ ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے نامکمل ہے ۔

بنابریں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ نماز کا رکن اور فرض نہیں لیکن احادیث میں اسکی تاکید کی بنا پر اسکا پڑھنا واجب ہے اس کے بغیر نماز ناقص اور واجب الاعادہ ہوتی ہے ۔

سورۃ فاتحہ :-اَلحمدللّٰہ رب العالمین • الرّحمٰن الرّحیم • مالک یوم الدّین • ایاک نعبد و ایاک نستعین • اھدنا الصراط المستقیم • صراط الّذین انعمت علیھم • غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین • آمین

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔ بہت بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے ۔ بدلے کے دن کا مالک ہے ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں ۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ ان لوگوں کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا اے اللہ قبول فرما۔

آمین کہنا سنت ہے :- آمین سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے بلکہ ایک دعا ہے اسی لیے اسے مصحف میں نہیں لکھا جاتا البتہ سنت یہ ہے کہ جب بھی سورۃ فاتحہ پڑھی جائے خواہ نماز میں یا بیرونِ نماز تو آمین کہی جائے یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک ہے اور اسی کی آپ نے امت کو ترغیب و تاکید فرمائی ہے ۔

آمین کی فضیلت :- عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ : (بخاری ۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔

آمین مد کے ساتھ ہے :-عن وائل بن حجر قال سمعت رسول اللہ ﷺ قرا غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقال آمین مدبھا صوتہ : (ترمذی شریف)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا پھر آمین

کہا اور اس میں اپنی آواز کو کھینچا۔ (یعنی آمین کے الف کو کھینچ کر مد کے ساتھ پڑھا)

آمین بالجھر کی حقیقت :- بعض حضرات کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں کیلئے بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے انکی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قرا ولاالضالین قال امین ورفع بھاصوتہ: (ابوداؤدشریف)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ جب ولاالضالین پڑھتے تو پھر آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو اونچا فرماتے۔

مذکورہ بالا حدیث آمین بالجھر کے بارے میں غیر مقلدین حضرات کی اصل دلیل ہے علاوہ ازیں وہ اسکی تائید میں کچھ مزید احادیث بھی پیش کرتے ہیں جنکی نشاندھی ہم نہایت اختصار سے کرتے ہیں۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین کہی تو آپکے قریب والے پہلی صف کے نمازیوں نے سنی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۳) حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت نے ولاالضالین کے بعد آمین کہا تو میں نے سنا۔ (ابن ماجہ)

(۴) صحابہ کرام جب آمین کہتے تو مسجد گونج اٹھتی (ابن ماجہ)

(۵) آمین پر یہودی مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں لہذا کثر ت سے آمین کہنا چاہیے۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی)

تجزیہ :- ان دلائل کی حقیقت جاننے کیلئے اب ہم ان میں سے ہر ایک کا تجزیہ کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال واضح ہو سکے۔ سب سے پہلے وہ حدیث ہے جو ہم نے اوپر امام ابوداؤد کے حوالے سے متن کے ساتھ عربی میں درج کی ہے۔ اس حدیث کے بارے میں ہم گذارش کریں گے کہ یہ حدیث مروی بالمعنی ہے اور رواۃ نے اس کے الفاظ کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ اس کا معنی اپنی فہم کے مطابق مختلف الفاظ میں بیان کر دیا چنانچہ یہی حدیث بعینہ اسی سند سے امام ترمذی نے بھی روایت کی ہے اور اس

میں "رفع" کی بجائے "مد" ہے اور امام ابوداؤد کی ایک اور روایت میں انہیں وائل بن حجر سے مروی حدیث میں "جھر" ہے -

پس واضح ہوا کہ کہیں "رفع" کہیں "مد" اور کہیں "جہر" یہ سب رواۃ کا تصرف ہے اور انہوں نے روایت بالمعنی کی ہے -

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے ایسا کون سا لفظ ہے جو دوسرے دلائل کے مطابق ہو یقیناً وہ لفظ مد ہے جسے رواۃ نے جھر اور رفع بنادیا مد ہی وہ لفظ ہے جسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اس حدیث کو حسن قرار دیا اور لفظ مد سے جہر ثابت نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا مفہوم صرف یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین کو کھینچ کر یعنی مد کے ساتھ پڑھا-

علاوہ ازیں جھر اور رفع کے تصرف رواۃ اور اصل لفظ مد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود حضرت وائل بن حجر سے ہی انتہائی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین آہستہ کہتے تھے (جس کا ذکر آئے گا) پس جھر اور رفع صحیح نہیں ہو سکتے بلکہ مد ہی صحیح ہو سکتا ہے جس میں اور اخفاء میں کوئی تضاد نہیں ہے -

دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ آںحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین کہی تو پہلی صف میں آپکے قریب موجود صحابہ کرام نے سنا - اس بارے میں ہم گذارش کریں گے کہ اس حدیث سے جہر کہیں بھی ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ حالت اخفاء میں بھی پہلی صف میں موجود قریبی نمازی امام کی آواز سن سکتے ہیں - جہر میں صرف پہلی صف میں قریبی نہیں بلکہ پچھلی صفوں والے بھی سنتے ہیں -

تیسری حدیث جو حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اس میں تو یہ بھی صراحت نہیں کہ آپ نماز میں تھے یا نہیں اکیلے مقتدی تھے یا اور بھی نمازی تھے قریب تھے یا دور پس ایسی حدیث سے استدلال جس میں نماز کا ذکر تک نہ ہو ایک عجیب استدلال ہے - کیا یہ ممکن نہیں کہ بیرون نماز تلاوت فرماتے ہوئے آپ نے آمین فرمائی ہو اور حضرت علی نے قریب ہونے کی وجہ سے سنی ہو اور کیا یہ ممکن نہیں کہ اگر نماز ہی ہو تو حضرت علی اکیلے مقتدی ہونے کی وجہ سے آپ کے

قریب کھڑے ہوں۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوں ان تمام واضح احتمالات کے ہوتے ہوئے یہ حدیث جہر کی سند کیسے بن سکتی ہے۔

چوتھی حدیث وہ ہے جس میں مسجد کے گونج اٹھنے کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنی ہی گذارش کریں گے کہ خود اسی حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ آمین بالجہر بعد میں متروک ہو گئی اور صحابہ کرام کے زمانہ میں ہی اسکے ترک کیے جانے کا واضح مطلب یہی ہے کہ انہیں کسی دلیل سے اس کا نسخ معلوم ہوا ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کرام بغیر کسی دلیل کے ایک معلوم سنت کو ترک کرتے لیکن جن حضرات تک نسخ کی دلیل نہ پہنچی وہ آمین بالجہر کے قائل رہے اب آئیے مسجد کے گونج اٹھنے والی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عن ابي هريرة قال ترك الناس التامين وكان رسول الله ﷺ اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتي يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد: (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "لوگوں نے آمین کہنا (بلند آواز سے) چھوڑ دیا ہے حالانکہ رسول خدا جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر اس سے مسجد گونج اٹھتی۔

کیوں جناب کیسا واضح معلوم ہوا کہ خود حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہی آمین بالجہر متروک ہو گئی جس پر انہیں شکایت پیدا ہوئی۔ اب ظاہر ہے چھوڑنے والے بھی صحابہ کرام تھے کیا انہوں نے بلا دلیل چھوڑ دی ہرگز نہیں بلکہ انکے پاس دلیل تھی اور دلیل وائل بن حجر کی وہ حدیث ہے جو ہم ابھی ذکر کریں گے لیکن چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک وہ حدیث نہ پہنچی اس لیے شکایت پیدا ہوئی۔

جہاں تک پانچویں حدیث کا تعلق ہے جس میں یہودیوں کے حسد کا ذکر ہے تو جناب اس کے کسی ایک لفظ سے بھی جہر کا مفہوم نہیں نکلتا نامعلوم غیر مقلدین نے اس کے کون سے لفظ سے جہر ثابت کیا ہے بلکہ بد دیانتی یہ کہ اسے رسول خدا کی حدیث کے ترجمے میں شامل کر دیا ہے۔

حدیث مبارکہ یہ ہے:-

عن ابن عباس قال قال رسول اللهﷺ ماحسد تکم الیهود علي شي ما حسدتکم علي آمين فاکثروا من قول آمين : (ابن ماجه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں کو تم سے کسی اور چیز پر اتنا حسد نہیں جتنا آمین پر ہے پس آمین کی کثرت کرو۔

ابن ماجہ کی ایک اور روایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے اس میں دو چیزوں کا ذکر ہے ایک سلام اور دوسرے آمین جبکہ ام المومنین سے امام بیہقی کی روایت میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک سلام۔ دوسرے آمین اور تیسرے تحمید۔

اب میں انہی حضرات سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ ازراہ انصاف ہمیں بتائیں کہ اس حدیث کا وہ کونسا لفظ ہے جسکا معنی جہر ہوتا ہے اور اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر احناف کو یہودیوں کو خوش کرنے کا طعنہ دینا کس قدر بیہودگی اور بے حیائی ہے۔

اور اگر جناب فرمائیں کہ حدیث کے لفظ کا مفہوم تو جہر کا نہیں ہے لیکن اس کا تقاضا ہے اس لیے کہ جب تک ہم بلند آواز سے آمین نہ کہیں یہود کیسے چڑیں اور حسد کریں گے تو ہم گذارش کریں گے کہ اگر یہ حدیث کا تقاضا ہے تو تحمید بھی بلند آواز سے کہنا حدیث کا تقاضا ہو گا اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔

نوٹ :- ان احادیث پر ہم نے جو گفتگو کی ہے یہ علی سبیل التنزل ہے ورنہ محدثین نے ان میں سے کسی حدیث کو بھی صحیح قرار نہیں دیا۔ لیکن پھر بھی قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح ان سے استدلال تار عنکبوت ثابت ہوا۔ وللہ

الحمد فی الاولی والاخرۃ:

آمین آہستہ کہنا سنت ہے :- امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک آمین آہستہ کہنا سنت ہے اور یہی قرآن وحدیث کا تقاضا اور انکے مطابق ہے آپکے دلائل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے -

(1) قرآن کا حکم :- آمین دعا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے - قال عطاء آمین دعاء- یعنی حضرت عطاء نے کہا کہ آمین دعا ہے اور دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے -

ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃط انہ لا یحب المعتدین: (القرآن)
اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا -

جب آمین دعا ہے اور دعا آہستہ مانگنے کا واضح حکم اللہ نے ارشاد فرمایا ہے تو بلا ریب یہ نتیجہ واضح ہے کہ آمین آہستہ کہنا اللہ تعالیٰ کے حکم کا منشاء اور اسکے عین مطابق ہے -
حقیقت یہ ہے کہ اگر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی تائید میں اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی تو پھر بھی انکے موقف کی حقانیت کیلئے اتنی بات ہی کافی تھی کہ اللہ کا کلام انکی تائید کررہا ہے جبکہ یہاں تو اسکے ساتھ ساتھ سنت رسول اور عمل صحابہ بھی واضح طور پر انکی تائید فرمارہا ہے -

(2) سنت رسول :- عن وائل بن حجران النبي ﷺ قرا غير المغضوب عليهم و لا الضالين فقال آمين وخفض بها صوته: (ترمذي شريف)
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا اور اسکے ساتھ آواز کو پست فرمایا -

امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ امام احمد، ابو یعلی، طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے بھی اس حدیث کو روایت فرمایا اور ان میں سے بعض میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ آپ نماز میں تھے۔ امام حاکم کی روایت ترمذی کی روایت کی مانند ہے جبکہ باقی کی روایات میں اخفیٰ بھا صوتہ ہے امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

امام ترمذی کے اعتراضات :- امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو روایت کر کے اس پر مندرجہ ذیل اعتراضات وارد کیے ہیں۔

اول:- یہ اعتراض ہے کہ اسکی سند میں ایک راوی کا نام یوں آیا "حجر ابی العنبس" حالانکہ صحیح "حجر بن العنبس" ہے اور اسکی کنیت "ابو السکن" ہے۔

دوم:- یہ اعتراض کہ اسکی سند میں حجر اور حضرت وائل کے درمیان علقمہ کا اضافہ ہے، حالانکہ یہ اضافہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ سفیان ثوری کی سند میں نہیں ہے۔

سوم:- یہ اعتراض کہ اس میں آمین کے بارے میں ہے کہ خفض بھا صوتہ: جبکہ سفیان ثوری کی روایت میں ہے مدبھا صوتہ: لهذا سفیان کی روایت کی مخالفت کی بنا پر یہ روایت خطا پر مبنی ہے اور ترجیح سفیان کی روایت کو حاصل ہے۔

حقیقت اعتراضات :- پہلی بات تو یہ واضح ہونی چاہیے کہ مندرجہ بالا اعتراضات درحقیقت امام بخاری کے ہیں جنہیں امام ترمذی نے خود اپنی تحقیق کیے بغیر من و عن نقل کر دیا اور آج کے غیر مقلدین انہیں کی تقلید میں انہیں دہرائے جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ ذیل میں جو گفتگو ہو گی وہ انہیں کے اس زعم پر مبنی ہو گی کہ حضرت سفیان اور حضرت شعبہ کی روایات میں مخالفت یا تضاد ہے جبکہ ہمارے نزدیک ان دونوں روایات میں قطعاً کوئی تضاد یا مخالفت نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مد کا معنی بلند آواز نہیں بلکہ کھینچ کر مد کے ساتھ پڑھنا ہے اور ظاہر ہے کہ مد اور اخفاء میں کوئی تضاد نہیں اب ہم ایک ایک کر کے ان مندرجہ بالا اعتراضات کی حقیقت حال واضح کرتے ہیں۔

پہلے اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ انسان عجلت پسند تو تھا ہی کہ خود اسکے خالق نے ہی اسے عجولاً قرار دیا ہے لیکن جب اس عجلت پسندی کے ساتھ حد سے زیادہ خوداعتمادی شامل ہو جائے تو نتیجہ وہی نکلتا ہے جو یہاں نکلا ہے یعنی جونہی کوئی ایسی بات اسکے سامنے آئے جو اس کے علم میں نہ ہویا اسکے خیالات سے مطابقت نہ رکھتی ہو وہ فوراً اسکے خلاف خطا کا فتویٰ جاری فرمانے پر آمادہ ہو جاتا ہے ایک لمحہ کیلئے بھی تامل نہیں کرتا اور نہ ہی اسکی حقیقت حال جاننے کیلئے تحقیق کا روادار ہوتا ہے۔ بعینہ یہی صورت حال اس اعتراض کی ہے کہ "حجر" بیچارے نے اپنے والد عنبس سے محبت کی بنا پر اپنے بیٹے کا نام بھی "عنبس" رکھدیا اگر اسے معلوم ہوتا کہ بعد میں تشریف لانے والے ذی وقار محدثین میری اسی غلطی کی بنا پر میری روایت کو مسترد کر دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہ غلطی نہ کرتا بہر حال غلطی ہو گئی اور پورا نام یوں بن گیا "ابوالعنبس حجر بن العنبس" اور ساتھ ہی ابو السکن کنیت بھی رکھ لی تو نتیجہ یہ نکلا کہ امام بخاری وغیرہ نے اس ابن العنبس کو ابوالعنبس ماننے سے انکار کر دیا اور ایسا کہنے والے کو خطا کا سزا وار ٹھہرایا حالانکہ وہی ابوالعنبس بھی ہے اور ابن العنبس بھی اور اسکی رکنیت ابوالسکن بھی ہے لیکن چونکہ امام بخاری و ترمذی کو معلوم نہ ہو سکا تھا لہذا اسی عجلت نے اپنا کام دکھایا اور انہوں نے سوال اٹھایا کہ عنبس کا بیٹا عنبس کا باپ کیسے ہو سکتا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں قصور ان ائمہ حدیث کا نہیں بلکہ خود حجر کا ہے جنہوں نے اپنے باپ کے نام پر اپنے بیٹے کا نام رکھ لیا اور اس میں مضمر خطرات کا اندازہ نہ لگا سکے۔اب آپ کہیں گے کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ حجر کے باپ اور حجر کے بیٹے کا نام ایک ہی تھا اور وہ ابوالعنبس بھی تھا اور ابن العنبس بھی تھا تو سنیے جناب یہ ہیں امام ابن حبان "ثقات" میں اسکے متعلق فرماتے ہیں کنیتہ کاسم ابیہ : اس کی کنیت اسکے باپ کے نام کی طرح ہے یعنی وہ ابن العنبس ابوالعنبس بھی ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اسکی یہ دونوں کنیتیں امام سفیان ثوری نے بھی بیان کی ہیں امام ترمذی کے ہاں ابن العنبس اور امام ابوداؤد کے ہاں ابوالعنبس۔ لیکن چونکہ سفیان ثوری کی حدیث مدورفع کے بارے میں تھی شاید اس لیے اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔

جہاں تک امام بخاری کا یہ فرمان ہے کہ اسکی کنیت تو ابوالسکن تھی تو ہم گزارش کریں گے کہ آپ حجر کو یہ حق دینے پر کیوں آمادہ نہیں ہیں کہ وہ ابوالعنبس ہوتے ہوئے ابوالسکن بھی کہلا سکے کیا ایک سے زیادہ کنیت رکھنا کوئی عیب ہے جسکی وجہ سے حدیث ہی مسترد ہو جائے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر کوئی راوی حضرت علی المرتضی کو ابوالحسن کی بجائے ابوتراب کہدے تو حدیث نامعتبر ٹھہرے گی اور اگر کوئی شخص ابن مسعود کی بجائے ابوعبدالرحمن یا ابن ام عبد کہدے تو وہ تو بڑا ہی خطاکار ہوا ۔ آخر ان کا قصور بھی تو حجر جیسا ہے کاش ان حضرات نے ایسا عجیب اعتراض کرنے سے قبل لمحہ بھر تامل کیا ہوتا اور اپنی جلالت شان کا لحاظ کیا ہوتا ۔

دوسرے اعتراض کی حقیقت بھی پہلے اعتراض سے مختلف نہیں یہاں بھی اسی جلد بازی اور حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی نے اپنا رنگ جمایا اور ان ائمہ کرام سے ایسا اعتراض کرایا جو یقیناً ایک عجوبہ سے کم نہیں ۔

ایک حدیث جب ایک ہی سند سے دو راوی روایت کریں ان میں سے ایک صحابی کے بعد ایک راوی کا ذکر کرے اور دوسرا ذکر نہ کرے تو انصاف اور اصول حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ راوی حذف کرنے والے کی حدیث کو منقطع قرار دیا جائے نہ یہ کہ ذکر کرنے والے کو قصور وار ٹھہرایا جائے مگر یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے حضرت شعبہ نے حضرت وائل بن حجر کے بعد حضرت علقمہ کا ذکر کیا جبکہ حضرت سفیان نے ان کا ذکر نہ کیا تو حضرت سفیان کی حدیث کو منقطع قرار دینے کی بجائے حضرت شعبہ کی حدیث پر اعتراض کیا جارہا ہے کیسی عجیب منطق ہے کیا حضرت شعبہ آپکے نزدیک ثقہ نہیں ۔ کیا آپ کا قانون نہیں ہے کہ ثقہ کی روایت میں جو اضافہ ہو وہ مقبول ہوتا ہے ۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ حجر نے یہ حدیث حضرت وائل سے علقمہ کے واسطہ سے بھی سنی ہو اور بلا واسطہ بھی سنی ہو اور پھر آگے چل کر ایک راوی نے بالواسطہ والی سند بیان کی ہو اور دوسرے نے بلا واسطہ بیان کی ہو۔ یقیناً ممکن ہے نہ صرف ممکن بلکہ حقیقت حال یہی ہے کہ حجر نے یہ حدیث حضرت وائل سے بالواسطہ بھی سنی اور بلاواسطہ بھی لہذا دونوں طرح روایت کیا اور دونوں میں

کوئی تعارض نہیں پایا جاتا۔

چنانچہ سنن کبری میں بیہقی نے روایت کیا ہے ابو العنبس حُجر نے کہا سمعت علقمة بن وائل يحدث عن وائل وقد سمعته عن وائل الخ: یعنی میں نے علقمہ بن وائل سے سنا وہ حضرت وائل کے حوالہ سے حدیث بیان کرتے تھے اور میں نے یہ حدیث خود حضرت وائل سے بھی سنی۔

جب انہوں نے دونوں طریقوں سے حدیث سنی اور آگے دونوں طرح بیان کی گئی تو کیا یہ کسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی بنا پر کسی کو خطا کار کہے اور اسکی روایت کو مردود ٹھہرائے۔ یقیناً یہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق نہیں ۔

تیسرا اعتراض تو پہلے دو سے بھی عجیب تر ہے اس میں خود انہیں الفاظ کو ہی خطا ٹھہرایا گیا جن پر اس روایت کا مدار تھا لیکن چونکہ یہ الفاظ ان کے زعم میں حدیث سفیان کے مخالف تھے لہذا یہ بھی خطا ٹھہرے۔

اب اگر کوئی ان حضرات ذی وقار سے پوچھے کہ ان الفاظ کے خطا ہونے پر آپکے پاس کیا دلیل ہے تو جواب وہی کہ سفیان کی حدیث کے خلاف ہے خدارا انصاف! کیا آپ حضرات کے نزدیک حضرت سفیان معصوم عن الخطاء ہیں کیا ان سے غلطی نہیں ہو سکتی آخر آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ غلطی سفیان سے نہیں بلکہ شعبہ سے ہوئی ہے کیا شعبہ سفیان سے کم درجے کے راوی ہیں ہرگز نہیں بلکہ شعبہ تو وہ ہے جس کے بارے میں خود امام ترمذی نے کتاب العلل میں خود حضرت سفیان سے یوں نقل کیا۔ شعبة امير المومنين في الحديث: شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہے اسی میں ہے حماد بن سلمہ نے کہا اگر تم علم حدیث کا ارادہ رکھتے ہو تو شعبہ کی صحبت کو لازم پکڑو۔

حماد بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں۔ ما خالفني شعبة في شي الا تركته: حضرت شعبہ نے جس حدیث میں بھی میری مخالفت کی میں نے اس حدیث کو چھوڑ دیا۔

یحیی بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ليس احد احب الي من شعبة ولا

يعدله احد عندي میرے نزدیک شعبہ سے زیادہ پسندیدہ راوی کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی انکا ثانی ہے ۔ اسی میں ہے یحیی بن سعید سے پوچھا گیا کہ احادیث طوال کا بڑا حافظ کون ہے حضرت شعبہ ہے یا حضرت سفیان جواب دیا حضرت شعبہ ان میں زیادہ قوی ہے ۔

حضرت شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے جس شخص سے ایک حدیث روایت کی میں اس کے پاس ایک سے زیادہ مرتبہ گیا اور جس سے دس احادیث روایت کیں اس کے پاس دس سے زیادہ مرتبہ گیا اور جس سے پچاس احادیث روایت کیں اس کے پاس پچاس سے زیادہ مرتبہ گیا سوائے حبان کوفی بارقی کے ۔ کہ میں نے اس سے کچھ احادیث سنیں پھر گیا تو وہ فوت ہو چکے تھے ۔ اللہ اکبر کتنی احتیاط ہے کہ ایک مرتبہ سن کر روایت کرنے سے پہلے دوبارہ تصدیق کرتے تاکہ کہیں خطاء نہ ہو جائے ۔

قارئین کرام نے اندازہ لگایا کہ کس طرح محدثین عظام ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ شعبہ احفظ ہیں امیرالمومنین فی الحدیث ہیں ان کے اختلاف کی بنا پر محدثین اپنی روایات کو ترک کر دیتے تھے انکا ثانی نہیں اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ خطا کی نسبت حضرت شعبہ کی طرف کرنا کسی طرح بھی انصاف اور اصول فن حدیث کے مطابق نہیں ہے ۔

البتہ جہاں تک فقہ کا تعلق ہے اس میں حضرت سفیان کو تقدم حاصل تھا اس لیے کہ وہ صاحب مذہب تھے لہذا علماء نے فرمایا کہ جب کسی فقہی مسئلہ میں دونوں میں اختلاف ہو تو حضرت سفیان کا قول مقدم ہے جیسا کہ اسی کتاب العلل للترمذی میں ہے لیکن یار لوگوں نے اسے مطلق بنا دیا اور ہر اختلاف میں حضرت سفیان کے تقدم کا ناجائز استنباط کیا ۔ علاوہ ازیں حضرت شعبہ کا ایک فرمان ہے کہ سفیان مجھ سے بڑے حافظ ہیں پس دوسرے محدثین کے اقوال اور دلائل کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کے فرمان کو کسر نفسی پر محمول کیا جاتا لیکن کیا کیا جائے تعصب مذھبی کا حضرت سفیان کا فرمان تو بھول گئے جس میں انہوں نے صرف احفظ ہی نہیں امیرالمومنین فی الحدیث قرار دیا لیکن حضرت شعبہ کے صرف احفظ والے الفاظ یاد رہے ۔

الغرض جب یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوگئی کہ اس حدیث پر وارد کئے جانے والے اعتراضات بالکل بے وقعت اور بے بنیاد تھے اور تھوڑے سے تامل کے نتیجے میں ہوا میں تحلیل ہوگئے تو انصاف کا تقاضا ہے کہ یہ حدیث بخاری و ترمذی کے نزدیک صحیح ہے اس لیے کہ ان کو جتنے اعتراضات تھے وہ رفع ہو گئے اور یہی حقیقت بھی ہے کہ یہ حدیث ہر اعتبار سے حدیث سفیان سے اصح اور اقوی ہے۔ اسی کی تائید عمل صحابہ سے بھی ہوتی ہے۔

عمل صحابہ کرام :- عن ابي وائل قال لم يكن عمر و علي يجهران ببسم الله الرحمٰن الرحيم ولا بآمين : (طبراني في تهذيب الآثار ورواته ثقات)

حضرت ابی وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی نہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے اور نہ ہی آمین۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور دیگر حضرات کے متعلق آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ لوگوں نے آمین بلند آواز سے کہنا چھوڑ دیا جس کا تذکرہ ابن ماجہ کی روایت سے ہوا ہے پس واضح ہوا کہ صحابہ کرام کا مسلک بھی یہی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔

عقلی دلیل :- عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے اس لیے کہ جب آمین قرآن کا حصہ نہیں ہے تو پھر اسے ثناوتعوذ وغیرہ کی طرح آہستہ پڑھنا ہی مسنون ہوگا نہ کہ قرآن کی تلاوت کی طرح بلند آواز سے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آمین آہستہ پڑھنا قرآن، سنت، عمل صحابہ اور عقل کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اسے خلاف سنت قرار دینا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔

سورت ملانا :- عن ابي سعيد قال قال رسول الله ﷺ مفتاح الصلوة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم ولا صلوة لمن لم يقرا بالحمد وسورة في فريضة او غيرها۔ (ترمذي شريف)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا

کہ نماز کی کنجی وضو ہے اور اسکی تحریم تکبیر ہے اور اسکی تحلیل سلام ہے اور اس شخص کی نماز (کامل) نہیں جس نے سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ نہ پڑھی خواہ نماز فرض ہو یا دوسری ۔

اسی طرح لا صلوۃ سے آخر تک ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی تائید ابوداؤد شریف کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں فاتحہ کے بعد " فما زاد " کے الفاظ ہیں اور مسلم شریف کی اس روایت سے بھی جس میں " فصا عداً " مذکور ہے ۔

پس مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ یا کسی چھوٹی سورۃ کی مقدار آیات ملانا لازم ہے جس کے بغیر نماز ناقص ہو گی لہذا فرض کے سوا باقی تمام نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ ملانا لازم ہے .جہاں تک فرض کا تعلق ہے تو اس کی صرف پہلی دو رکعتوں میں ہی سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے باقی میں نہیں چنانچہ روایت ہے ۔

عن ابي قتادة ان النبي ﷺ كان يقرا في الظهر في الاولیين بام الكتاب و سور تين وفي الركعتين الاخريين بام الكتاب : (بخاري ـ مسلم ـ مشكوٰة)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر میں صرف پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے جبکہ دوسری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے ۔

فرضوں کی دوسری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا افضل ہے واجب نہیں ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ۔ اقرا في الاولیين و سبح في الاخريين : یعنی پہلی دو رکعتوں میں قرات کر اور دوسری دو میں (بے شک) تسبیح پڑھ لے ۔ اسی طرح امام محمد نے موطامیں حضرت ابن مسعود کا اپنا عمل بھی بیان کیا ہے کہ وہ دوسری دو رکعتوں میں کچھ بھی نہ پڑھتے تھے ۔ بہرحال ائمہ احناف نے سورۃ فاتحہ

پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔

تکبیر :- عن ابي هريرة قال كان رسول الله ﷺ اذا قام الي الصلوة يكبر حين يقوم ثم يكبر حين يركع ثم يقول سمع الله لمن حمده حين يرفع صلبه من الركعة ثم يقول و هو قائم ربنا لك الحمد ثم يكبر حين يهوي ثم يكبر حين يرفع راسه ثم يكبر حين يسجد ثم يكبر حين يرفع راسه ثم يفعل ذالك في الصلوة كلها حتيٰ يقضيها و يكبر حين يقوم من الثنتين بعد الجلوس : (بخاري ۔ مسلم ۔ مشكوٰة)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا ارادہ فرماتے تو جب کھڑے ہوتے تکبیر کہتے پھر جب رکوع میں جاتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ سیدھی کرتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر ربنا لک الحمد کہتے پھر جب جھکتے تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر پوری نماز میں یونہی کرتے حتی کہ اسے مکمل کر لیتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتوں پر بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تب بھی تکبیر کہتے۔

پس قرآت سے فارغ ہوتے ہی نمازی کو چاہے کہ تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور اس وقت رفع یدین نہیں نہ رکوع میں جاتے وقت نہ اٹھتے وقت بلکہ تکبیر تحریمہ کے سوا کہیں بھی نہیں۔

رفع یدین منسوخ ہے :- اس میں کچھ شک نہیں کہ نماز کے اندر بھی اسلام نے اپنی اسی حکمت تدریج کو ملحوظ رکھا ہے جو دیگر بے شمار احکام میں ملحوظ رکھی ہے چنانچہ نماز بھی تدریجی مراحل سے گزری ہے بہت سی چیزیں ابتداء میں جائز ہوا کرتی تھیں لیکن بعد میں انہیں منسوخ کر دیا گیا جیسا کہ سلام و کلام وغیرہ اور یہ تمام تبدیلیاں نماز کو سکون اور خشوع و خضوع کا گہوارہ بنانے کیلئے کی گئیں۔

رفع یدین بھی انہیں مسائل میں سے ایک ہے جو پہلے جائز تھے بعد میں رفتہ رفتہ انہیں منسوخ کر دیا گیا چنانچہ ابتداء میں رفع یدین مندرجہ ذیل مقامات پر ہوتا

تھا۔
(1) تکبیر تحریمہ کے وقت ۔ (2) رکوع میں جاتے وقت (3) رکوع سے اٹھتے وقت (4) دو رکعتوں کے بعد قعدہ سے اٹھتے وقت (5) سجدہ میں جاتے وقت (6) سجدہ سے اٹھتے وقت (7) دو سجدوں کے بعد (8) وقت سلام۔

یہ تمام صحیح احادیث میں وارد ہیں لیکن چونکہ پہلے چار مقامات تو غیر مقلدین کے نزدیک آج بھی مسنون ہیں لہذا ان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں لہذا ہم بعد والے چار کے متعلق احادیث بیان کرتے ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ پہلے رفع یدین کثیر تھا بعد میں اس میں نسخ ہوا ہے۔

سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین :- عن مالك بن الحويرث انه راي النبي ﷺ رفع يديه في صلوته اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود حتي يحاذي بهما فروع اذنيه: (نسائي شريف)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم کو اپنی نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا جب رکوع میں جاتے جب رکوع سے سر اٹھاتے، جب سجدہ میں جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے یہاں تک کہ کانوں کے اوپر والے حصے کے مقابل ہو جاتے۔

اس حدیث میں صراحتً مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں جاتے وقت بھی اور سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرماتے ۔ سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر امام ابوداؤد کی سنن میں بھی موجود ہے ۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے ۔

سجدے سے اٹھتے وقت رفع یدین :- عن وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله ﷺ فكان اذا كبر رفع يديه قال ثم التحف ثم اخذ شماله بيمينه و ادخل يديه في ثوبه قال فاذا اراد ان يركع اخرج يديه ثم رفعهما واذا اراد ان يرفع راسه من الركوع رفع يديه ثم سجد ووضع وجهه

بین کفیہ و اذا رفع راسہ من السجود رفع یدیہ حتي فرغ من صلوٰتہ: (ابو داؤد شریف)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر کپڑا لپیٹا پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا اور دونوں ہاتھ کپڑے میں داخل کر لیے پھر جب رکوع کرنا چاہا تو ہاتھ نکالے اور انہیں اٹھایا اور جب رکوع سے اٹھنا چاہا تو پھر دونوں ہاتھ اٹھائے پھر سجدہ کیا اور چہرہ ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جب سجدہ سے اٹھے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے ۔

دو سجدوں کے بعد رفع یدین :- امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت علی سے رفع یدین کے بارے میں جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں ۔

و اذا قام من السجدتین رفع یدیہ کذلك و کبر: (ابو داؤد شریف ـ بیہقي)

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدوں سے اٹھتے تو اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے ۔

سلام کے وقت اشارہ :- عن جابر بن سمرۃ قال کنا اذا صلینا مع رسول اللہ ﷺ قلنا السلام علیکم و رحمۃ اللہ ـ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و اشار بیدہ الي الجانبین فقال رسول اللہ ﷺ علام تومون بایدیکم کانھا اذناب خیل شمس انما یکفي احدکم ان یضع یدہ علي فخذہ ثم یسلم علي اخیہ من علي یمینہ و شمالہ ـ (مسلم شریف)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ دو بار کہتے اور ہاتھ سے دونوں جانب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ بھی کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا تم کس بات پر ہاتھوں سے اشارے کرتے ہو گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں بے شک تم میں سے ہر ایک کو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہاتھ ران پر رکھے اور پھر اپنے دائیں اور بائیں موجود بھائیوں کو سلام کرے ۔

یہ ہیں وہ مقامات جہاں ابتداء اسلام میں رفع یدین کی مشروعیت کا پتہ چلتا ہے لیکن آج مقلدین ہوں یا غیر مقلدین کوئی بھی ان تمام مقامات پر رفع یدین کا قائل نہیں بلکہ بعض کا قائل ہے جس سے کم از کم اتنی حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ رفع یدین ایک ایسا عمل ہے جو نسخ کے مراحل سے گذرا ہے پس جوں جوں دلائل نسخ سامنے آتے گئے مختلف مقامات کا رفع یدین متروک ہوتا گیا ۔

اب ہم ان نواسخ کا ذکر کرتے ہیں جن سے مختلف مقامات پر رفع یدین منسوخ ہوا تا کہ یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ صحیح دلیل نسخ کے ہوتے ہوئے کسی خاص مقام کے رفع یدین پر اصرار کرنا بے جا ضد کے سوا کچھ نہیں ۔

پہلے نمبر پر وہ مقام ہے جسے مجازاً رفع یدین کہا جاتا ہے حقیقتاً وہ سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ تھا اس کی منسوخی کی دلیل اوپر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔

دوسرے نمبر پر دو سجدوں کے بعد رفع یدین ہے اس کی ناسخ وہ حدیث ہے جسے بخاری و مسلم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کیا اس میں ہے وكان لا يفعل ذلك في السجود: یعنی آپ سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے ۔جہاں تک سجدہ میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ ہونے کی دلیل کا تعلق ہے اگرچہ حدیث مذکور سجود کے بارے میں مطلق ہے تاہم صراحتہً بخاری کی وہ حدیث ہے جو ابن عمر ہی سے مروی ہے ۔ اس میں ہے ولا يفعل ذلك حين يسجد ولا حين يرفع راسه من السجود: یعنی جب آپ سجدہ میں جاتے تو ایسا نہ کرتے (یعنی رفع یدین) اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تب بھی ایسا نہ کرتے ۔

پس جب یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ نماز تدریج کے مراحل سے گزری ہے ابتداء میں کئی چیزیں جائز تھیں بعد میں منسوخ ہوئیں اور رفع یدین کے بعض مقامات پر ہونے پھر بعد میں منسوخ ہونے پر اتفاق ہے تو پھر دیانت داری اور اصول پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس کے علاوہ بھی کسی مقام کے

رفع یدین کے نہ ہونے کی کوئی دلیل معتبر موجود ہو تو اسے بھی منسوخ مانا جائے اور چھوڑ دیا جائے نہ یہ کہ دلائل کی کثرت و قلت کا شوروغل برپا کر کے ہنگامہ کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے آخر جب نسخ ہوا اور بعض پر اتفاق بھی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ معتبر دلیل کے ہوتے ہوئے باقی کے نسخ میں پس و پیش سے کام لیا جائے کیا بے جا ضد کے سوا کوئی اور جواز ہے یقیناً نہیں ۔

اب آیئے ہم نہایت اختصار سے وہ احادیث پیش کرتے ہیں جن کی رو سے تکبیر افتتاح کے بغیر باقی تمام رفع یدین منسوخ ہوا ۔

پہلی حدیث :- عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة: الخ (مسلم شریف)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

تفہیم :- اس حدیث میں مطلق نماز کا ذکر ہے جس سے مراد عام نماز ہے مخصوص نہیں جو نماز مخصوص قسم کی ہے جیسے عیدین وتر وغیرہ تو انکے احکام مخصوص اور عام نماز سے مختلف ہیں پس اس حدیث نے ہر اس رفع یدین کو منسوخ کر دیا جو بھی نماز کے اندر تھا ۔ چونکہ تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین نماز کے اندر نہیں تھا بلکہ طرف نماز پر تھا اس لیے وہ باقی رہا ۔

اس حدیث کو سن کر بیچارے غیر مقلدین کی حالت غیر ہو جاتی ہے کہاں دعوی غیر مقلدیت و اہل حدیثی اور کہاں اس کی تاویل میں امام بخاری کی تقلید ۔ کہتے ہیں جناب یہ حدیث تو اس رفع یدین کے بارے میں ہے جو سلام کے وقت ہوتا تھا ہم نے پوچھا دلیل فرمایا امام بخاری نے ایسا ہی کہا ۔ سبحان اللہ: اس سلسلہ میں ہم عرض کریں گے جناب ! امام بخاری کا فرمان تمہارے نزدیک وحی متلو یا غیر متلو کا درجہ رکھتا ہو تو ہمیں معلوم نہیں لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم ہرگز اسے یہ

درجہ نہیں دیتے بلکہ ہم تو الفاظ حدیث کو حجت مانتے ہیں اور انہیں سے اخذ مسائل کرتے ہیں اور اہل حدیث کہلانے کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ دیکھے بغیر کہ کس محدث و امام نے اس حدیث کو کس بات پر محمول کیا ہے یا کس باب میں اسے بیان کیا ہے اصل حجت محض حدیث کو ہی سمجھا جائے اور اسی سے استنباط کیا جائے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ میں سے وہ کون سا لفظ ہے جو اسے سلام کے وقت رفع یدین سے مخصوص کر رہا ہو ہرگز نہیں کوئی بھی نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں سلام کے وقت کا اشارہ اس حدیث سے مراد ہو ہی نہیں سکتا اس لیے کہ ہر عقل مند انسان جانتا ہے کہ سلام کے وقت اشارہ طرف نماز پر اور فراغت نماز پر ہے جبکہ یہاں تو اسکنوا فی الصلوۃ فرمایا جارہا ہے کہ نماز کے اندر سکون اختیار کرو پس اسے سلام کے اشارے پر محمول کرنا یا سلام کے وقت اشارے کی حدیث کو اس کا مفسر قرار دینا بالکل غلط ہے یہ دونوں مختلف حدیثیں ہیں ایک میں محض اشارہ ہے دوسری میں رفع یدین ہے دونوں ایک کیسے ہو سکتی ہیں آپ تو ماشاء اللہ اہل حدیث کہلاتے ہیں تقلید سے آپ کو چڑ ہے پس چھوڑیے تقلید بخاری اور حدیث کا واضح حکم مان کر رفع یدین سے باز آئیے۔

دوسری حدیث - عن علقمۃ قال قال لنا ابن مسعود الا اصلي بكم صلوة رسول الله صلي الله عليه و آله وسلم فصلي ولم يرفع يديه الا في اول مرة: (ترمذي شريف، ابو داؤد شريف)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی نماز نہ پڑھاؤں پھر نماز پڑھی اور سوائے ابتداء میں ایک مرتبہ کے رفع یدین نہ کیا۔

اس حدیث کے بارے میں امام بخاری نے اپنی روائتی شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس میں حضرت سفیان ثوری سے خطا ہوئی ہے اللہ اکبر کیسی عجیب بات ہے کہ اتنا بڑا امام بھی بشری تقاضے کے مطابق گروہی تعصب سے اجتناب نہ برت سکا کہاں آمین بالجہر میں امام ثوری کی مخالفت پر امیرالمومنین فی الحدیث حضرت شعبہ کو خطاوار ٹھہرایا اور کہاں اس مسئلہ میں اسی سفیان ثوری کی خطا کا فتوی جڑ دیا

کاش امام بخاری امام ابو حفص حنفی سے ہونے والی اس تلخی کو بھول سکتے جس کی بنا پر انہیں بخار چھوڑنا پڑا تھا۔

لیکن مقام شکر ہے کہ امام ترمذی نے یہاں امام بخاری کی تقلید نہیں کی بلکہ اپنی تحقیق کی بنا پر فرمایا۔

قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن و بہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین و ھو قول سفیان واھل الکوفہ:
یعنی ابو عیسیٰ رضی اللہ عنہ (امام ترمذی) کہتا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور صحابہ کرام اور تابعین میں کئی اہل علم اسی کے قائل ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے۔

تیسری حدیث :- عن عبداللہ قال الا اخبر کم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد: (نسائی شریف) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں پھر فرمایا کہ آپ کھڑے ہوئے پس اول میں ایک مرتبہ رفع یدین فرمایا پھر نہ کیا۔

نوٹ :- اس حدیث کی سند کے تمام رجال شرط شیخین پر اور انہیں کے رجال ہیں

چوتھی حدیث :- عن البراء ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود: (ابو داؤد شریف، طحاوی شریف)
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب نماز شروع فرماتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے پھر دوبارہ نہ کرتے۔

نوٹ :- اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لیس بصحیح یعنی صحیح نہیں ہے پہلی بات تو یہ کہ یہ جرح مبہم ہے جو قابل قبول نہیں ہو سکتی جب تک غیر صحیح ہونے کی وجہ بیان نہ ہو اور دوسری بات یہ کہ اگر صحیح

نہ بھی ہو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس لیے کہ حسن سے بھی استنباط مسائل متفق علیہ ہے۔

پانچویں حدیث :- عن عبداللہ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند استفتاح الصلوۃ (دارقطني - ابن عدي)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر کے ساتھ نماز پڑھی پس وہ ابتداء نماز کے سوا کہیں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

چھٹی حدیث :- عن علي انه كان يرفع يديه في التكبيرة الا ولي من الصلوة ثم لا يرفع في شئي منها (بیھقي، طحاوي)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں صرف تکبیر اولی کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے۔

المختصر یہ کہ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ صرف چھے احادیث ذکر کی ہیں اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم کئی درجن احادیث ذکر کرتے اور ان کی اسناد کی توثیق بیان کرتے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ طالبین حق کے لیے اسی قدر کافی ہے اور معاندین و ہٹ دھرم لوگوں کیلئے دفتر بھی نہ کافی۔

پس اے حقیقت شناس قارئین گرامی یہ ہیں خلفاء راشدین جو رفع یدین نہ کرتے تھے اور یہ ہیں صاحب الوسادہ، صاحب الحصیر اور صاحب النعلین حضرت عبداللہ بن مسعود جو عدم رفع یدین کی حدیث بیان کر رہے ہیں یہ وہ حضرات ہیں جو رسالت مآب کے قریب ہوتے تھے اولی النہی ہونے کی وجہ سے پہلی صف میں جگہ پاتے تو کیا رفع یدین ان سے اوجھل رہا کیا وہ سنت کے تارک تھے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ سنت یہی ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے باقی نہیں۔ پس دیانتداری کا تقاضا ہے کہ اس کے سوا رفع یدین کو ترک کر دیا جائے اور جمہور اہل اسلام کی مخالفت کر کے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالی قبول ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور کج بحثی و ہٹ دھرمی سے بچائے۔

گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا :- تکبیر کہتا ہوا جب رکوع میں جائے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر ان سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لے ۔

ثم رکع فوضع یدیه علي رکبتيه کا نه قابض علیهما : (ابو داؤد شریف ۔ ترمذي ۔ دارمي) پھر رکوع فرمایا پس اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے گویا کہ ان دونوں کو پکڑے ہوئے ہوں

انگلیاں کھلی رکھے :- عن وائل بن حجر قال کان رسول اللهﷺ اذا رکع فرج اصابعه واذا سجد ضمها (بیهقي شریف) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ جب رکوع فرماتے تو انگلیوں کو کھلا رکھتے اور جب سجدہ کرتے تو انہیں ملا دیتے ۔

پیٹھ بچھائے :- عن وابصة بن معبد یقول رایت رسول اللهﷺ فکان اذا رکع سوي ظهره حتي لو صب علیه الماء لا ستقر : (ابن ماجه شریف) حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ رکوع فرماتے تو پیٹھ مبارک کو اس طرح سیدھا بچھاتے کہ اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے ۔

سر نہ جھکائے نہ اٹھائے :- رکوع میں سر پیٹھ کی سطح کے برابر رکھے نہ اوپر اٹھائے اور نہ جکھائے

فلا یصبي راسه ولا یقنع الخ (ابو داؤد ۔ دارمي ۔ ترمذي) پس نہ سر جکھایا اور نہ اٹھایا ۔

تسبیح :- عن ابن مسعود قال قال رسول اللهﷺ اذا رکع احد کم فقال في رکوعه سبحان ربي العظیم ثلاث مرات فقدتم رکوعه و ذلك ادناه ۔ الخ (ترمذي ۔ ابن ماجه) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور اس میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم

کے تو اسکا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ کم از کم درجہ ہے ۔

واضح رہے کہ کم از کم اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں رکوع کہلاتا ہے یہ ارکان نماز میں سے ہے دیگر مذکورہ بالا تمام مسائل رکوع کی سنتیں ہیں ۔

تسمیع و تحمید :- رکوع سے کھڑے ہوتے وقت تسمیع کہنا اور سیدھے کھڑے ہو کر تحمید کہنا سنت ہے ۔

ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ حین یرفع صلبہ من الرکعة ثم یقول و ھو قائم ربنالک الحمد : الخ (بخاری ۔ مسلم ۔ مشکوٰۃ)

پھر جب رکوع سے پیٹھ مبارک اٹھاتے تو سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے :

انتباہ :- بعض روایات میں ربنا لک الحمد کی جگہ ربناولک الحمد بھی آیا ہے اور بعض میں اللھم ربنالک الحمد بھی آیا ہے پس ان میں سے جس طرح بھی کہے سنت ادا ہو جائیگی لیکن ثواب اسکا زیادہ جس میں الفاظ زیادہ ہیں ۔ علاوہ ازیں تحمید کے مندرجہ ذیل الفاظ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے لہذا انہیں بھی پڑھ لینا چاہیے خصوصاً نوافل میں ۔

عن رفاعة بن رافع قال کنا نصلي وراء النبي ﷺ فلما رفع راسہ من الرکعة قال سمع اللہ لمن حمدہ فقال رجل ورائہ ربنا ولك الحمد حمداً کثیر اً طیباً مبارکاً فیہ فلھا انصرف قال من المتکلم انفا قال انا قال رایت بضعة و ثلاثین ملکا یبتدرونھا ایھم یکتبھا اول : (بخاري شریف)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ایک شخص نے یہ الفاظ کہے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيهِ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے فرمایا ابھی یہ کلمات کس نے کہے اس نے عرض کیا میں

نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا جو جلدی کر رہے تھے کہ کون پہلے لکھتا ہے ۔

قومہ :- رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں یہ نماز کے واجبات میں سے ہے جو لوگ سیدھا کھڑا ہونے کی بجائے رکوع سے ہی سجدے میں چلے جاتے ہیں وہ ترک واجب کے مرتکب ہوتے ہیں اور ایسی نماز بالکل ناقص ہوتی ہے جسکا دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے ۔ رحمت عالم نے ایسا کرنے والے سے فرمایا ارجع فصل فانك لم تصل (بخاري ـ مسلم) لوٹ جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ۔ آج کل ایسی سستی کرنے والے حضرات اس سے عبرت حاصل کریں ۔

سجدے میں جانے کا طریقہ :-عن وائل بن حجر قال رایت رسول الله ﷺ اذا سجد وضع رکبتيه قبل يديه و اذا نهض رفع يديه قبل رکبتيه (ابوداؤد ـ ترمذي ـ نسائي ـ ابن ماجه ـ دارمي) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہامیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے اور جب اٹھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھائے ۔

اعضاء سجدہ :- عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ امرت ان اسجد علي سبعة اعظم علي الجبهة واليدين والرکبتين واطراف القدمين ولا نکفت الثياب ولا الشعر : (بخاري ـ مسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں یعنی پیشانی ، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پنجوں پر اور یہ بھی حکم ہے کہ ہم کپڑے اور بال نہ سمیٹیں ۔

سجدہ ہاتھوں کے درمیان :- سجدہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہیے ہاتھ آگے سجدہ پیچھے یا ہاتھ پیچھے سجدہ آگے دونوں طریقے خلاف سنت ہیں فلما سجد سجد بين کفيه : (مسلم شريف) پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کے درمیان کرتے۔

کہنیاں زمین سے اٹھی رہیں :- عن براء بن عازب قال قال رسول اللہ ﷺ اذا سجدت فضع کفیك وارفع مرفقیك: (مسلم شریف)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیاں بلند رکھو۔

کلائیاں بچھانا منع ہے :- عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ اعتدلوا في السجود ولا یبسط احدکم ذراعیه انبساط الکلب۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال سے کام لو اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔

بازو کھلے رکھیں :- عن میمونة قالت کان النبي اذا سجد لو شاءت بهمة ان تمر بین یدیه لمرت: (مسلم شریف) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ فرماتے (تو ہاتھ اتنے کھلے ہوتے) اگر بکری کا بچہ ہاتھوں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

رانیں پنڈلیوں اور پیٹ سے جدا رہیں :- مسنون طریقہ یہ ہے کہ بحالت سجدہ رانیں پیٹ اور پنڈلیوں سے الگ رہیں۔

وفرج بین فخذیه غیر حامل بطنه علي شي من فخذیه: (ابوداؤد شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رانوں کو کھلا رکھتے اور اپنے پیٹ مبارک کو رانوں پر نہ اٹھائے ہوتے۔

پیروں کی انگلیاں قبلہ رو ہوں :- ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی طویل

حدیث میں ہے

واستقبل باطراف اصابع رجلیہ القبلۃ: (بخاری شریف ۔ مشکوٰۃ)
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں پیروں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رو کرتے ۔

انتباہ :- فتاوی رضویہ میں ہے کہ سجدہ کی حالت میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ (نچلا حصہ) زمین پر لگنا شرط ہے ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب ہے اور دسوں انگلیوں کا پیٹ لگنا سنت ہے لہذا اگر کوئی شخص سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھائے رکھے یا صرف انگلی کی نوک لگائے اس کی نماز نہ ہوگی ۔

پیشانی اور ناک جمائے رکھے :- سجدہ میں پیشانی اور ناک زمین پر خوب جمائے رکھنا سنت ہے

ثم سجد فامکن انفہ وجبھتہ الارض: (ابو داؤد شریف ۔ مشکوٰۃ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا پس اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر جمائے رکھا ۔

ہاتھوں کی انگلیاں ملائے رکھے :- عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رکع فرج اصابعہ واذا سجد ضمھا: (بیہقی شریف)
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے تو انگلیوں کو کشادہ رکھتے اور جب سجدہ کرتے تو انہیں ملا دیتے ۔

انگلیاں قبلہ رو رکھے :- عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ ﷺ اذا سجد فوضع یدیہ بالارض استقبل بکفیہ واصابعہ القبلۃ: (بیہقی شریف)
حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ جب سجدہ کرتے تو ہاتھ زمین پر رکھتے اور ہتھیلیوں اور انگلیوں کو قبلہ رو رکھتے ۔

سجدہ کی تسبیح :- سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا سنت ہے ۔

واذا سجد فقال فی سجودہ سبحان ربی الاعلیٰ ثلاث مرات فقد تم سجودہ

وذلك ادناه: (ابوداؤد۔ ترمذي۔ ابن ماجہ)

اور جب (کوئی) سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہے تو اسکا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کم از کم درجہ ہے ۔

سجدہ کی اہمیت و فضیلت :- سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں سجدہ درحقیقت انسان کی بندگی کی معراج اور اسکا کمال ہے یہی وہ حالت ہے جس میں انسان اپنے اشرف اعضاء کو ، اپنی جبین نیاز کو انتہائی عاجزی کے ساتھ زمین پر رکھ کر اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے گویا وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! اے میرے رب! میں خاکی خاک نشین، خاک میں جانے والا اپنی پیشانی کو خاک پر رکھ کر اعلان کرتا ہوں کہ میں ناچیز انتہائی ناتواں ، پست و منکسر لیکن تو پاک ہے ہر عیب و نقص سے ، ہر کمزوری و عجز سے تو اعلیٰ ہے ایسا اعلیٰ جس کے علو کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہاء ہے پس یہ میری کتنی خوش بختی ہے کہ ایسا عاجز ہوتے ہوئے ایسے پاک و اعلیٰ کی بارگاہ کی حاضری نصیب ہے اللہ اکبر۔ اسی لیے احادیث میں سجدہ کے متعدد فضائل وارد ہوئے ہیں ۔

سجدہ قرب الٰہی کا ذریعہ :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعاء: (مسلم شریف، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب تب ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہو پس کثرت سے دعا کیا کرو

رفاقت نبوی :- عن ربيعة بن كعب قال كنت ابيت مع رسول الله ﷺ فاتيته بوضوءه وحاجته فقال لي سل فقلت اسالك مرافقتك في الجنة قال او غير ذلك قلت هو ذاك قال فاعني علىٰ نفسك بكثرة السجود (مسلم ۔ مشكوة)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رات گزاری پس میں آپ کیلیے وضو کا پانی اور دیگر ضروری چیزیں لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مانگ۔میں نے عرض کی جنت میں آپکی رفاقت مانگتا ہوں فرمایا اسکے علاوہ کچھ اور۔میں نے عرض کیا بس یہی فرمایا پس کثرت سجود سے اپنے آپ پر میری مدد کر۔

جنت و بلندی درجات :- عن معدان بن طلحة قال لقيت ثوبان مولیٰ رسول الله ﷺ فقلت اخبرني بعمل اعمله يدخلني الله به الجنة فسكت ثم سالته فسكت ثم سالته الثالثة فقال سالت عن ذالك رسول الله ﷺ فقال عليك بكثرة السجود لله فانك لا تسجد لله سجدة الا رفعك الله بها درجة و حط عنك بها خطيئة قال معدان ثم لقيت اباالدرداء فسالته فقال لي مثل ما قال لي ثوبان (مسلم شريف)

معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہاکہ میں رسول اللہ کے غلام ثوبان سے ملا میں نے ان سے کہا مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے وہ خاموش رہے میں نے پھر سوال کیا وہ خاموش رہے میں نے پھر تیسری بار سوال کیا تو انہوں نے کہاکہ میں نے اس بارے رسول اللہ سے سوال کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایاکہ اللہ کیلیے کثرت سجود کو لازم پکڑو اس لیے کہ تم اللہ کیلیے جو سجدہ بھی کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور تمہاری ایک خطا معاف کر دیگا۔ معدان کہتے ہیں پھر میں حضرت ابودرداء سے ملا ان سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی مجھے وہی جواب دیا جو حضرت ثوبان نے دیا تھا۔

شیطان روتا ہے :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا قرا ابن ادم السجدة فسجد اعتزل الشيطان يبكي يقول يا ويلتيٰ امر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة و امرت بالسجود فابيت فلي النار (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہاکہ رسول اللہ نے

ارشاد فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے کہتا ہے ہائے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا پس اس کیلئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا تو میرے لیے جہنم ہے

بد ترین چور :- عن ابي قتادة قال قال رسول الله ﷺ اسوا الناس سرقة الذي يسرق من صلوته قالو يا رسول الله و كيف يسرق من صلوته قال لا يتم ركوعها ولا سجودها : (احمد ـ مشكوٰة)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام لوگوں میں سے بد ترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیسے اپنی نماز سے چوری کرتا ہے فرمایا وہ اسکا رکوع اور سجود مکمل نہیں کرتا ۔

جلسہ :- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا جلسہ کہلاتا ہے یہ نماز کے واجبات میں سے ہے جو لوگ دو سجدوں کے درمیان سیدھے ہو کر بیٹھنے کی بجائے تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر دوسرا سجدہ کر لیتے ہیں ان کی نماز ناقص واجب الاعادہ ہوتی ہے جیسا کہ خود آنحضرت نے ایک ایسے نمازی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا ۔

ارجع فصل فانك لم تصل : (بخاري ـ مسلم) واپس جاؤ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی ۔

بیٹھنے کا طریقہ :- دو سجدوں کے درمیان ویسے ہی بیٹھے جیسے تشہد کیلئے قعدہ میں بیٹھا جاتا ہے یعنی بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے چنانچہ ابو حمید ساعدی کی طویل حدیث میں ہے ۔

ثم يثني رجله اليسري فيقعد عليها : (ابو داؤد ـ دارمي) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایاں پاؤں بچھا لیتے پس اس پر بیٹھ جاتے ۔

سجدوں کے درمیان دعا :- دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا مستحب ہے خصوصاً نماز نفل میں ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ ـ (

ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ) اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما مجھے ہدایت عطا فرما مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔

دوسرا سجدہ :- جلسہ کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرے سجدہ میں جائے اور بالکل پہلے کی طرح دوسرا سجدہ کرے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا پنجوں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے۔

جلسہ استراحت نہ کرے :- عن ابي هريرة قال كان النبي ﷺ ينهض في الصلوة علي صدور قدميه (ترمذي شريف) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔

انتباہ :- ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر صحابہ کرام سے روایت کیا کہ وہ پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے اسی طرح عبدالرزاق نے حضرت ابن مسعود اور ابن عباس سے روایت کیا اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا کہ وہ پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے اسی لیے امام ترمذی نے فرمایا: عليه العمل عند اهل العلم: (ترمذي) یعنی اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے۔ لہذا جن روایات میں جلسہ استراحت کا ذکر ہے وہ حالت کبر وضعف پر محمول ہیں

ہاتھ ٹیکنا منع ہے :- عن ابن عمر قال نهي رسول الله ﷺ ان يعتمد الرجل علي يديه اذا نهض في الصلوة (ابوداؤد شریف) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص نماز میں ہاتھ ٹیک کر اٹھے۔

دوسری رکعت :- پہلی رکعت مکمل ہوتے ہی دوسری رکعت کیلیے کھڑا ہو جائے اس میں ثناء اور تعوذ نہیں باقی مکمل پہلی رکعت کی طرح ہے دوسری رکعت سے فارغ

ہو کر قعدہ کرے دو سے زیادہ رکعت والی نماز میں یہ قعدہ واجبات نماز میں سے ہے۔

قعدہ :- قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اس کی انگلیاں قبلہ رو رکھے۔

عن ابن عمر قال من سنة الصلوٰة ان تنصب القدم اليمنيٰ وا ستقباله باصابعها القبلة والجلوس علي اليسريٰ (نسائي شريف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور اس کی انگلیاں قبلہ رو ہوں اور بائیں پاؤں پر بیٹھا جائے

ہاتھ رانوں پر رکھے :- عن عبدالله بن الزبير قال كان رسول الله ﷺ اذا قعد يد عو وضع يده اليمنيٰ عليٰ فخذه اليمني ويده اليسريٰ عليٰ فخذه اليسري واشارباصبعه السبابة ووضع ابها مه عليٰ اصبعه الوسطي ويلقم كفه اليسريٰ ركبته: (مسلم شريف)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشہد کیلیے بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھا درمیانی انگلی پر رکھتے ور بائیں ہتھیلی گھٹنے کو پکڑے رہتی۔

تشہد :- قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے اور سب سے افضل الفاظ تشہد وہ ہیں جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں وہ یہ ہیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَليٰ عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ: (بخاري ـ مسلم ـ ابوداؤد ـ ترمذي ـ ابن ماجه)

تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ کیلیے ہیں- اے نبی تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت

ہو اور برکتیں ہوں ۔ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے عبد مقدس اور سچے رسول ہیں ۔

انتباہ :- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیعنہ ، حضرت ابوموسی، حضرت ابو سعید ، حضرت ابن الزبیر ، حضرت عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی تشہد مروی ہیں جن کے الفاظ مختلف ہیں لیکن سب سے زیادہ صحیح اور معمول بہ وہی التحیات ہے جو ہم نے درج کیا ہے اور امام اعظم کا مختار ہے چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں : ھو اصح حدیث عن النبي ﷺ في التشهد والعمل علیه عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبي ومن بعد ھم من التابعين : (ترمذي) یعنی یہ حدیث تشہد کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی تمام احادیث میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور صحابہ کرام اور انکے بعد تابعین کے اکثر اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے ۔

اشارہ کرنا سنت ہے :- تشہد میں جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرنا سنت ہے ۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی انگلی اور اسکے ساتھ والی انگلی کو ہتھیلی سے ملا لے درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے سروں کو ملا کر حلقہ بنا لے پھر لا الہ پر انگشت شہادت اٹھائے اور الا اللہ پر گرا دے اور پھر ہاتھ سیدھا کر لے تاکہ انگلیاں قبلہ رو ہو جائیں ۔

قبض ثنتين وحلق حلقة ثم رفع اصبعه الخ (ابوداؤد، دارمي، مشكوٰة) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو انگلیاں بند کیں اور حلقہ بنایا پھر اپنی انگلی اٹھائی ۔

تشہد کے بعد فوراً کھڑا ہونا :- قعدہ اولی میں تشہد مکمل ہوتے ہی فوراً کھڑا ہو جانا واجب ہے

ان كان في وسط الصلوٰة نهض حين يفرغ من تشهده الخ (مسند احمد) اگر درمیان نماز (کا قعدہ) ہوتا تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کھڑے ہو جاتے ۔

تیسری اور چوتھی رکعت :- قعدہ اولیٰ سے فارغ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور پھر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھے ان میں قرات کا بیان پہلے ہو چکا ہے وہاں سے دیکھ لیا جائے پھر آخر میں قعدہ کرے ۔

قعدہ اخیرہ :- آخری رکعت میں بیٹھنا قعدہ اخیرہ کہلاتا ہے یہ نماز کے ارکان میں سے ہے قعدہ اولیٰ کی طرح اس میں بھی تشہد پڑھنا واجب ہے اور اس میں بھی بیٹھنے کا طریقہ وہی ہے جو قعدہ اولیٰ میں مذکور ہوا ۔

تورک صحیح نہیں :- تورک کا مطلب ہے دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر زمین پر بیٹھنا اس بارے میں جو حدیث مروی ہے اسے امام طحاوی نے ضعیف قرار دیا ہے اسلیے کہ اس کا ایک راوی عبدالحمید بن جعفر ہے جسے محدثین ضعیف سمجھتے ہیں ۔ اور اگر صحیح بھی ہو تو ہم کہیں گے کہ وہ حالت عذر پر محمول ہے تا کہ باقی احادیث سے مطابقت ہو سکے ۔

درود شریف :- قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰي مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰي آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰي اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰي آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰي مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰي آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰي اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰي آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ : (بخاري شريف)

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام اور انکی آل پر درود بھیجا بے شک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی آل کو برکت عطا فرما جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام اور انکی آل کو برکت عطا فرمائی بے شک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے

دعا :- درود شریف کے بعد دعا مانگنا سنت ہے جو دعا چاہے مانگ سکتا ہے لیکن وہ دعا کلام الناس کے مشابہ نہ ہو اس لیے کہ نماز کلام الناس کی متحمل نہیں ہو سکتی جیسا کہ

حدیث میں وارد ہے

ثم یتخیر من المسئلة ماشاء (مسلم شریف) فرمایا پھر (نمازی) جو دعا چاہے منتخب کرے۔

مندرجہ ذیل دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ : (مسلم شریف)

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائش سے۔

سلام پھیرنا :- عن عبداللہ بن مسعود ان رسول اللہ ﷺ کان یسلم عن یمینه السلام علیکم و رحمة اللہ حتی یری بیاض خدہ الایمن و عن یساره السلام علیکم ورحمة اللہ حتی یری بیاض خدہ الایسر : (نسائي شریف)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں طرف سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمة اللہ کہتے یہاں تک کہ آپکا دایاں رخسار مبارک دیکھا جا سکتا تھا اور بائیں جانب سلام پھیرتے وقت بھی السلام علیکم و رحمة اللہ کہتے یہاں تک کہ بایاں رخسار مبارک دیکھا جا سکتا تھا۔

آیۃ الکرسی پڑھنا :- عن علي قال سمعت رسول اللہ ﷺ علي اعواد هذا المنبر یقول من قرا آیة الکرسي في دبر کل صلوٰة لم یمنعه من دخول الجنته الا الموت ومن قراها حین یاخذ مضجعه آمنه اللہ علیٰ داره ودار جاره واهل دویرات حوله- (بیهقي- مشکوٰة)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے لکڑی کے اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کے جنت کے داخلے میں موت کے سوا کوئی رکاوٹ نہیں اور جو شخص اسے سوتے وقت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اپنے گھر، اس کے ہمسائے کے گھر اور اس کے گرد کے گھروں کو محفوظ رکھتا ہے۔

تسبیح :- عن كعب بن عجره عن رسول ﷺ قال معقبات لا يغيب قائلهن او فاعلهن دبر كل صلوٰة مكتوبة ثلاثاً و ثلا ثين تسبيحةً و ثلاثاً و ثلاثين تحميدة واربعاً و ثلاثين تكبيرةً۔ (مسلم شريف)

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر فرض نماز کے بعد یکے بعد دیگرے آنے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔ تنتیس مرتبہ سبحان اللہ۔ تنتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔

دعا:- عن انس قال قال رسول الله ﷺ الدعا مخ العبادة۔ (ترمذي ـ مشكوة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت کا نچوڑ ہے۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا:- عن عمر قال كان رسول الله ﷺ اذا رفع يديه في الدعا لم يحطهما حتي يمسح بهما وجهه۔ (ترمذي شريف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو انہیں نہ گراتے جب تک انہیں چہرے پر نہ پھیر لیتے۔

عن انس قال كان رسول الله ﷺ يرفع يديه في الدعاء حتي يري بياض ابطيه (بيهقي في الدعوات الكبير - مشكوٰة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم دعا میں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ بغلین شریفین کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

انتباہ:- آج کل کچھ غیر مقلدین اور کچھ نیم مقلد حضرات نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں ۔ لطف کی بات یہ کہ کچھ عرصہ پہلے وہی خود ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے ۔ لیکن اب ان پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ تو بدعت ہے ۔ معاذ اللہ۔ حالانکہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں احادیث میں صراحت سے دعائے نبوی کا طریقہ یہی بیان ہوا کہ آپ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے پوری امت آج تک اسی پر عمل پیرا ہے ۔ خود غیر مقلدین کی خشت اول رکھنے والے مولوی نذیر احمد دہلوی نے فتاوی نذیریہ میں یہی فتوی دیا ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صحیح ہے ۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ کی وہ حدیث بھی نقل کی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ۔ لیکن جن کا خمیر ہی انشقاق ہو انہوں نے امت سے راستہ تو جدا کرنا ہے ۔ اللہ تعالی الٹی عقل سے اور شتر بے مہار بننے سے بچائے ۔ آمین۔

عورتوں کی نماز کا فرق:- عورتوں کی نماز جن مقامات پر مرد سے مختلف ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

مرد عورت

1۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے ۔ صرف کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ۔

2۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے ۔ سینے پر ہاتھ باندھے ۔

3۔ رکوع میں پیٹھ سیدھی رکھے ۔ صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں ۔

4۔ رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ رکھے ۔ انگلیوں کو ملا ہوا رکھے ۔

5۔ رکوع میں گھٹنوں کو پکڑے رکھے ۔ صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھے نہ پکڑے نہ زور سے دبائے ۔

6۔ رکوع میں پاؤں سیدھے رکھے ۔ پاؤں جھکے ہوئے رکھے ۔

7۔ سجدہ میں بازو کروٹوں سے جدا رہیں ۔ بازو کروٹوں سے ملا دے ۔

8۔ سجدہ میں پیٹ رانوں سے جدا رہے ۔ پیٹ رانوں سے ملا رہے ۔

9۔ سجدہ میں رانیں پنڈلیوں سے جدا رہیں ۔ رانیں پنڈلیوں سے لگی رہیں ۔

10۔ سجدہ میں کلائیاں زمین پر نہ بچھائے ۔ کلائیاں زمین پر بچھائے رکھے ۔

11۔ قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے ۔ دونوں پاؤں دائیں جانب نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے ۔

اس فرق کی دلیل:- شریعتِ اسلامی نے عورت کے لئے ہر حالت میں ستر اور پردہ کو پسند فرمایاہے یہ بات اس قدر واضح ہے کہ اس پر دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۔ البتہ اگر کوئی یہ کہے کہ نماز کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے تو ہم عرض کریں گے کہ نہیں ۔ نماز میں بھی ستر اور پردہ کا التزام فرمایا گیا اور ہر اس صورت کو عورت کے لئے پسند فرمایا گیا ہے جو زیادہ تستر اور پردہ کا باعث ہے چنانچہ حدیث میں ہے -

عن عبداللہ عن النبی ﷺ قال صلوٰۃ المراۃ فی بیتھا افضل من صلوٰتھا فی حجر تھا وصلوٰتھا فی مخدعھا افضل من صلوٰتھا فی بیتھا - (ابو داؤد شریف)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھری میں پڑھنا دالان میں پڑھنے سے بہتر ہے ۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ شارع علیہ السلام نے نماز میں بھی عورت کے لئے ہر اس حالت کو افضل قرار دیا جو اس کے لئے زیادہ ستر اور پردہ کا باعث ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عورت کی نماز کا وہ طریقہ جو اوپر بیان ہوا ہے اس کے لئے زیادہ ستر کا باعث ہے ۔ پس اس کے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا علاوہ ازیں اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جیسے امام ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا ہے ۔ اگرچہ وہ مرسل ہے اور مرسل جمہورِ امت کے نزدیک مقبول ہے ۔

لیکن جن کے نزدیک مرسل قابلِ حجیت نہیں اگر اس کی تائید دوسری احادیث سے ہوتی ہو تو وہ بھی اسے حجت مانتے ہیں اور اس حدیث کی تائید وہ تمام احادیث کر رہی ہیں جو باب تستر میں وارد ہیں وہ حدیث یہ ہے ۔

عن یزید بن ابي حبیب ان رسول اللهﷺ مر علي امرا تین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الي الارض فان المراۃ لیست في ذلك كالرجل۔

(مراسیل ابي داؤد)

حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتوں کے قریب سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنا جسم زمین سے ملا دیا کرو اس لئے کہ اس معاملہ میں عورت مرد کی مانند نہیں ہے ۔

مسائل نماز کی فقہی تقسیم:- نماز کے طریقے میں جن افعال و مسائل کا ذکر ہوا ہے ان میں سے کچھ فرض ہیں کچھ واجبات اور کچھ سنن۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

فرائض نماز:- 1۔ تکبیرِ تحریمہ۔ 2۔قیام۔ 3۔قرات۔ 4۔ رکوع۔ 5۔ سجود۔ 6۔ قعدہ اخیرہ۔ اور 7۔ خروج بصنعہ یعنی اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا۔

واجبات نماز:- تکبیرِ تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ الحمد شریف پڑھنا۔ سورۃ ملانا۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرات واجب ہے ۔ الحمد اور سورۃ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں اور باقی نمازوں کی تمام رکعتوں میں واجب ہے ۔ الحمد کا سورۃ سے پہلے ہونا۔ ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک بار الحمد پڑھنا۔ الحمد اور سورۃ کے درمیان اجنبی کا فاصلہ نہ ہونا۔ قرات کے فوراً بعد رکوع کرنا۔ دو سجدوں کے درمیان کسی اور رکن کا فاصلہ نہ ہونا ۔ تعدیل ارکان ۔ قومہ ۔ جلسہ ۔ قعدہ اولی ۔ فرض ، واجب اور سنن رواتب میں قعدہ اولی میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔ ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا۔ لفظ السلام دو بار کہنا۔ ہر فرض و واجب کا اپنی جگہ پر ہونا۔ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا ہر رکعت

میں سجود کا دو ہی بار ہونا۔ دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا۔ دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہونا۔

سنن نماز:- نماز کے طریقے میں فرائض و واجبات کے علاوہ جن افعال کا ذکر ہوا وہ سب سنن ہیں ۔

سجدہ سہو

اگر فرائض نماز میں سے کسی فرض میں سہواً تاخیر ہو جائے یا واجبات میں سے کوئی واجب سہواً چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے جس سے کمی پوری ہو جاتی ہے اور نماز کامل ہو جاتی ہے ۔ سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں قعدہ کرکے تشہد وغیرہ پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرا جائے پھر دو سجدے کئے جائیں بعد ازاں پھر قعدہ کرکے تشہد وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرا جائے ۔ واضح رہے کہ اگر فرض میں تاخیر عمداً کی یا واجب عمداً ترک کیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہوتی بلکہ وہ نماز بہرصورت دوبارہ پڑھنا واجب ہے ۔

عن ثوبان عن النبي ﷺ قال لكل سهو سجدتان بعد ما يسلم (ابو داؤد ـ ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ ہر سہو کے لئے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں ۔

عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله ﷺ اذا قام الامام في الركعتين فان ذكر قبل ان يستوي قائماً فليجلس وان استوىٰ قائماً فلا يجلس ويسجد سجدتي السهو (ابو داؤد ـ ابن ماجہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو رکعتوں پر امام کھڑا ہو جائے اگر سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو چکا تو اب نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے ۔

عن عبدالله بن مسعود ان رسول الله ﷺ صلى الظهر خمساً فقيل له ازيد في الصلوٰة فقال وما ذاك قالو اصليت خمساً فسجد سجدتين بعد ما سلم ـ (

بخاري ـ مسلم)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھی ۔ پس عرض کیا گیا کیا نماز زیادہ ہو گئی ہے ۔ آپ نے فرمایا وہ کس لئے؟ صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں پس آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کئے ۔

انتباہ:- یہ حدیث نماز میں کلام کرنے کی منسوخیت سے قبل کی ہے ۔ لیکن بعد میں نماز میں کلام منسوخ ہو گیا ۔ جیسا کہ مفسدات نماز کے بیان میں مذکور ہو گا لہذا اب اگر کوئی کلام کرے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنا پڑے گی ۔ اگر کسی ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ مذکورہ بالا احادیث میں سلام کے بعد سجدہ کا ذکر ہے ایک جانب سلام کا ذکر نہیں تو ہم گذارش کریں گے کہ یہ دو بظاہر متضاد احادیث میں تطبیق ہے اس لئے کہ بعض احادیث میں قبل از سلام کا ذکر ہے اور بعض میں بعد از سلام-تو امام الائمہ نے ان میں تطبیق پیدا کی کہ جن احادیث میں بعد از سلام کا ذکر ہے ان کا مطلب ہے پہلے سلام کے بعد اور جن احادیث میں قبل از سلام کا ذکر ہے ان کا مفہوم ہے دوسرے سلام سے پہلے-پس اس طرح دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہو جائے گا ۔ جہاں تک آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولنے کا تعلق ہے تو ہم گذارش کریں گے کہ آپ کا بھولنا یا بھولایا جانا اس لئے تھا تاکہ امت بوقت نسیان آپ کی سیرت پر عمل کر سکے ۔ پس کروڑوں درود و سلام اس ذات اقدس پر جس کا بھولنا یا بھولایا جانا بھی امت کے لئے باعث رحمت ہے ۔

عن مالك انه بلغه ان رسول الله ﷺ قال اني لا نسي او انسي لاسن (موطا امام مالك)
امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھولتا ہوں یا بھولایا جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے یہ سنت موجود ہو ۔

مفسداتِ نماز

عن عبداللّٰہ بن مسعود قال کنا نسلم علی النبی ﷺ وھو فی الصلوٰۃ فیرد علینا فلما رجعنا من عند النجاشی سلمنا علیہ فلم یرد علینا فقلنا یا رسول اللّٰہ کنا نسلم علیک فی الصلوٰۃ فترد علینا فقال ان فی الصلوٰۃ لشغلاً (بخاری۔ مسلم)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے جبکہ آپ نماز میں ہوتے تو آپ ہمیں جواب دیتے تھے۔ پھر جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے تو ہم نے سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہ دیا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو ہم نماز میں آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ جواب دیتے تھے فرمایا بے شک نماز میں مشغولی ہے۔

عن عبداللّٰہ بن مسعود قال کنا نسلم علی النبی ﷺ وھو فی الصلوٰۃ قبل ان ناتی ارض الحبشۃ فیرد علینا فلما رجعنا من ارض الحبشۃ اتیتہ فوجدتہ یصلی فسلمت علیہ فلم یرد علی حتی اذا قضی صلوٰتہ قال ان اللّٰہ یحدث من امرہ مایشاء و ان مما احدث ان لا تتکلموا فی الصلوٰۃ فرد علی السلام وقال انما الصلوٰۃ لقراءۃ القرآن وذکر اللّٰہ فاذا کنت فیھا فلیکن ذلک شانک (ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم حبشہ جانے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کرتے تو آپ جواب دیتے پھر جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جب نماز مکمل کر لی تو فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنا حکم ظاہر فرماتا ہے اور جو اس نے ظاہر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ تم نماز میں کلام نہ کرو۔ پھر آپ نے مجھے سلام کا

جواب دیا اور فرمایا نماز تو تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کے لئے ہے پس جب تو نماز میں ہو تو تیری یہی شان ہونی چاہیئے ۔

انتباہ:- کلام عمداً ہو یا خطاً، سوتے میں ہو یا بیداری میں ، طوعاً ہو یا کرہاً، قلیل ہو یا کثیر ، اصلاحِ نماز کے لئے ہو یا ویسے ہر طرح مفسد نماز ہے ۔

علاوہ ازیں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے ، ایسا عمل کثیر کرنے سے جو نہ نماز سے ہو اور نہ اس کی اصلاح کے لئے ، کھانے پینے ، قبلہ سے سینہ کو پھیرنے ، جنون و بے ہوشی، اپنے امام کے علاوہ کسی کو لقمہ دینے اور نماز کے فرائض و شرائط میں سے کسی ایک کے ترک کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے ۔

مکروہاتِ نماز

کپڑے یا بال سمیٹنا:- عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ امرت ان اسجد علي سبعة اعظم علي الجبهة واليدين والركبتين واطراف القدمين ولانكفت الثياب ولاالشعر ـ (بخاري ـ مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں یعنی پیشانی، دونوں ہاتھوں ، دونوں گھٹنوں اور پنجوں پر ۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ ہم کپڑے اور بال نہ سمیٹیں ۔

ادھر ادھر دیکھنا:- عن ابي ذر قال قال رسول اللہ ﷺ لا يزال اللہ عز و جل مقبلاً علي العبد وهو في صلوته مالم يلتفت فاذا التفت انصرف عنه ـ (احمد ـ ابوداؤد ـ نسائي ـ دارمي)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ نماز میں ہو تو اللہ تعالی کی رحمت اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے جب اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ اپنی رحمت پھیر لیتا ہے ۔

کمر پر ہاتھ رکھنا:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ الاختصار في الصلوٰة راحة اهل النار۔ (ابن خزيمه۔ ابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا دوزخیوں کی راحت ہے۔

بلا عذر ٹیک لگانا:- عن ابي هريرة قال نهي رسول الله ﷺ عن الحصر في الصلوٰة۔ (بخاري۔ مسلم۔ مشكوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ٹیک لگانے سے منع فرمایا۔

انگلیوں کو انگلیوں میں داخل کرنا:- عن كعب بن عجرة قال قال رسول الله ﷺ اذا توضأ احد كم فاحسن وضواه ثم خرج عامداً الي المسجد فلايشبكن بين اصابعه فانه في الصلوٰة (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذي۔ نسائي۔ دارمي)

حضرت کعب بن عجرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور بہترین وضو کرے پھر مسجد کے ارادے سے نکلے تو اسے چاہیئے کہ وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل نہ کرے اس لئے کہ وہ نماز میں ہے۔

آسمان کی طرف دیکھنا :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لينتهين اقوام عن رفعهم ابصارهم عندالدعاء في الصلواة الي السماء او لتخطفن ابصارهم (مسلم- مشكوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگ نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز آجائیں ورنہ انکی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔

ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا :- عن عبدالحميد بن محمود قال صلينا خلف امير من الامراء فاضطرنا الناس فصلينا بين الساريتين فلما صلينا قال انس بن مالك كنا نتقي هذا على عهد رسول الله ﷺ ۔ (ترمذي ۔ ابوداؤد)

عبدالحمید بن محمود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے امراء میں سے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی پس لوگوں نے ہمیں مجبور کر دیا ہم نے دوستونوں کے درمیان نماز پڑھی پس جب ہم نماز پڑھ چکے تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں اس سے بچتے تھے ۔

اقعاء کرنا :- عن علي قال قال رسول الله ﷺ يا علي اني احب لك ما احب لنفسي واكره لك ما اكره لنفسي لا تقع بين السجدتين (ترمذي ۔ مشكوٰة)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تیرے لئے وہی ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں تو دو سجدوں کے درمیان اقعاء نہ کر (یعنی اس طرح نہ بیٹھ کر سرین زمین پر ہوں اور گھٹنے کھڑے ہوں ۔

ٹھونگ مارنا، پاؤں پھیلانا، جگہ مقرر کرنا :- عن عبدالرحمن بن شبل قال نهي رسول الله ﷺ عن نقرة الغراب و افتراش السبع و ان يوطن الرجل المكان في المسجد كما يوطن البعير ۔ (ابوداؤد ۔ نسائي ۔ دارمي)

حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح پاؤں پھیلانے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا کہ مسجد میں کوئی شخص جگہ مقرر کرے جیسے اونٹ جگہ مقرر کرلیتا ہے ۔

جماہی لینا:-عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ التثاؤب في الصلوٰة من الشيطن فاذا تثاءب احد كم فليكظم ما استطاع۔ (ترمذي شريف)
حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں جماہی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے پس جب تم میں سے کسی کو جماہی آنے لگے تو جہاں تک ہو سکے روکے۔

نوٹ:- جب جماہی آنے لگے تو پوری طاقت سے اسے روکے اگر یوں نہ رکے تو پھر دانتوں سے ہونٹوں کو دبائے اگر پھر بھی نہ رکے تو پھر منہ پر ہاتھ رکھے جیسا کہ ترمذی و ابن ماجہ میں ہے۔ بحالت قیام دائیں ہاتھ کی پشت اور باقی مواقع پر بائیں ہاتھ کی پشت رکھنی چاہیئے۔

پھونکنا:-عن ام سلمة قالت راي النبي ﷺ غلاماً لنا يقال له افلح اذا سجد نفخ فقال يا افلح ترب وجهك۔ (ترمذي۔ مشكوٰة)
حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے افلح نامی غلام کو دیکھا جب اس نے سجدہ کیا تو (زمین صاف کرنے کے لئے) پھونک ماری آپ نے فرمایا اے افلح اپنا چہرہ خاک آلود کرو۔

کنکری چھونا:- عن ابي ذر قال قال رسول الله ﷺ اذا قام احدكم الي الصلوٰة فلا يمسح الحصي فان الرحمة تواجهه۔ (ترمذي شريف)
حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو کنکری نہ چھوئے اس لئے کہ رحمت اس کے مواجہہ میں ہے۔

انتباہ:- اگر کنکریاں ہٹائے بغیر سجدہ میں مشکل پیش آئے تو پھر ایک مرتبہ ہٹا سکتا ہے جیسا کہ صحاح ستہ میں حضرت **معیقیب** رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک میں ہے۔

ایک کپڑے میں نماز: عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال لا يصلي

احدکم في الثوب الواحد لیس علي عاتقیه منه شئي۔ (بخاری ۔ مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک کپڑا پہن کر اس طرح ہرگز نماز نہ پڑھے کہ کندھوں پر کچھ نہ ہو۔

تہبند لٹکانا:- عن ابنِ مسعود قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من اسبل ازاره في صلوته خیلاء فلیس من اللہ عز و جل في حل ولا حرام۔ (ابو داؤد شریفہ)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت حل میں ہے نہ حرم میں۔

جہاں جاندار کی تصویر ہو:- عن ابي طلحة قال قال النبي ﷺ لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب ولا تصاویر۔ (بخاري ۔ مسلم)
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا (جاندار کی) تصویریں ہوں۔

واضح رہے کہ اسی طرح ان تمام جگہوں پر نماز مکروہ ہے جو شرعاً ناپسندیدہ ہوں جیسے کفار کے عبادت خانے وغیرہ۔ یا جہاں مظنہ نجاست ہو جیسے جانور باندھنے کی جگہ۔

علاوہ ازیں تقاضاء حاجتِ انسانی مثلاً پاخانہ و پیشاب اور ریاح کی شدت کے وقت یا سخت بھوک میں کھانا موجود ہوتے وقت بھی نماز مکروہ ہے جیسا کہ احادیث میں صراحت ہے۔ اس کے علاوہ نماز کے واجبات و سنن میں سے کسی کا ترک بھی نماز کو مکروہ کر دیتا ہے۔

نمازِ مریض

عن عمران بن حصين قال كانت بي بواسير فسالت رسول اللهﷺ عن الصلوٰة فقال صل قائماً فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلي جنب (بخاري وغيره)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے بواسیر تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو پہلو پر لیٹ کر۔

عن جابر ان النبيﷺ عاد مريضاً فراه يصلي علي وسادة فاخذها فرمي بها فاخذ عوداً ليصلي عليه فاخذه فرمي به وقال صل علي الارض ان استطعت والا فاوم ايماءً واجعل سجودك اخفض من ركوعك ۔ (مسند بزار ۔ بيهقي في المعرفه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت فرمائی دیکھا کہ وہ تکیہ پر نماز پڑھ رہا ہے ۔ آپ نے تکیہ لیا اور اسے پھینک دیا اس نے پھر لکڑی لی تاکہ اس پر سجدہ کرے آپ نے وہ بھی اٹھا کر پھینک دی اور فرمایا زمین پر سجدہ کرو اگر طاقت ہے ۔ ورنہ اشارہ کرو اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے پست کرو۔

مسافر کی نماز

مقدار سفر:- کم از کم وہ سفر جس سے احکام بدلتے ہیں اور مسافر کے احکام لاگو ہوتے ہیں وہی ہے جس کا ذکر "مسح خفین" میں گزرا ہے ۔ یعنی تین ایام کا سفر ہو تو حضر کی بجائے سفر کے احکام پر عمل کرنا ہوتا ہے ۔ میلوں میں اس کا اندازہ علماء نے ساڑھے ستاون میل لگایا ہے ۔ اس سے کم سفر والا شرعی مسافر نہیں نہ اس کے لئے قصر جائز ہے ۔

بعض غیر مقلدین نے سفر کی قید اٹھا رکھی ہے اور چھوٹ دے دی ہے کہ جب بھی انسان کہیں جائے سفر کم ہو یا زیادہ قصر جائز ہے اور استدلال اس حدیث سے کیا ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں قصر کی جو کہ مدینہ طیبہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

لیکن ہم گذارش کریں گے کہ یہ علمی بددیانتی کے سوا کچھ نہیں اس لئے کہ خود احادیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ آپ مکہ کے قصد سے نکلے تھے۔ ذوالحلیفہ آپ کا منتہائے سفر نہ تھا بلکہ مکہ تھا لہذا اس سے کم از کم مدت اخذ کرنا غلط ہے۔

سفر کی نماز:- مذکورہ بالا مقدار سفر کے ارادے سے جب کوئی شخص اپنے شہر کی حدود سے نکلے تو وہ مسافر شرعی ہے اور وہ چار رکعتوں والے فرض دو پڑھے گا تاآنکہ واپس آئے یا کہیں شہر میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے۔

عن انس قال خرجنا مع رسول الله ﷺ من المدينة الي مكة فكان يصلي ركعتين ركعتين حتي رجعنا الي المدينة قيل له اقمتم بمكة شياً قال اقمنا بها عشراً۔ (بخاري ۔ مسلم ۔ ترمذي ۔ ابوداؤد ۔ نسائي ۔ ابن ماجه)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو آپ دو دو رکعات پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت انس سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ مکہ میں کچھ ٹھہرے؟ تو فرمایا وہاں ہم دس دن ٹھہرے۔

عن مجاهد ان ابن عمر كان اذا اجمع علي اقامة خمسة عشر يوماً اتم (ابن ابي شيبه)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کہیں پندرہ دن قیام کا ارادہ کرتے تو پوری نماز پڑھتے۔

نوٹ:- مقدرات شرعیہ میں صحابہ کا قول حکم مرفوع میں ہوتا ہے اس لئے کہ ان

میں رائے کا دخل نہیں ہو سکتا۔

چار رکعت پڑھنا جائز نہیں :-عن عائشة قالت فرضت الصلوٰة رکعتین ثم هاجر رسول اللهﷺ ففرضت اربعاً و ترکت صلوٰة السفر علي الفريضة الاولي (بخاري۔ مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز پہلے دو رکعتیں فرض کی گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کر دی گئی۔ لیکن نماز سفر پہلے فریضہ پر چھوڑ دی گئی۔

عن ابن عباس قال فرض الله الصلوٰة علي لسان نبيكمﷺ في الحضر اربعا: و في السفر رکعتين و في الخوف رکعة۔ (مسلم شريف۔ مشكوٰة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضر میں چار رکعت، سفر میں دو رکعات اور خوف میں (امام کے ساتھ) ایک رکعت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر فرض فرمائی ہے۔

عن ابن عمر و عن ابن عباس قالا سن رسول اللهﷺ صلوٰة السفر رکعتين و هما تمامٌ غير قصر و الوتر في السفر سنةٌ (ابن ماجه۔ مشكوٰة)

حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دو رکعتوں کا طریقہ اختیار فرمایا اور وہ مکمل نماز ہے قصر نہیں۔ اور سفر میں وتر پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

عن يعلي بن امية قال قلت لعمر بن الخطاب انما قال الله تعاليٰ ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا فقدا من الناس فقال عمر عجبت مما عجبت منه فسالت رسول اللهﷺ فقال صدقةٌ تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته۔ (مسلم شريف۔ مشكوٰة)

یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کیا کہ میں نے حضرت

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم نماز میں قصر کرو اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں آزمائش میں ڈالیں لیکن اب تو لوگ محفوظ ہو چکے ہیں (لہذا قصر جائز نہیں ہونی چاہیئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس بات کا تعجب تجھے ہوا مجھے بھی اس کا تعجب ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر فرمایا ہے پس تم اس کے صدقہ کو قبول کرو۔

پس قارئین کرام! مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات صراحت سے ثابت ہوئی کہ نماز سفر فرض ہی دو رکعتیں ہے۔ یہی اللہ نے بلسان رسول فرض فرمائی ہے۔ یہ نماز مکمل ہے ناقص و قصر نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے صدقہ ہے اور اس صدقہ کو قبول کرنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بصیغہ امر فرما رہے ہیں تو پھر چار پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ غیر مقلدین حضرات ان واضح احادیث کے ہوتے ہوئے محض مذہبی تعصب کی بناء پر مخالفت برائے مخالفت کے لئے کہتے ہیں کہ چار پڑھنا بھی جائز ہے اور دلیل وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن یحییٰ ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

سفر میں سنتیں پڑھنا باعث اجر ہے:- عن البراء قال صحبت رسول اللهﷺ ثمانية عشر سفراً فمارايته ترك ركعتين اذا زاغت الشمس قبل الظهر۔ (ابوداؤد۔ ترمذي)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پس میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ زوال آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے آپ نے دو رکعتیں چھوڑی ہوں۔

عن ابن عمر قال صليت مع النبيﷺ في الحضر و السفر فصليت معه في الحضر الظهر اربعا وبعدها ركعتين و صليت معة في السفر الظهر ركعتين و بعدها ركعتين والعصر ركعتين ولم يصل بعدها شيئاً والمغرب في

الحضر والسفر سواءٌ ثلث ركعات لاينقص في حضرٍ ولا سفرٍ وهي وترالنهار وبعدها ركعتين۔ (ترمذي شريف۔ مشكوٰة)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضر اور سفر دونوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس حضر میں نمازِ ظہر کی میں نے آپ کے ساتھ چار رکعات پڑھیں اور ان کے بعد دو رکعات پڑھیں۔ سفر میں ظہر کی دو رکعات اور ان کے بعد دو رکعات پڑھیں اور عصر کی دو رکعات پڑھیں اور ان کے بعد آپ نے کچھ بھی نہ پڑھا اور مغرب حضر و سفر میں برابر ہے ۔ تین رکعات ہیں حضر و سفر میں ان میں کوئی کمی نہیں ہوتی یہ دن کے وتر ہیں اور ان کے بعد دو رکعات ہیں ۔

اس سے واضح ہوا کہ سفر میں سنتیں پڑھنا ممنوع نہیں ہے اگر فرصت ہو تو پڑھ لینی چاہئیں بلاوجہ ترک کرنا اچھا نہیں ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: "من تطوع فله في ذلك فضل كثيرٌ وهو قول اكثر اهل العلم يختارون التطوع في السفر"۔ (ترمذي شريف) یعنی جو شخص نفل پڑھے اس کے لئے اس میں بہت زیادہ اجر ہے اور یہی اکثر اہلِ علم کا قول ہے وہ سفر میں نفل پڑھنے کو پسند کرتے ہیں ۔

ایک وقت میں دو نمازوں کی حقیقت:- نماز ایک موقت فرض ہے ۔ وقت نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے ۔ قبل از وقت نماز نہیں ہوتی اور بعد از وقت قضاء ہوتی ہے سوائے موقع حج کے۔کہ اس میں تواتر سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازیں ایک وقت میں ادا فرمائیں ۔ اس کے سوا کہیں بھی آپ نے دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں ادا نہیں فرمایا جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے جیسا کہ ہم اوقات کے بیان میں نقل کر چکے ہیں علاوہ ازیں حدیث تعریس میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ليس في النوم تفريط انما التفريط عليٰ من لم يصل الصلوٰة حتي يجئي وقت الصلوٰة الاخري (مسلم شريف) یعنی نیند میں کوتاہی نہیں ۔ کوتاہی تو اس کی ہے جو نماز

نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

واضح رہے کہ آپ کا یہ فرمان سفر کے متعلق بھی ہے اس لئے کہ سفر کے موقع پر ہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

پس کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسے کوتاہی قرار دے رہے ہیں خود اس کا ارتکاب فرمائیں۔ ہرگز نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی نماز کو کسی دوسری کے وقت تک موخر نہ فرمایا اور نہ ہی کسی نماز کو قبل از وقت ادا فرمایا اس لئے کہ اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی صحیح وارد و ثابت نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان احادیث کا مفہوم کیا ہے جن میں بظاہر دو نمازوں کے جمع کرنے کا ذکر ہے اور جن کو بنیاد بنا کر اہلِ تخفیف غیر مقلد حضرات نے مسافر اور مقیم سب کے لئے دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز قرار دے لیا ہے۔ جواباً ہم گذارش کریں گے کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سفر میں سفر کی صعوبت کی وجہ سے ایک نماز کو اس کے آخری وقت تک موخر فرما دیتے اور پھر اتر کر نماز ادا فرماتے تھوڑی دیر ٹھہر جاتے دوسری نماز کا وقت ہوتا تو وہ نماز اول وقت میں ادا فرما لیتے اور پھر سفر شروع فرماتے یعنی یہ حقیقی جمع نہیں تھا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ہوں بلکہ یہ جمع صوری تھا یعنی اگرچہ ظاہراً جمع نظر آتا تھا لیکن حقیقتاً نہیں تھا بلکہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا ہو رہی تھی ایک اپنے آخری وقت میں اور دوسری اول وقت میں۔ لیکن چونکہ حدیث میں جمع کا لفظ بیان ہوا تھا لہذا ان مجتہدانِ جدید نے اسے جمع حقیقی پر محمول کر کے ایک نماز کے وقت میں دو نمازوں کا پڑھنا جائز قرار دے لیا حالانکہ حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ جمع حقیقی نہیں بلکہ جمع صوری تھا چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عن عبداللہ بن واقد ان مؤذن ابن عمر قال الصلوٰۃ قال سر سر حتي اذا كان قبل غيوب الشفق نزل فصلي المغرب ثم انتظر حتي غاب الشفق فصلي العشاء ثم قال ان رسول اللہ ﷺ كان اذا عجل به امر صنع مثل الذي صنعت

فسار في ذلك اليوم والليلة ميسرة ثلاث۔ (ابوداؤد شریف)

عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (سفر میں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے موذن نے کہا کہ نماز کا وقت ہو چکا آپ نے فرمایا چلو چلو یہاں تک کہ شفق غائب ہونے سے قبل آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہو گیا تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی معاملہ جلدی کا پیش آتا تو آپ ایسے ہی کرتے جیسا میں نے کیا پس حضرت ابن عمر نے ایک دن رات میں تین دن کی مسافت طے کی۔

پس حدیث میں جمع کی واضح تفسیر آجانے کے باوجود لوگوں کو ایک وقت میں دو نمازوں کی ترغیب دینا مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں بلکہ ان کی نمازوں کو ضائع کرانے کے مترادف ہے۔

قضاء نماز کا بیان

عن انس بن مالك عن النبي ﷺ قال من نسي صلوٰة فليصل اذا ذكر لا كفارة لها الا ذالك اقم الصلوٰة لذكري۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے اسے چاہیئے کہ جب یاد آئے پڑھ لے اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں (اللہ کا فرمان ہے) میری یاد کے لئے نماز پڑھو۔

عن عمران بن حصين ان رسول الله ﷺ كان في مسير له فناموا عن صلوٰة الفجر فاستيقظوا بحر الشمس فارتفعوا قليلاً حتي استقلت الشمس ثم امر مؤذناً فاذن فصلي ركعتين قبل الفجر ثم اقام ثم صلي الفجر۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے۔ پس (تمام لوگ) نماز فجر کے وقت سوتے رہ گئے پھر وہ سورج کی تپش سے بیدار ہوئے آپ نے موذن کو حکم دیا اس نے اذان دی۔ پس آپ نے فجر سے پہلے کی دو رکعت (سنت) پڑھیں پھر اقامت ہوئی پھر نماز فجر

پڑھی۔

عن جابربن عبداللہ ان عمر بن الخطاب جائیوم الخندق بعد ماغربت الشمس فجعل یسب کفار قریش قال یارسول اللہ ما کدت اصلي العصر حتي کادت الشمس تغرب قال النبي ﷺ واللہ ماصلیتها فقمنا الي بطحان فتوضا للصلوٰۃ وتوضانا لها فصلي العصر بعد ماغربت الشمس ثم صلي بعدها المغرب۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خندق کے دن آئے جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا پس کفار قریش کو برا کہنا شروع کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی پس ہم بطحان کی طرف گئے آپ نے نماز کے لئے وضو فرمایا اور ہم نے بھی وضو کیا پس سورج غروب ہوجانے کے بعد آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز ادا فرمائی۔

عن عبداللہ بن مسعود قال ان المشرکین شغلوا رسول اللہ ﷺ عن اربع صلوات یوم الخندق حتيٰ ذهب من اللیل ماشاء اللہ فامر بلالاً فاذن ثم اقام فصلي الظهر ثم اقام فصلي العصر ثم اقام فصلي المغرب ثم اقام فصلي العشاء (ترمذي شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے دن چار نمازوں سے مشغول رکھا یہاں تک کہ رات بھی جتنی خدا نے چاہی گزر گئی پس آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر اقامت کہی آپ نے نمازِ عصر ادا فرمائی پھر اقامت کہی تو آپ نے نمازِ مغرب ادا فرمائی پھر اقامت کہی تو آپ نے نمازِ عشاء ادا فرمائی۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ قضاء نماز کے لئے بھی اذان دینا اور اقامت کہنا مسنون ہے اور یہ بھی کہ نماز جیسی قضاء ہو ویسی ہی ادا کرنا پڑے گی اگر منفرداً قضاء ہو تو منفرداً اور اگر باجماعت قضاء ہو تو باجماعت پڑھی جائے گی۔

اسی سے فقہاء نے اخذ فرمایا کہ اگر سفر کی نماز قضاء ہے تو بعد میں چار رکعتوں والی دو ہی پڑھنی پڑے گی خواہ حالت اقامت میں پڑھے اس لئے کہ جب قضاء ہوئی تھی تو دو ہی قضاء ہوئی تھی اسی طرح اگر حضر کی نماز قضاء ہے تو چار پڑھنی پڑے گی خواہ حالت سفر میں ادا کرے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ من نسي صلوٰة فلم يذكرها الا وهو مع الامام فليتم صلوٰته فاذا فرغ من صلوٰته فليعد التي صلاها مع الامام۔ (دار قطني ـ بيهقي)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی نماز بھول گئی اور اس وقت یاد آئی جب وہ امام کے ساتھ تھا تو اسے پورا کرے پھر جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی۔

مذکورہ بالا حدیث میں جس مسئلہ کا ذکر فرمایا گیا ہے فقہاء کے نزدیک یہ صاحب ترتیب کے لئے ہے یعنی اگر کوئی صاحب ترتیب ہے تو وہ جب تک قضاء نماز نہ پڑھے اس کی ادا نماز صحیح نہ ہوگی۔ لیکن جو صاحب ترتیب نہیں وہ جو چاہے پہلے پڑھ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ صاحب ترتیب وہ ہے جس کی چھے نمازیں قضاء نہ ہوئی ہوں اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ قضاء صرف فرض اور واجب کی لازم ہے۔

سجدہ تلاوت

قاری و سامع پر سجدہ واجب ہے:- عن ابن عمر قال كان رسول اللہ ﷺ يقرا السجدة ونحن عنده فيسجد ونسجد معه فنزدحم حتي ما يجد احدنا لجبهته موضعاً يسجد عليه۔ (بخاري ـ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت سجدہ تلاوت فرماتے اور ہم آپ کے پاس ہوتے پس آپ سجدہ فرماتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے تو اتنی بھیڑ ہو جاتی کہ ہم سجدہ کرنے کے لئے پیشانی رکھنے کی جگہ نہ پاتے (یعنی مشکل سے سجدہ ہو پاتا)

سجدہ تلاوت کا طریقہ:- عن ابن عمر قال کان رسول اللہ ﷺ یقرا علینا القرآن فاذامر بالسجدہ کبر وسجد وسجدنا معہ۔ (ابو داؤد شریف۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے قرآن پاک تلاوت فرماتے پس جب آپ آیت سجدہ پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور سجدہ کرتے ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

پس سجدہ تلاوت کا طریقہ یہی ہے کہ جب سجدہ کرنا چاہے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے تسبیح پڑھے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے نہ تشہد ہے اور نہ سلام۔

نماز میں سجدہ تلاوت:- عن ابن عمران النبي ﷺ سجد في صلوٰۃ الظهر ثم قام فركع فراوا انه قرا تنزيل السجدة۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں سجدہ فرمایا پھر کھڑے ہوئے اور رکوع فرمایا (بعد میں لوگوں کو) معلوم ہوا کہ آپنے تنزیل السجدہ (سے آیت سجدہ) کی تلاوت فرمائی۔

سجدہ میں پڑھنے کی دعا:- اگرچہ سجدہ تلاوت میں تسبیح پڑھ لینا بھی کافی ہے لیکن مندرجہ ذیل دعا پڑھ لینا افضل اور مستحب ہے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ۔ (ابو داؤد۔ ترمذي۔ نسائي۔ مشکوٰۃ)

میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اور اپنی طاقت و قدرت سے اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔

آیاتِ سجدہ:- قران مجید میں کل چودہ ایسی آیات ہیں جن کی تلاوت کرنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(1)سورۃ اعراف پارہ نمبر9۔ (2)سورۃ رعد پارہ نمبر13۔ (3)سورۃ نحل پارہ نمبر14۔ (4) سورۃ بنی اسرائیل پارہ نمبر15۔ (5)سورۃ مریم پارہ نمبر16۔ (6)سورۃ حج کا پہلا سجدہ پارہ نمبر17۔ (7)سورۃ فرقان پارہ نمبر19۔ (8)سورۃ نمل پارہ نمبر19۔ (9)سورۃ الم تنزیل پارہ نمبر21۔ (10)سورۃ ص پارہ نمبر23۔ (11)سورۃ حم السجدۃ پارہ نمبر24۔ (12) سورۃ النجم پارہ نمبر27۔ (13)سورۃ انشقاق پارہ نمبر30۔ (14)سورۃ العلق پارہ نمبر30۔

سترہ کا بیان

نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں:-عن ابي جهيم قال قال رسول اللهﷺ لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان ان يقف اربعين خير اًله من ان يمر بين يديه قال ابو النضر لا ادري قال اربعين يوماً او شهراً او سنة۔ (بخاري۔مسلم)

حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو اس کے لئے چالیس (سال) ٹھہرے رہنا اس کے سامنے گزرنے سے بہتر ہوتا۔ ابو النضر (راوی) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے چالیس دن فرمایا، چالیس مہینے فرمایا یا چالیس سال فرمایا۔

نوٹ:- بزار کی روایت میں چالیس سال کی تصریح موجود ہے۔

گذرنے سے سو سال ٹھہرنا بہتر:- عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ لو يعلم احد كم ما له في ان يمر بين يدي اخيه معترضاً في الصلوٰة كان لان يقيم مائة عام خير ٌله من الخطوة التي خطا۔ (ابن ماجه۔مشكوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی جانتا کہ نماز کی حالت میں اپنے بھائی کے سامنے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے تو اس کے لئے اس ایک قدم چلنے سے سو سال ٹھہرا رہنا بہتر ہوتا۔

گزرنے سے دھنس جانا بہتر:- عن كعب الاحبار قال لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان ان يخسف به خير اًله من ان يمر بين يديه (مؤطا امام مالك۔ مشكوٰة)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا کہ کتنا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانا گذرنے سے بہتر سمجھتا۔

سترہ ہو تو گزرنا جائز ہے :- عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله ﷺ اذا وضع احدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل ولا يبال من مر وراء ذلك (مسلم شريف)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے سامنے پالان کی لکڑی کی مانند کوئی چیز رکھ لے تو پھر نماز پڑھے اور اس کے پیچھے سے گزرنے والے کی پرواہ نہ کرے۔

پس ہر اس چیز کو سترہ بنا سکتے ہیں جو پالان کی لکڑی کی مانند لمبی ہو یعنی تقریباً ایک ہاتھ لمبی اور چھوٹی انگلی جتنا موٹی ہو علاوہ ازیں کسی جاندار کو بھی سترہ بنا سکتے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو سترہ بنا لیتے تھے۔

سامنے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی:- عن ابي سعيد قال قال رسول الله ﷺ لا يقطع الصلوٰة شئي وادر اوا ما استطعتم فانما هو شيطان (ابو داؤد۔ مشكوٰة)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی پس جہاں تک ہو سکے تم اسے دفع کرو اس لئے کہ وہ شیطان ہے (یعنی شیطان اسے لایا ہے تاکہ گزرے)

مسجد کا بیان

مسجد بنانے کا اجر:-عن عثمان قال قال رسول اللہ ﷺ من بني لله مسجداً بني الله له بيتاً في الجنة (بخاري-مسلم)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

مسجد اللہ کی محبوب جگہ:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ احب البلاد الي الله مساجدها وابغض البلاد الي الله اسواقها۔ (مسلم-مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ اس کے ناپسندیدہ بازار ہیں۔

مساجد جنت کے باغات:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قيل يارسول الله وما رياض الجنة قال المساجد قيل وما الرتع قال سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر۔ (ترمذي شريف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغات کے قریب سے گزرو تو پھل کھا لیا کرو۔ سوال ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے باغات کونسے ہیں؟ فرمایا مسجدیں۔ پھر پوچھا گیا پھل کیا ہے؟ فرمایا سبحان اللہ۔ الحمدللہ۔ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر۔

جنت میں ضیافت:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ من غدا الي المسجد او راح اعد الله له نزله من الجنة كلما غدا او راح- (بخاري- مسلم)
حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح مسجد کی طرف جائے یا شام کو جائے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ضیافت تیار فرماتا ہے جب بھی وہ صبح یا شام کو جائے (یعنی ہر مرتبہ کے بدلے)

رحمت خداوندی کا سایہ:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ سبعة يظلهم الله في ظله يوم لاظل الا ظله امام عادل وشاب نشا في عبادة الله ورجل قلبه معلق بالمسجد اذا خرج منه حتي يعود اليه ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه ورجل ذكر الله خالياً فضاضت عيناه ورجل دعته امراةٌ ذات حسب وجمال فقال اني اخاف الله ورجل تصدق بصدقة فاخفاها حتي لاتعلم شماله ما تنفق يمينه- (بخاري- مسلم)
حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات اشخاص ہیں جنہیں اللہ تعالی اس دن اپنی رحمت کے سایے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ پہلا عادل حکمران دوسرا وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی تیسرا وہ شخص کہ جب مسجد سے نکلے تو جب تک واپس نہ آئے اس کا دل مسجد سے معلق رہے۔ چوتھا وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت کریں اسی محبت پر اکٹھے ہوں اور اسی پر جدا ہوں۔ پانچواں وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھیں بہہ نکلیں چھٹا وہ شخص جسے اعلی خاندان کی خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے لیکن وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ساتواں وہ شخص جو صدقہ کرے اور اسے اس طرح چھپائے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں نے کیا خرچ کیا۔

بلندی درجات:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ صلوٰة الرجل في

الجماعة تضعف علي صلوٰته في بيته وفي سوقه خمساً و عشرين ضعفاً و ذلك انه اذا توضا فاحسن الوضوء ثم خرج الي المسجدلا يخرجه الا الصلوٰة لم يخط خطوة الا رفعت له بها درجة و حط عنه بها خطيئةٌ فاذا صلي لم تزل الملٰئكة تصلي عليه مادام في مصلاه اللهم صل عليه اللهم ارحمه ولا يزال احدكم في صلوٰة ماانتظر الصلوٰة۔ (بخاري۔مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کی باجماعت نماز اس کے گھریا بازار میں پڑھنے پر پچیس گنا بڑھ جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ جب وہ وضو کرتا ہے اور بہترین وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اسے مسجد کی طرف صرف نماز کا مقصد ہی نکالتا ہے تو وہ جو قدم بھی چلتا ہے ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور اس کا گناہ معاف ہوتا ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک نماز کی جگہ پر رہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما۔ اے اللہ اس پر مہربانی فرما اور جب تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

گمشدہ چیز کا اعلان ممنوع ہے :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من سمع رجلاً ينشد ضالة في المسجد فليقل لا ردها الله عليك فان المساجد لم تبن لهذا۔ (مسلم شريف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جو کسی شخص کو مسجد میں گمشدہ چیز کی تلاش میں اعلان کرتا سنے تو وہ کہے اللہ تعالیٰ اسے تیرے پاس نہ لوٹائے اس لئے کہ مساجد اس لئے نہیں بنائی گئیں۔

مسجد میں باتیں کرنا منع ہے :- عن الحسن مرسلاً قال قال رسول الله ﷺ ياتي علي الناس زمان يكون حديثهم في مساجدهم في امر دنياهم فلا تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة۔ (بيهقي۔مشكوٰة)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا خدا تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

بدبودار چیز کھا کر مسجد جانا منع ہے:-عن معاوية بن قرة عن ابيه ان رسول اللهﷺ نهي عن هاتين الشجرتين يعني البصل والثوم وقال من اكلهما فلا يقربن مسجدنا وقال ان كنتم لابد آكليهما فاميتوهما طبخاً۔ (ابوداؤدشريف)

حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا یعنی پیاز اور لہسن سے-اور فرمایا کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر کھانا ہی چاہتے ہو تو پکا کر ان کی بو دور کر لیا کرو۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا:- حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (مسلم)

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

تحیۃ المسجد:-عن ابي قتادة ان رسول اللهﷺ قال اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس۔ (بخاري۔مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔

نوٹ:- واضح رہے کہ تحیۃ المسجد اس وقت پڑھنا مستحب ہے جب مکروہ وقت نہ ہو۔

مسجد سے نکلنے کی دعا:- حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (مسلم شریف) اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

درجہ بدرجہ ثواب:- عن انس بن مالك قال قال رسول اللهﷺ صلوٰة الرجل في بيته بصلوةٍ وصلوته في مسجد القبائل بخمسٍ وعشرين صلوةً وصلوته في السمجد الذي يجمع فيه بخمسمائة صلوةٍ وصلوته في المسجد الاقصي بخمسين الف صلوةٍ وصلوته في مسجدي بخمسين الف صلوةٍ وصلوته في المسجد الحرام بمائة الف صلوةٍ۔ (ابن ماجه۔ مشكوة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی گھر میں نماز ایک نماز کے برابر ہے محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر، جامع مسجد میں پانچ سو نمازوں کے برابر، مسجدِ اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر، میری مسجد (مسجدِ نبوی) میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں لاکھ نماز کے برابر ہے۔

جماعت کا بیان

فضائل

ستائیس گنا زیادہ ثواب:- عن ابن عمر قال قال رسول اللهﷺ صلوٰة الجماعة تفضل صلوٰة الفذ بسبعٍ وعشرين درجة۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔

جہنم اور نفاق سے آزادی:- عن انس بن مالك قال قال رسول اللهﷺ

من صلي لله اربعين يوماً في جماعة يدرك التكبيرة الا ولي كتب له براء تان براءةٌ من النار و براءةٌ من النفاق۔ (ترمذي شريف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے چالیس دن جماعت سے نماز پڑھے اور تکبیر اولیٰ کو پائے اس کے لئے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں ایک جہنم سے آزادی اور دوسری منافقت سے آزادی۔

جماعت سنن ھدی سے ہے :-عن عبداللہ بن مسعودٍ قال لقدر ایتنا وما یتخلف عن الصلوٰة الا منافق قد علم نفاقه اومريض ان كان المريض ليمشي بين رجلين حتي ياتي الصلوٰة وقال ان رسول اللهﷺ علمنا سنن الهدي وان من سنن الهدي الصلوٰة في المسجد الذي يؤذن فيه۔ (مسلم شريف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز سے پیچھے نہیں رہتا مگر کھلا منافق یا بیمار اور بیمار کی یہ حالت کہ دو شخصوں کے درمیان میں چلا کر نماز کو لاتے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سنن ھدی کی تعلیم دی اور جس مسجد میں اذان ہوتی ہے اس میں نماز پڑھنا سنن ھدیٰ میں سے ہے۔

قیام لیل کا ثواب:-عن عبدالرحمٰن بن عمرة قال دخل عثمان بن عفان المسجد بعد صلوٰة المغرب فقعد وحده فقعدت اليه فقال يا ابن اخي سمعت رسول اللهﷺ يقول من صلي العشاء في جماعة فكانما قام نصف الليل ومن صلي الصبح في جماعة فكا نما صلي الليل كله۔ (مسلم شريف)

عبدالرحمن بن عمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوئے اور اکیلے بیٹھ گئے -میں بھی آپ کے قریب جا کر بیٹھ گیا تو فرمایا اے بھتیجے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے عشاء

کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے پڑھی گویا اس نے پوری رات نماز پڑھی۔

ترکِ نماز پر وعید:-عن ابي هريرة عن النبي ﷺ قال لولا ما في البيوت من النساء والذرية اقمت صلوٰة العشاء وامرت فتياني يحرقون ما في البيوت بالنار۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ آگ سے گھروں کا سامان جلا ڈالیں۔

ترکِ جماعت سے شیطان کا غلبہ:-عن ابي الدرداء قال قال رسول الله ﷺ ما من ثلاثةٍ في قريةٍ ولا بدوٍ لا تقام فيهم الصلوٰة الا وقد استحوذ عليهم الشيطان فعليك بالجماعة فانما ياكل الذئب القاصية۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شہر یا گاؤں میں تین آدمی موجود ہوں اور ان میں نماز قائم نہ ہو تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے، اس لئے کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے دور ہو جائے۔ "پس تم پر جماعت لازم ہے۔"

بغیر جماعت نماز مقبول نہیں:-عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذرٌ قالوا وما العذر قال خوفٌ او مرضٌ لم تقبل منه الصلوٰة التي صلي (ابوداؤد۔ دارقطني۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان سنی پھر اسے اس کی قبولیت سے کسی عذر نے نہ روکا تو اس کی وہ نماز قبول نہیں ہوتی جو اس نے پڑھی صحابہ کرام نے سوال کیا عذر کیا ہے؟ فرمایا خوف یا مرض۔

ترکِ جماعت علامتِ نفاق: -عن ابي بن كعب قال صلي بنا رسول الله ﷺ يوماً الصبح فلما سلم قال اشاهد فلان قالوا لا قال اشاهد فلان قالو لا قال ان هاتين الصلوتين اثقل الصلوٰت علي المنافقين ولو تعلمون ما فيهما لاتيتموهما ولو حبواً عل الركب وان الصف الا ول عليٰ مثل صف الملائكة ولو علمتم ما فضيلته لا بتدرتموه وان صلوٰة الرجل مع الرجل ازكيٰ من صلوٰته وحده وصلوٰته مع الرجلين ازكي من صلوٰته مع الرجل وما كثر فهو احب الي الله۔ (ابو داؤد۔ نسائي)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ فلاں حاضر ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا نہیں پھر فرمایا کہ فلاں حاضر ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ دو نمازیں (صبح، عشاء) باقی نمازوں کی نسبت منافقین پر زیادہ گراں ہیں۔ اگر تم جانتے کہ ان میں کتنا ثواب ہے تو تم ضرور آتے اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر۔ اور پہلی صف فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ اس کی کیا فضیلت ہے تو تم اس کی طرف جلدی کرتے اور ایک شخص کی نماز دوسرے شخص کے ساتھ مل کر پڑھنا تنہا پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ مل کر پڑھنا ایک کے ساتھ پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو زیادہ ہو تو یہ اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

دو نمازی جماعت سے نماز پڑھیں: -عن ابي موسي الاشعري قال قال رسول الله ﷺ اثنان فما فوقهما جماعةً۔ (ابن ماجه)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ دو اور اس سے زیادہ جماعت ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں علماء نے فرمایا کہ جماعت واجب ہے چنانچہ بہارِ شریعت میں درمختار کے حوالے سے ہے "عاقل و بالغ ہر قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک

کرے تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے"۔ (بہار شریعت)

ترکِ جماعت کے اعذار

سردی، آندھی، بارش: - عن ابن عمر انہ اذن بالصلوٰۃ في ليلة ذات برد وريح ثم قال الا صلوا في الرحال ثم قال ان رسول اللہ ﷺ كان يامر المؤذن اذا كانت ليلةٌ ذات برد و مطر يقول الا صلو في الرحال۔ (بخاري۔ مسلم)
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سردی اور آندھی والی رات نماز کے لئے اذان دی پھر فرمایا تم گھروں میں نماز پڑھ لو پھر فرمایا کہ جب سردی اور بارش والی رات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موذن کو حکم دیتے وہ کہتا نماز گھروں میں پڑھ لو۔

بھوک میں کھانا موجود ہوتے ہوئے: - عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا وضع عشاء احد كم واقيمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء ولا يعجل حتي يفرغ منہ وكان ابن عمر يوضع لہ الطعام ويقام الصلوٰۃ فلا ياتيها حتي يفرغ منہ وانہ ليسمع قراۃ الامام۔ (بخاري۔ مسلم)
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا رکھا جائے اور جماعت کھڑی ہو جائے تو تم ابداء کھانے سے کرو اور وہ جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو لے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب کھانا رکھا جاتا اور نماز کھڑی ہو جاتی تو آپ جماعت کی طرف نہ جاتے یہاں تک کہ (کھانے) سے فارغ ہو جاتے اور امام کی قرآت سنتے رہتے۔

پاخانہ و پیشاب کی شدت کے وقت: - عن عائشة انها قالت

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام ولا ھو یدافعہ الاخبثان۔ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے کہ کھانے کے موجود ہوتے نماز (کامل) نہیں ہوتی اور نہ ہی اس وقت جب دو ناپاک چیزیں (پاخانہ و پیشاب) شدت سے تقاضا کر رہی ہوں۔

علاوہ ازیں ابوداؤد اور دار قطنی کی وہ حدیث ہم پہلے نقل کر چکے ہیں جس میں ترکِ جماعت کے لئے مرض اور خوف کو عذر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل لوگوں پر جماعت میں شرکت واجب نہیں۔

(1)مریض جسے مسجد تک پہنچنے میں مشقت ہو۔ (2)اپاہج۔ (3)جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔ (4)جس پر فالج گرا ہو۔ (5)بوڑھا جو مسجد تک جانے سے عاجز ہو۔ (6) اندھا ہو۔ (7)سخت بارش یا شدید کیچڑ ہو۔ (8)سخت سردی ہو۔ (9)سخت تاریکی ہو۔ (10) آندھی ہو۔ (11) مال یا کسی چیز کے تلف ہو جانے کا خوف ہو۔ (12) قرض خواہ کا خوف ہو اور یہ تنگ دست ہو۔ (13)ظالم کا خوف ہو۔ (14)قافلے کے چلے جانے کا خوف۔ (15)پاخانہ، پیشاب یا ریاح کی شدید حاجت ہو۔ (16)مریض کی تیمارداری کر رہا ہو اور اندیشہ ہو کہ اس کے جانے سے مریض کو تکلیف ہو گی۔

عورتوں کے لئے جماعت میں شامل ہونا واجب نہیں :-

خواتین پر جماعت میں شرکت واجب نہیں بلکہ ان کی نماز گھر میں افضل ہے جیسا کہ ہم ابوداؤد شریف کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی وہ حدیث نقل کر چکے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے لئے دالان میں نماز پڑھنے کو صحن میں پڑھنے سے افضل اور کوٹھری میں پڑھنے کو دالان میں پڑھنے سے افضل قرار دیا ہے۔

لیکن اگر عورت پردہ کا اہتمام کرے، زینت نہ کرے، راستہ یا مسجد میں مرد و زن کا اختلاط نہ ہو اور نہ ہی کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو عورت کو مسجد میں جانے کی ممانعت نہیں ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللهﷺ اذا استاذنت امراة احدکم الي المسجد فلا یمنعنھا۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے ہرگز منع نہ کرے۔

اور اگر مذکورہ بالا شرائط و حالات میسر نہ ہوں جیسا کہ اس پر فتن دور میں ہے تو پھر عورتوں کو مسجد آنے سے منع کرنا ہی منشاء احکامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔

عن عائشة قالت لو ادرك رسول اللهﷺ ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بني اسرائیل۔ (بخاري شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پا لیتے جو کچھ عورتوں نے اب ایجاد کر رکھا ہے تو آپ انہیں مسجد آنے سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔

اندازہ لگائیے یہ تو اس دور کی بات ہے جب صحابہ و صحابیات بھی موجود تھیں تب یہ حالت ہو چکی تھی کہ مزاج شناسِ رسول اور فقیہۂ امت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا محسوس فرمانے لگیں کہ اب عورتوں کا مسجد میں آنا فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا نہیں رہا۔ رہا ہمارا دور یہ تو محتاج بیان نہیں۔

تاہم بایں ہمہ ہم سب کا یہ فرض دینی ہے کہ اس پر مطمئن ہو جانے کی بجائے ماحول کو دینی بنائیں اور وہ عورت دینی مجالس میں شریک ہو سکے جو معاشرہ کی تربیت گاہ اول ہے اللہ تعالیٰ ایسا پاک معاشرہ بنانے کی توفیق دے آمین۔

صفوں کا بیان

صفوں کو سیدھا کرنے کا حکم: -عن انس قال اقیمت الصلوٰۃ فاقبل علینا رسول اللہ ﷺ بوجھہ فقال اقیموا صفوفکم و تراصوا فانی اراکم من وراء ظھری۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نماز قائم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چہرہ اقدس سے ہماری طرف متوجہ ہوئے فرمایا اپنی صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہو اس لئے کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ (مبارک) کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

اختلافِ صفوف کا نتیجہ اختلافِ قلوب: -عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول اللہ ﷺ یمسح مناکبنا فی الصلوٰۃ ویقول استووا ولاتختلفوا فتختلف قلوبکم لیلنی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم قال ابو مسعود فانتم الیوم اشد اختلافاً۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے (سیدھا کرتے) اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ اور مختلف نہ ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ تم میں سے حلم و عقل والے میرے قریب ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں پھر حضرت ابو مسعود نے فرمایا کہ آج تم زیادہ اختلاف میں ہو۔

خالی جگہوں میں شیطان داخل ہوتا ہے: -عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ رصوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانھا الحذف۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی صفیں ملایا کرو اور انہیں قریب رکھا کرو اور گردنیں برابر رکھا کرو پس قسم ہے اللہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کے درمیان خالی جگہوں میں داخل ہوتا ہے جیسے بکری کا بچہ۔

پہلی صفوں کو مکمل کرنے کا حکم:- عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ اتموا الصف المقدم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے پہلی صف مکمل کرو پھر وہ جو اس کے قریب ہے تاکہ جو کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہو۔

صف مکمل کرنے کا ثواب:- عن البراء بن عازب قال كان رسول اللہ ﷺ يقول ان الله و ملائكته يصلون علي الذين يلون الصفوف الاولیٰ ما من خطوة احب الي الله من خطوة يمشيها يصل بها صفاً۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں جو پہلی صفوں کو ملائیں۔ اور اللہ کو پسند اس قدم سے بہتر کوئی قدم نہیں جو اس لئے چلا کہ صف کو ملائے۔

صف ملانے والے کو اللہ ملاتا ہے:- عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسروا الخلل ولينوا بايدي اخوانكم ولا تذروا فرجات الشيطان ومن وصل صفاً وصله الله ومن قطعه قطعه الله۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کرو، کندھے برابر رکھو، خالی جگہیں بند کرو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، شیطان کے لئے خالی جگہیں نہ چھوڑو اور جو شخص

صف کو ملائے اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے اور جو صف کو قطع کرے اللہ تعالیٰ اسے قطع کرتا ہے۔

پہلی صف کی فضیلت:-عن ابي امامة قال قال رسول اللهﷺ ان الله و ملائكته يصلون علي الصف الاول قالوا يارسول الله وعلي الثاني قال ان الله و ملائكته يصلون علي الصف الاول قالو يارسول الله وعلي الثاني قال ان الله و ملائكته يصلون علي الصف الاول قالو يارسول الله وعلي الثاني قال وعلي الثاني۔ الحديث۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمتیں بھیجتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسری پر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمتیں بھیجتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اور دوسری پر فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمتیں بھیجتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اور دوسری پر فرمایا اور دوسری پر بھی۔

صفِ اول سے پیچھے رہنے پر وعید:-عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول اللهﷺ لا يزال قوم يتاخرون عن الصف الاول حتي يوخرهم الله في النار۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ پہلی صف سے پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے آگ میں کر دے گا۔

عورتوں کی پچھلی صف بہتر ہے:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ خير صفوف الرجال اولها و شرها آخرها وخير صفوف النساء آخرها وشرها اولها۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا مردوں کی صفوں میں سے بہترین پہلی صف ہے اور کمترین آخری ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے بہترین آخری صف ہے اور کمترین ان کی پہلی صف ہے۔

دائیں کھڑے ہونے کی فضیلت:-عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول اللهﷺ ان الله و ملائكته يصلون علي ميامن الصفوف ۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں طرف پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

واضح رہے کہ دائیں طرف کھڑے ہوے کا یہ ثواب اس وقت ہے جب امام کے دونوں طرف صف برابر اور متوازن ہو امام درمیان میں ہو۔ ورنہ جس طرف نمازی کم ہوں اسی طرف کھڑا ہونا باعثِ اجر ہے اس لئے کہ امام کے درمیان میں ہونے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔

عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ توسطواالامام وسدوا الخلل۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام کو درمیان میں رکھو اور خالی جگہیں بند کرو۔

بلکہ طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو شخص مسجد کی بائیں جانب کو اس لئے آباد کرے کہ ادھر لوگ کم ہیں اسے دوگنا ثواب ہے۔

دو یا زیادہ مقتدی پیچھے کھڑے ہوں:-عن سمرة بن جندب قال امرنا رسول اللهﷺ اذا كنا ثلاثة اَن يتقدمنا احدنا۔ (ترمذي شريف)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم تین ہوں تو ہم میں سے ایک ہمارے آگے کھڑا ہو۔

اکیلا مقتدی امام کے دائیں کھڑا ہو:-عن عبداللّٰہ بن عباس قال بت في بيت خالتي ميمونه فقامَ رسول اللہ ﷺ يصلي فقمت عن يساره فاخذ بيدي من وراء ظهره فعدلني كذالك من وراء ظهره الي الشق الايمن۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر رات بسر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے گھماتے ہوئے مجھے دائیں طرف کر دیا۔

دوسرا مقتدی آئے تو پیچھے ہٹ جائیں:-عن جابر قال قام رسول اللہ ﷺ ليصلي فجئت حتي قمت عن يساره فاخذ بيدي فادارني حتي اقامني عن يمينه ثم جاء جبار بن صخرٍ فقام عن يسار رسول اللہ ﷺ فاخذ بيدينا جميعاً فدفعنا حتي اقامنا خلفه۔ (مسلم شريف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آیا اور آپ کے بائیں کھڑا ہو گیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنے دائیں کھڑا کر دیا پھر جبار بن صخر آگئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں کھڑے ہو گئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھوں کو پکڑ کر دھکیلا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔

صفوں کی ترتیب:-عن ابي مالك الاشعري انه قال يامعشر الاشعريين اجتمعوا واجمعوا نساء كم وابناء كم حتي اريكم صلوٰة رسول اللہ ﷺ فاجتمعوا و جمعوا ابناء هم و نساء هم ثم توضا واراهم كيف يتوضا ثم تقدم فصف الرجال في ادنيٰ الصف وصف الولدان خلفهم وصف النساء

خلف الصبيان۔ الحديث (احمد۔ ابن ابي شيبه)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اے اشعریوں کی جماعت! تم اکٹھے ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو اکٹھا کر لو تاکہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دکھاؤں۔ پس وہ جمع ہو گئے اور انہوں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو جمع کیا۔ پھر حضرت ابو مالک نے وضو کیا اور انہیں دکھایا کہ آپ کیسے وضو فرماتے پھر آگے بڑھے پس قریبی صف میں مردوں کی صف بنائی۔ بچوں کی صف ان کے پیچھے بنائی اور عورتوں کی صف بچوں کی صف کے پیچھے بنائی۔

واضح رہے کہ علماء نے فرمایا کہ اگر مخنث بھی ہوں تو وہ بچوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان صف بنائیں۔

اکیلا بچہ مردوں کی صف میں شامل ہوجائے:- دو یا دو سے زیادہ بچے ہوں پھر تو ظاہر ہے کہ جماعت ہونے کی بناء پر وہ الگ اپنی صف بنائیں گے لیکن اگر بچہ ایک ہی ہے تو وہ مردوں کی صف میں شامل ہو جائے چنانچہ حدیث میں ہے۔

عن انسٍ قال صليت انا ويتيم في بيتنا خلف النبي ﷺ وامي خلفنا ام سليم۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اور ایک یتیم نے ہمارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اگرچہ اکیلی ہو تب بھی وہ الگ اپنی صف بنائے اور کسی صورت میں بھی اس کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں۔ خواہ مرد اکیلا مقتدی ہی کیوں نہ ہو۔

عن انس ان النبي ﷺ صلي به وبامه او خالته قال فاقامني عن يمينه واقام المراة خلفنا۔ (مسلم۔ مشكوٰة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ان کی والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

امامت کا بیان

اہلِ علم و فضل امامت کے زیاد حقدار ہیں:- عن ابي موسيٰ قال مرض النبي ﷺ فاشتد مرضه فقال مروا ابابكر فليصل بالناس قالت عائشة انه رجل رقيق اذا قام مقامك لم يستطع ان يصلي بالناس فقال مري ابابكر فليصل بالناس فعادت فقال مري ابابكر فليصل بالناس فانكن صواحب يوسف فاتاه الرسول فصلي بالناس في حيوة النبي ﷺ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدید ہو گئی آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی بات دہرائی تو فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو صاحباتِ یوسف ہو پس حضرت ابوبکر کے پاس قاصد آیا تو انہوں نے آپ کی زندگی میں ہی لوگوں کو نماز پڑھائی۔

امامت کے زیادہ حقدار:- عن ابي مسعود قال قال رسول الله ﷺ يؤم القوم اقرؤهم لكتاب الله فان كانوا في القراة سواء فاعلمهم بالسنة فان كانوا في السنة سواء فاقدمهم هجرةً فان كانوا في الهجرة سواءً فاقدمهم سناً۔ الحديث۔ (مسلم شريف)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کا زیادہ پڑھنے والا ہو اگر قرات میں سب برابر ہوں تو پھر سنت کا سب سے زیادہ جاننے والا اگر سنت میں

بنی سب برابر ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا اور اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو ان میں سے عمر رسیدہ امامت کرے۔

واضح رہے کہ اس حدیث میں جو ترتیب ہے یہ عالم وفقیہ کے بعد کی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابیؓ رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم دیا حالانکہ آپ کا فرمان ہے اقراؤکم ابي: یعنی ابیؓ تم میں سب سے بڑے قاری ہیں۔ لیکن آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم فرمایا اس لئے کہ آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ عالم وفقیہ تھے چنانچہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کان ابوبکر اعلمنا: یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بڑے عالم تھے پس واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام میں ایک فقیہ وعالم کو قاری پر مقدم فرمایا۔

امام ناپسندیدہ شخص نہ ہو: -عن ابي امامة قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة لا تجاوز صلوتهم اذانهم العبد الابق حتي يرجع وامراة باتت وزوجها عليها ساخطٌ وامام قومٍ وهم له كارهون۔ (ترمذي۔ مشكوة)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) ایک بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آئے۔ دوسری وہ عورت جس نے رات اس حال میں گزاری کہ خاوند اس سے ناراض تھا تیسرا وہ امام جسے قوم ناپسند کرتی ہو۔

امامت کے اہل نایاب ہو جائیں گے: -عن سلامة بنت الحر قالت قال رسول الله ﷺ ان من اشراط الساعة ان يتدافع اهل المسجد لا يجدون اماما يصلي بهم۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجه)

حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ

بھی ہے کہ مسجد والے امامت سے جی چرائیں گے اور انہیں کوئی امام نہیں ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔

انتباہ: - اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ امامت انتہائی اہم معاملہ ہے ہر کس و ناکس امام بننے کا اہل نہیں ورنہ نمازیوں میں سے امام نہ ملنے کا کیا مفہوم؟ پس احادیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ امام اہل ہونا چاہیئے اس لئے کہ وہ تمام جماعت کا ضامن ہوتا ہے۔ لہذا فاسق انسان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر مجبوری اور اکراہ کا معاملہ ہو تو فاجر کے پیچھے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے حدیث میں جو ارشاد ہوا کہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو اس کا مفہوم یہی ہے ورنہ کسی طرح بھی برضا و رغبت ایک فاسق و فاجر انسان مصلائے امامت پر کھڑا کرنے کے قابل نہیں۔

بدمذہب کی امامت ناجائز ہے: - عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عز و جل اختار لي اصحاباً فجعلهم اصحابي و اصهاري و انصاري و سيجئي من بعدهم قوم ينقصونهم ويسبونهم فان ادركتموهم فلا تناكحوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم۔ (دار قطنی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اصحاب چنے تو انہیں میرے رفیق، میرے خسرالی اور میرے مددگار بنایا اور عنقریب ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے کہ ان کی شان گھٹائیں گے اور انہیں برا کہیں گے تم انہیں پاؤ تو ان سے شادی بیاہت نہ کرو، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو۔ نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو۔

بدمذہب کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا: - عن حذيفة عن النبي ﷺ قال ان اللہ لا يقبل لصاحب بدعة صوماً ولا صلوٰةً ولا زكوٰةً ولا حجاً ولا عمرةً ولا جهاداً ولا صرفاً ولا عدلاً يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة

من العجين۔ (ابن ماجہ۔ بیہقي۔ دیلمي)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نہ نماز قبول کرے نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ نفل، نہ فرض، بدمذہب اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

نابینا کی امامت:-نابینا اگر اپنی اور لباس کی طہارت کا خیال رکھنے والا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔

عن انس قال استخلف رسول اللہ ﷺ ابن ام مکتوم یؤم الناس وھو اعمیٰ۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ کے موقع پر) ابن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا وہ لوگوں کی امامت کرتے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

امامت میزبان کا حق ہے:- عن ابي عطیة العقیلي قال کان مالك بن الحویرث یاتینا الي مصلانا یتحدث فحضرت الصلوٰۃ یوماً قال ابو عطیة فقلنا لہ تقدم فصلہ قال لنا قدموا رجلاً منکم یصلي بکم و ساحدثکم لم لا اصلي بکم سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من زار قوماً فلا یؤمھم ولیؤمھم رجل منھم۔ (ابو داؤد۔ ترمذي)

حضرت ابو عطیہ عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت مالک بن حویرث (صحابی) ہمارے ہاں مسجد میں آتے تھے اور حدیث بیان کرتے تھے ایک دن نماز کا وقت ہو گیا تو ہم نے کہا کہ آگے بڑھیے اور نماز پڑھایئے انہوں نے فرمایا اپنے کسی شخص کو آگے بڑھاؤ جو تمہیں نماز پڑھائے اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیوں نماز تمہیں نہیں پڑھاتا۔ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے جو کسی قوم کے پاس جائے تو ان کی امامت نہ کرے اور انہیں میں سے کوئی

شخص ان کی امامت کرے۔

عورت کی امامت:- اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی البتہ اگر خالص عورتوں کی جماعت ہو تو اگرچہ علماء نے اسے مکروہ لکھا ہے تاہم عورت ان کی امامت کر سکتی ہے۔ اور اس وقت وہ صف کے آگے کھڑی ہونے کی بجائے صف کے درمیان میں کھڑی ہو۔

عن عائشة انها كانت تؤذن و تقيم و تؤم النساء فتقوم وسطهن۔ (مستدرك حاكم)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اذان دیتی تھیں اقامت کہتی تھیں اور عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

علاوہ ازیں نابالغ بالغین کا امام نہیں بن سکتا خواہ فرض ہو یا سنت۔ واجب ہو یا نفل اسی طرح صاحبِ عذر بھی صحیح لوگوں یا اپنے سے کم عذر والوں کی امامت کرنے کا اہل نہیں اس لئے کہ امام ضامن ہوتا ہے جبکہ یہ ضامن نہیں بن سکتا اس لئے کہ اس کا اپنا حال کمتر ہے۔

امام تخفیف کرے:-عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلي احدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير واذا صلي لنفسه فليطول ماشاء۔ (بخاري۔ مسلم)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیئے کہ تخفیف کرے اس لئے کہ ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے سبھی ہوتے ہیں اور جب اپنی (تنہا) نماز پڑھے تو جتنا چاہے طویل کرے۔

بلکہ بخاری وغیرہ میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلم طویل نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر تخفیف کر دیتے تاکہ اس کی والدہ کو تکلیف نہ ہو۔

مقتدی کا بیان

اقتداء و اتباع: -عن عائشة ام المؤمنين انها قالت صلي رسول اللہ ﷺ في بيته وهو شاك فصلي جالساً وصلي و راءه قومٌ قياماً فاشار اليهم ان اجلسوا فلما انصرف قال انما جعل الامام ليؤتم به فاذا ركع فاركعوا واذا رفع فارفعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولو ربنا ولك الحمد واذا صلي جالساًفصلوا جلوساًاجمعون۔ (بخاري شريف)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی وجہ سے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی تو لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے لگے آپ نے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ فرمایا پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے تو سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربناولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب بیٹھ کر پڑھو۔

تفہیم: - مذکورہ بالا حدیث میں بیان فرمایا گیا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور حضور علیہ السلام نے آخری مرض میں جب امامت فرمائی تو آپ بیٹھے تھے جبکہ صحابہ کرام کھڑے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے: قال الحميدي قوله واذا صلي جالساً فصلوا جلوساً هو في مرضه القديم ثم صلي بعد ذلك النبي ﷺ جالسا والناس خلفه قيامٌ لم يامرهم بالقعود وانما يوخذ بالاخر فالاخر من فعل النبي ﷺ (بخاري شريف) یعنی حمیدی نے فرمایا کہ آپ کا یہ فرمان کہ جب امام بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو یہ آپ کے پہلے مرض کا واقعہ تھا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تو لوگ آپ کے پیچھے کھڑے رہے۔ آپ نے انہیں بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا اور ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری سے آخری فعل کو لیا جاتا ہے۔

امام سے اختلاف نہ کرے:- عن ابي هريرة ان رسول اللهﷺ قال انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه۔ الحديث۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک امام اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اتباع کی جائے پس تم اس سے اختلاف نہ کرو (یعنی جو رکن وہ ادا کر رہا ہو تم بھی وہی ادا کرو)

امام پر سبقت نہ کرے:- عن انس قال صلي بنا رسول اللهﷺ ذات يوم فلما قضيٰ صلوٰته اقبل علينا بوجهه فقال ايها الناس اني امامكم فلا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالانصراف فاني اراكم امامي ومن خلفي۔ (مسلم۔ مشكوٰة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں پس تم مجھ پر سبقت نہ کرو نہ رکوع میں، نہ سجدہ میں، نہ قیام میں اور نہ ہی نماز ختم کرنے میں بے شک میں تمہیں آگے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی۔

سبقت پر وعید:- عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ اما يخشي الذي يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کیا وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔

امام کے پیچھے قرات نہ کرے:- امام کے پیچھے قرات بالکل جائز نہیں نہ سورۃ فاتحہ اور نہ ہی کوئی اور سورت خواہ نماز سری ہو یا جہری ہو۔ یہی قرآن، حدیث، آثارِ صحابہ اور عقلی دلائل کا تقاضا ہے۔

حکم قرآن:- واذا قري القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔ (القرآن)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفہیم:- واضح رہے کہ اس آیت کا نزول اور تعلق نماز سے ہے چنانچہ امام بیہقی نے حضرت مجاہد سے یوں روایت کیا کہ:

کان رسول اللہ ﷺ یقرا في الصلوٰۃ فسمع قراۃ فتي من الانصار فنزلت واذا قري القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرات فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک انصاری نوجوان کی قرات سنی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اسی طرح امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرۃ اور معاویہ بن قرۃ سے بھی روایت کیا کہ اس آیت کا شان نزولِ نماز سے متعلق ہے بلکہ اس پر امت کا اجماع بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ بیہقی ہی نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

اجمع الناس علي ان هذہٖ لاية في الصلوٰة۔ یعنی تمام لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے۔

پس جب یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اس آیت کا تعلق نماز سے ہے بلکہ قرات خلف الامام سے ہے تو اندازہ کیجئے کہ کیسے واضح غیر مبہم اور صریح الفاظ میں قرآن سننے اور امام کے پیچھے خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور چونکہ قرآنی عبارت میں قرات مطلق بیان ہوئی ہے لہذا جہری اور سری دونوں صورتوں میں خاموش رہنا لازم ہے۔

لیکن ظاہربینوں کو کیا معلوم کہ حکمِ قرآن کے اطلاق کے مقابلے میں ایک غیر صحیح حدیث کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ قطعی الثبوت اور ظنی الثبوت میں کیا فرق ہوتا ہے۔ انہیں تو شاید اتنا بھی معلوم نہیں کہ دلیل کا معارضہ اس جیسی دلیل سے ہوتا ہے اس سے کمتر سے نہیں۔ جبکہ اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ قرآن کے مقابلہ میں حدیث کی حیثیت ثانوی ہے اور وہ کسی طرح بھی قرآن کے معارض نہیں ہو سکتی۔

پس ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اگر قراۃ خلف الامام کے قائلین کے پاس قرآنی دلیل کا کوئی قرآنی جواب ہے تو پیش کریں ورنہ خلوصِ دل سے اللہ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے قراۃ خلف الامام سے باز آئیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کو ایک ایسی حدیث کی وجہ سے جس کی صحت ہی مشکوک ہے چھوڑنے کے نتائج کا ادراک کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر قراۃ خلف الامام کے ترک پر اور کوئی دلیل نہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی سب سے بڑی اور کافی دلیل ہے جس کا معارضہ نہ ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں تو احادیث اور آثار صحابہ بھی ببانگ دہل اعلان فرما رہے ہیں کہ امام کے پیچھے قرات نہیں ہے۔

پہلی حدیث:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام ليوتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرا فانصتوا۔ (ابوداود۔ نسائي۔ ابن ماجه)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

امام مسلم نے صحیح مسلم کے باب "التشہد فی الصلوۃ" میں اس حدیث کے متعلق فرمایا: هو عندي صحيح۔ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے پس امام ابوداؤد کا اسے غیر محفوظ کہنا مذہبی تعصب کے سوا کچھ نہیں اس لئے کہ یہ جرح غیر واضح اور مبہم ہے جو مردود ہے جب تمام رواۃ ثقہ ہیں اور ثقہ کی جانب سے اضافہ بالاجماع مقبول ہوتا ہے تو پھر یہ غیر محفوظ محض اس لئے ہو گیا کہ آپ کے مذہب کے مطابق نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسری حدیث:- عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ انصرف من صلوة جهر فيها بالقراة فقال هل قرامعي احدمنكم انفاً فقال رجل نعم يا رسول الله قال اني اقول مالي انازع القرآن قال فانتهي الناس عن القراة مع رسول الله ﷺ فيما جهر فيه بالقراة من الصلوات حين سمعوا ذلك من رسول الله ﷺ ۔ (

مالك۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذي۔ نسائي)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ نے بلند آواز سے قرات فرمائی تو فرمایا کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ پڑھا تھا ایک شخص نے کہا جی ہاں فرمایا میں بھی کہوں کہ کیوں میرے قرآن پڑھنے میں مداخلت ہو رہی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (جیسا کہ امام ابوداؤد کی روایت میں ہے) کہ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا تو ان نمازوں میں آپ کے ساتھ قرات چھوڑ دی جن میں آپ جہر فرماتے تھے۔

تیسری حدیث:۔عن عمران بن حصين ان نبي الله ﷺ صلي بهم الظهر فلما انفتل قال ايكم قرا سبح اسم ربك الاعلي فقال رجل انا فقال علمت ان بعضكم خالجنيها۔ (ابوداؤد۔ نسائي)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے سبح اسم ربك الاعلي پڑھی ایک شخص نے کہا میں نے پڑھی فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض لوگ قرات میں مجھ سے تنازعہ کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ آپ نے امام کے پیچھے قرات کرنے پر انکار فرمایا وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ یہ منازعہ جہری نماز سے مخصوص نہیں بلکہ سری میں بھی ممکن بلکہ واقع ہے لہذا کسی نماز میں بھی قرات جائز نہیں اس لئے کہ یہ نمازِ ظہر تھی۔

چوتھی حدیث:۔عن ابي الدرداء يقول سئل رسول الله ﷺ افي كل صلوٰة قراة قال نعم قال رجل من الانصار وجبت هذه فالتفت الي وكنت اقرب القوم منه فقال ماري الامام اذا ام القوم الا قد كفاهم۔ (نسائي شريف)

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کیا ہر نماز میں قراۃ ہے فرمایا جی ہاں ۔ انصار میں سے

ایک شخص نے کہا یہ واجب ہو گئی تو آپ میری جانب متوجہ ہوئے اور میں سب سے زیادہ آپ کے قریب تھا فرمایا جب امام کسی قوم کی امامت کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ انہیں کفایت کرتا ہے۔ (یعنی انہیں قرات کرنے کی ضرورت نہیں)

نوٹ: نسائی کا اسے موقوف قرار دینا بلا دلیل ہے۔

پانچویں حدیث:-عن جابر بن عبداللہ عن النبیﷺ انہ قال من صلي رکعۃ فلم یقرافیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام۔ (طحاوي شریف)
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز پڑھی پس اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز (کامل) نہیں مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے موقوفاً روایت کیا اور فرمایا: ھذا حدیث حسن صحیحٌ۔ (ترمذي) یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

چھٹی حدیث:-عن انس قال صلي رسول اللہﷺ ثم اقبل بوجھہ فقال اتقرؤن والامام یقرا فسکتوا فسالھم ثلثاً فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا۔ (طحاوي شریف)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی پھر اپنے چہرہ انور کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا امام کے قرات کرتے ہوئے تم بھی قرات کرتے ہو صحابہ کرام خاموش رہے آپ نے تین مرتبہ یہی سوال فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا جی ہاں ہم بھی کرتے ہیں فرمایا پس تم ایسا نہ کیا کرو۔

ساتویں حدیث:-عن جابر قال قال رسول اللہﷺ من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ۔ (ابن ماجہ۔ ابن ابي شیبہ)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قرات اس کی قرات ہے۔

ابن ماجہ کی روایت کی سند میں جابر جعفی ہے جسے محدثین نے ضعیف قرار دیاہے لیکن یہاں ابن ماجہ کی روایت کا دارومدار صرف اس پر نہیں بلکہ ابوالزبیر نے بھی حضرت جابر سے روایت کیا چنانچہ سند میں یوں ہے عن جابر و عن الزبیر عن جابر۔ یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والا اکیلا جعفی نہیں بلکہ ابوالزبیر بھی ہے جبکہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند تو مکمل ثقات پر مبنی ہے چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: حدثنا مالك بن اسمعيل عن حسن بن صالح عن ابي الزبير عن جابر عن النبي۔یہ سند بالکل صحیح ہے اس میں ایک راوی بھی مجروح نہیں اس حدیث کو امام احمد، دارقطنی، بیہقی، ابونعیم، طحاوی، امام محمد، ابن عدی اور حاکم نے بھی روایت کیا۔ علاوہ ازیں یہی حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے چنانچہ ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی نے اوسط میں اسے روایت کیا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ حدیث امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم محدث افخم حضرت امام ابو حنیفہ سے ایسی سند سے مروی ہے جسے ابن منیع اور ابن الھمام وغیرہ نے صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے چنانچہ موطا امام محمد میں ہے۔

اخبرنا ابوحنيفة قال حدثنا ابوالحسن موسيٰ بن ابي عائشة عن عبدالله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبدالله عن النبي انه قال من صلي خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة۔ (مؤطا امام محمد)

ہمیں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ ہم سے ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشہ نے حدیث بیان کی انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد سے روایت کیا انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ سے روایت کیا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات ہی اس کی قرات ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی اگرچہ امام کے پیچھے خاموش رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی نماز شرعاً قرات کے ساتھ ہی شمار ہوتی ہے اس لئے کہ امام

کی قرات اس کی قرات ہے۔

صحابہ کرام کے فتاویٰ

صحابہ کرام کی اکثریت کا مذہب یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرات نہ کی جائے حتی کہ صاحب ہدایہ نے اس پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے ذیل میں ہم کچھ صحابہ کرام کے فتاویٰ نقل کرتے ہی۔

زید بن ثابت:-عن عطاء بن يسار انه سال زيد بن ثابت عن القراة مع الامام فقال لا قراة مع الامام في شئي الخ (مسلم شريف باب سجود التلاوة)
حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے ساتھ قرات کرنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا امام کے ساتھ بالکل قرات نہیں کسی بھی نماز میں۔

حضرت جابر بن عبداللہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بعینہ انہیں الفاظ پر مشتمل ہے جو ہم نے پانچویں حدیث کے عنوان سے ذکر کئے ہیں۔ آپ کا فتویٰ امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر:-عن نافع ان عبدالله بن عمر كان اذا سئل هل يقرا احد خلف الامام قال اذا صلي احدكم خلف الامام فحسبه قراة الامام واذا صلي وحده فليقرا قال وكان عبدالله بن عمر لا يقرا خلف الامام۔ (مالك۔بيهقي۔طحاوي۔محمد)
حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب سوال کیا جاتا کہ کیا کوئی امام کے پیچھے قرات کرے؟ تو آپ فرماتے جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسے کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے تو قرات کرے۔ حضرت نافع نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود:- عن ابي وائل ان رجلاً سال ابن مسعود عن القراة خلف الامام فقال انصت للقرآن فان في الصلوٰة شغلا وسيكفيك ذاك الامام۔ (بيهقي ۔ محمد ۔ طحاوي شريف)

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قرات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا قرآن کے لئے خاموش رہو اس لئے کہ نماز میں مشغولیت ہے اور یہ امام تمہیں کافی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت فاروقِ اعظم نے فرمایا کاش اس شخص کے منہ میں پتھر ہوں جو امام کے پیچھے قرات کرے۔ (عبدالرزاق ۔ موطا محمد)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرات کرے میں چاہتاہوں اس کے منہ میں انگارا ہو۔ (موطا محمد۔ مصنف عبدالرزاق)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا امام کی موجودگی میں قرات کی جائے فرمایا نہیں (طحاوی شریف)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو امام کے پیچھے قرات کرے اس نے فطرت سے خطاء کی (ابن ابی شیبہ ۔ عبدالرزاق)

یہ ہے خلاصہ ان دلائل نقلیہ کا جن کی بناء پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں قرات بالکل جائز نہیں نہ فاتحہ کی نہ کسی اور سورت کی۔

اس کے مقابلہ میں غیر مقلدین حضرات کی کل کائنات صرف دو احادیث ہیں جن میں سے ایک تو صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا فتویٰ ہے اور جس کے الفاظ بھی یہ ہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ دل میں پڑھو یعنی زبان سے پڑھنے کا فتویٰ انہوں نے بھی نہیں دیا بلکہ دل میں تدبر اور تفکر کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ ہمارے نزدیک بھی جائز ہے دوسری وہ حدیث عبادہ بن صامت ہے جو ان حضرات کی اصل مستدل ہے لیکن اس حدیث کی فنی پوزیشن یہ ہے کہ اس کی دو سندوں میں سے ایک سند میں ایک مجہول راوی ہے اور دوسری سند میں محمد بن اسحاق ہے جو

مختلف فیہ ہے لیکن اس کے مدلس ہونے پر اجماع ہے اور اس کی یہ روایت معنعن ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مدلس جب معنعن روایت کرے تو اس کی فنی حیثیت کیا ہوتی ہے ہر ذی علم جانتا ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار نہیں دیا بلکہ اس کے زیادہ سے زیادہ حسن ہونے کا قول کیا لیکن فرمایا اس کے مقابلے میں صحیح روایت دوسری ہے جس میں خلف الامام کا ذکر ہی نہیں ہے۔

پس اے قارئین گرامی! کیا ایک ایسی خبر واحد جو درجہ صحت کو بھی نہ پہنچی ہو وہ قرآن کی نص قطعی، احادیث صحیحہ کی معارض ہو سکتی ہے؟ کیا ایسا کوئی منصف مزاج انسان کہہ سکتا ہے نہیں ہر گز نہیں۔

یہ وہ صورت حال ہے جو خود غیر مقلدین کے ذہن میں بھی کھٹکتی ہے اس لئے اب وہ کہتے ہیں کہ امام کی قرات کے دوران پڑھنا جائز نہیں بلکہ امام کے سکتوں کے درمیان مقتدی پڑھے۔ ہم اس سلسلہ میں ان حضرات کی خدمت میں مودبانہ گذارش کریں گے کہ اگر سکتوں میں پڑھنے کے بارے میں کوئی ایک صحیح حدیث بھی ہے تو ہمیں آگاہ فرمائیں ورنہ خود ساختہ موقف اہلِ حدیث کہلانے والوں کو زیب نہیں دیتا۔ لہذا اب پیرانِ پیر کی دہائی دینے کی بجائے (حالانکہ آپ کے جس فرمان کا حوالہ دیا جاتا ہے اس میں خلف الامام کا ذکر نہیں) قرآن و سنت کے دلائل کو قبول کرتے ہوئے قرآن سے معارضہ چھوڑ دیں اور قرات خلف الامام ترک کر دیں۔

عقلی دلیل:- عقل و قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرات لازم نہیں۔ اس لئے کہ اس بات پر تمام علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوتا ہے اسے رکعت مل جاتی ہے حالانکہ اس نے قرات نہیں کی ہوتی۔

تو اس سے صاف واضح ہوا کہ مقتدی پر قرات واجب نہیں۔ چونکہ یہ دلیل ان حضرات کے لئے خطرناک تھی لہذا اب جدید غیر مقلدین نے تو رکوع میں ملنے والے کو رکعت مل جانے کا ہی انکار کر دیا ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں وہ رکعت اسے دوبارہ پڑھنی پڑے گی حالانکہ حدیث میں ارشاد ہے:

عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ اذا جئتم الي الصلوٰة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوه شئیاً ومن ادرك ركعة فقد ادرك الصلوٰة۔ (ابوداود۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم سجدہ کرو لیکن اسے شمار نہ کرو اور جس شخص نے رکوع پا لیا اس نے نماز (یعنی رکعت) کو پا لیا۔

اس حدیث کے بارے میں غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ جسے ایک رکعت ملے گی اس کو جماعت کا ثواب ملے گا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے جماعت کا ثواب تو اسے بھی ملتا ہے جو سجدہ میں شامل ہو اور اسے بھی جو قعدہ میں شامل ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جماعت کا ثواب تو اس کو بھی عطا فرماتا ہے جو جماعت ہو چکنے کے بعد پہنچا ہو اور جماعت میں شامل نہ ہو سکا ہو چنانچہ حدیث میں ہے:

عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ من توضا فاحسن وضوءه ثم راح فوجد الناس قدصلوا اعطاه الله مثل اجر من صلاها و حضرها لا ينقص ذلك من اجورهم شيئاً۔ (ابوداؤد۔ نسائي)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اپنے وضو کو بہترین کیا پھر وہ (مسجد کی طرف) چلا پس اس نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ نماز پڑھ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس شخص جیسا ثواب عطا فرماتا ہے جو جماعت میں حاضر ہو اور نماز پڑھی اور اس سے ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

پس واضح ہوا کہ اجماع علماء بھی یہی ہے اور تقاضائے احادیث بھی یہی کہ رکوع میں شامل ہونے والے کو رکعت مل جاتی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مقتدی قرات کے فرض سے مستثنیٰ ہے۔

خلاصہ:- یہ ہے کہ قرآن کی نص صریح، احادیث مرفوعہ صحیحہ، اقوال صحابہ اور عقل کا تقاضا یہ ہے کہ امام کے پیچھے قرات نہیں ہے۔

استدراک:- کچھ علماء نے امام محمد رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت کی ہے کہ سری نمازوں میں فاتحہ مقتدی کے لئے جائز ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے اس وجہ سے بعض علماء احناف بھی غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں واضح طور پر تصریح فرمائی ہے کہ ان کا قول وہی ہے جو امام اعظم کا ہے پس تمام علماء احناف کا یہی مسلک ہے کہ امام کے پیچھے قرات جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے اس سلسلہ میں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام صرف تسمیع اور مقتدی صرف تحمید کہے:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا تبادروا الامام اذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد۔ (بخاري شريف۔ مسلم نحوه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امام پر سبقت نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔

انتباہ:- اس حدیث مبارک میں امام ومقتدی کے لئے واضح تعین کر دیا گیا ہے کہ کسے کیا کہنا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے گا۔ اور جن روایات میں دونوں کا ذکر ہے وہ منفرد کے بارے میں ہیں اس لئے کہ ان میں نہ جماعت کا ذکر ہے نہ امام کا اور نہ مقتدی کا پس منفرد تسمیع و تحمید دونوں کہے گا۔ امام صرف تسمیع اور مقتدی صرف تحمید۔

فرض و اقتداء میں تعارض :- مقتدی پر امام کی اتباع اور اقتداء واجب ہے لیکن اگر فرض یا واجب اور اقتداء میں تعارض ہو جائے تو فرض وواجب ادا کر کے اقتداء کی جائے اور اگر اقتداء اور سنت میں تعارض ہو تو سنت چھوڑ دی جائے اور امام کی اقتداء کی جائے۔

مقتدی کے لئے بھاگ کر شامل ہونا منع ہے:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقيمت الصلوٰة فلاتاتوها وانتم تسعون واتوها تمشون وعليكم السكينة فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا۔ (بخاري۔ مسلم وغيره)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نماز قائم کی جائے تو تم اس کے لئے بھاگتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ۔ پس جتنی پالو پڑھ لو اور جو گزر چکے وہ (بعد میں) مکمل کر لو۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد میں شامل ہونے والا مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز منفرد کی حیثیت سے پوری کرے گا البتہ قعدہ میں ان پہلی رکعتوں کا بھی اعتبار ہو گا جو امام کے ساتھ پڑھیں۔

تکرارِ صلوٰۃ

تمام نمازیں ایک دن میں صرف ایک ایک مرتبہ فرض ہیں لہذا جو شخص کوئی نماز ایک مرتبہ بنیت فرض ادا کر لے اور وہ نماز صحیح ادا ہو تو دوبارہ اس نماز کو بنیت فرض نہیں پڑھ سکتا۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث میں ہے:

عن سليمان مولیٰ ميمونة قال اتينا ابن عمر علي البلاط وهم يصلون فقلت الا تصلي معهم قال قد صليت واني سمعت رسول الله يقول لا تصلوا صلوٰةً في يوم مرتين۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائي۔ مشكوٰة)

حضرت میمونہ کے غلام سلیمان سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم مقامِ بلاط پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا کہ آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے؟ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نماز پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے سنا آپ نے فرمایا ایک دن میں ایک نماز دو مرتبہ نہ پڑھو۔

پس جب ایک نماز دو مرتبہ پڑھنے سے واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا تو بعض صحابہ کرام سے مروی ان احادیث کا مفہوم جن میں مذکور ہے کہ پہلے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے اور پھر جا کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے صرف یہ ہے کہ وہ صحابہ حصولِ برکت کے لئے پہلے بنیت نفل آپ کی اقتداء کر لیتے اور پھر جا کر اپنی قوم کو فرض کی نیت سے فرض پڑھاتے۔ یہی مفہوم متعین ہے اور اس کے علاوہ کوئی مفہوم صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اگر اس کا عکس مراد لیا جائے یعنی یہ کہ وہ پہلے فرض آپ کے ساتھ پڑھتے اور پھر بنیت نفل قوم کو فرض پڑھاتے تو یہ صحیح نہیں اس لئے کہ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کا امام نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ضامن ہونے کا اہل نہیں جبکہ حدیث میں امام کو ضامن قرار دیا گیا ہے۔

بنیت نفل شامل ہونا:- واضح رہے کہ فرض پڑھ چکنے والا صرف ظہر اور عشاء کی جماعت میں بنیت نفل شامل ہو سکتا ہے باقی میں نہیں۔ اس لئے کہ فجر اور عصر کے بعد نفل جائز نہیں جیسا کہ ہم اوقات کے بیان میں احادیث ذکر کر آئے ہیں اسی طرح مغرب کی جماعت میں بھی شامل ہونا جائز نہیں اس لئے کہ تین رکعت نفل مشروع نہیں ہیں۔

عن نافع قال ان ابن عمر كان يقول من صلي المغرب او الصبح ثم ادركهما مع الامام فلا يعدلهما۔ (مالك۔ مشكوٰة)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص مغرب یا فجر پڑھ لے پھر انہیں امام کے ساتھ پا لے تو انہیں (بنیت نفل بھی) دوبارہ نہ پڑھے۔

آنحضرت کی سنت :- عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الاواخر مالا يجتهد في غيره (مسلم شريف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنی کوشش آخری عشرے میں فرماتے اتنی کبھی نہیں فرماتے تھے۔ (یعنی عبادت میں انتہائی مبالغہ فرماتے)

گھر والوں کو جگانا :- عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا دخل العشر شد مئزره واحياليلهٗ وايقظ اهله (بخاري۔مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ عشرہ داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اپنا تہبند کس کر باندھ لیتے اور راتوں کو جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے۔

مرد	عورت
1۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے	صرف کندھوں تک ہاتھ اٹھائے
2۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے	سینے پر ہاتھ باندھے
3۔ رکوع میں پیٹھ سیدھی رکھے	صرف اتنا جھکے کہ ہاتھوں گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔
4۔ رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ رکھے	انگلیوں کو ملا ہوا رکھے
5۔ رکوع میں گھٹنوں کو پکڑے رکھے	صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھے نہ پکڑے نہ زور سے دبائے
6۔ رکوع میں پاؤں سیدھے رکھے	پاؤں جھکے ہوئے رکھے
7۔ سجدہ میں بازو کروٹوں سے جدا رہیں	بازو کروٹوں سے ملا دے
8۔ سجدہ میں پیٹ رانوں سے جدا رہے	پیٹ رانوں سے ملا رہے

9۔ سجدہ میں رانیں پنڈلیوں سے جدا رہیں	رانیں پنڈلیوں سے لگی رہیں
10۔ سجدہ میں کلائیاں زمین پر نہ بچھائے	کلائیاں زمین پر بچھائے رکھے
11۔ قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رہے	دونوں پاؤں دائیں جانب نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے

نمازِ فجر

دو رکعت سنت:- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے:

حدثتني حفصة ان رسول اللهﷺ كان يصلي ركعتين خفيفتين حين يطلع الفجر۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد دو رکعت خفیف پڑھتے تھے۔

تاکید:- عن ابن عمر قال قال رجل يارسول الله دلني علىٰ عمل ينفعني الله به قال عليك بركعتي الفجر فان فيهما فضيلةً۔ (طبراني في الكبير)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے فرمایا اپنے اوپر فجر کی دو رکعت (سنت) لازم کرلو بے شک ان میں فضیلت ہے۔

فضیلت:- عن عائشة قالت قال رسول اللهﷺ ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها۔ (مسلم شريف۔ مشكوٰة)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں۔

محافظتِ رسول:- عن عائشة قالت لم يكن النبيﷺ علي شئيٍ من النوافل اشد تعاهداً منه علي ركعتي الفجر۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس قدر محافظت فجر کی دو رکعتوں پر فرماتے اس قدر دوسرے نوافل

کے لئے نہ فرماتے۔

سنت فجر چھوڑنا منع ہے :-عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا تدعوا الرکعتین قبل صلوٰۃ الفجر فان فیھما الرغائب۔ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے فجر کی نماز (فرض) سے پہلے دو رکعتیں نہ چھوڑو بے شک ان میں رغبتیں ہیں۔

انتباہ:- جب جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر سنن وغیرہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب فرض نماز شروع ہو تو دوسری نماز جائز نہیں۔ لیکن فجر کی دو سنتوں کی تاکید اور فضیلت کی بناء پر علماء نے فرمایا کہ اگر امید ہو کہ جماعت مل جائے گی تو سنتیں پڑھ لے اور پھر جماعت میں شریک ہو جائے لیکن جہاں جماعت ہو رہی ہے سنتیں وہاں نہ پڑھے اس لئے کہ حدیث میں جو منع وارد ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب فرض نماز کھڑی ہو جائے تو وہاں دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کہیں بھی دوسری نماز جائز نہیں نہ ہی کوئی اس کا قائل ہے کہ جماعت کھڑی ہو جانے کی صورت میں کہیں بھی دوسری نماز جائز نہیں ہے۔

فجر کی سنتوں میں قرات:-عن ابی ھریرۃ قال ان رسول اللہ ﷺ قرا فی رکعتی الفجر قل یایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعت (سنت) میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھی۔

سنن ونوافل گھر میں پڑھنا مستحب ہے :- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فعليكم بالصلوٰة في بيوتكم فان خير صلوٰة المرء في بيته الا المكتوبة۔ (بخاري۔ مسلم۔ ابوداؤد وغيره)

تم گھر میں نماز پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اس لئے کہ انسان کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں ادا ہو سوائے فرض نماز کے۔

سنت کے بعد لیٹنا:- جس شخص کو نیند کے غالب آنے اور وضو کے جاتے رہنے کا خوف نہ ہو وہ سنتوں سے فارغ ہو کر دائیں پہلو پر استراحت کے لئے لیٹ جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے تاکہ وہ قیام لیل کی تھکاوٹ دور کر کے نشاط و انبساط کے ساتھ فرض ادا کر سکے اس بارے میں بخاری و مسلم وغیرہ میں فعلی اور ابوداؤد میں قولی حدیث روایت کی گئی ہے۔

فرض:- نماز فجر میں دو رکعت فرض ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے اور اس بارے میں بے شمار احادیث بھی وارد ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

تعداد رکعات:- نماز فجر کل چار رکعات ہے دو سنت دو فرض۔

مسنون قرات:- فرض اور واجب قرات کے متعلق ہم پہلے بیان کر آئے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں یہاں ہم مسنون قرات کے متعلق احادیث نقل کر رہے ہیں لیکن واضح رہے ہمیشہ مقتدیوں کا لحاظ کرنا لازم ہے جیسا کہ فرمانِ رسول ہے۔

عن سليمان بن يسار عن ابي هريرة قال ما صليت وراء احد اشبه صلوٰةً برسول الله ﷺ من فلان قال سليمان صليت خلفه فكان يطيل الركعتين الاوليين من الظهر ويخفف الاخريين و يخفف العصر و يقرا في المغرب بقصار المفصل ويقرا في العشاء بوسط المفصل ويقرا في الصبح بطوالِ المفصل۔ (نسائي شريف۔ مشكوٰة)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کبھی کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے فلاں کی نماز کی نسبت زیادہ مشابہ ہو۔ سلیمان نے کہا کہ میں

نے بھی اس کے پیچھے نماز پڑھی وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو طویل کرتے اور دوسری دو کو خفیف۔ عصر کو خفیف کرتے مغرب میں قصار مفصل، عشاء میں اوساط مفصل اور فجر میں طوال مفصل پڑھتے۔

انتباہ:- سلیمان بن یسار کے قول کے مطابق حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جس کی نماز کو حضور علیہ السلام کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ قرار دیا جب میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی تو ظہر و عصر چونکہ سری نمازیں ہیں لہذا معلوم نہیں انہوں نے کہاں سے قرات کی البتہ ظہر کی نماز میں قرات طویل تھی لیکن عصر میں کم تھی جبکہ جہری نمازوں میں ان کی قرات یوں تھی مغرب میں قصار مفصل، عشاء میں وسط مفصل اور فجر میں طوال مفصل۔ ہمارے علماء نے ظہر کو فجر کے ساتھ شامل کیا ہے اس لئے کہ اس کی طوالت کا ذکر اس حدیث میں ہے اور عصر کو عشاء کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اس لئے کہ اس میں تخفیف بیان کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ الناس تک کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں ان کے تین حصے ہیں پہلا حصہ "حجرات سے بروج" تک ہے اسے طوال مفصل کہتے ہیں دوسرا حصہ "بروج سے لم یکن" تک ہے اسے اوساط مفصل کہتے ہیں اور تیسرا حصہ "لم یکن" سے آخر تک ہے اسے قصار مفصل کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فجر، مغرب اور عشاء میں امام پر جہر سے قرات کرنا واجب ہے اور ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنا۔ یہی متوارث ہے لہذا طوالت کے خوف سے اس سلسلہ میں احادیث ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

نمازِ ظہر

پہلے چار رکعت سنت:- عن ام حبيبة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول ما من عبدٍ مسلمٍ يصلي لله كل يومٍ ثنتي عشرة ركعةً تطوعاً غير فريضةٍ الا بنى الله له بيتاً في الجنة او بني له بيت في الجنة۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذي۔ نسائي)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے جو مسلم بندہ اللہ کے لئے ہر دن فرض کے علاوہ بارہ رکعات نوافل (سنت بھی نفل کہلاتی ہے) پڑھے اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے یا فرمایا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔

عن ام حبيبة قالت قال رسول اللهﷺ من صلي في يومٍ وليلةٍ ثنتي عشرة ركعةً بني له بيت في الجنة اربعاً قبل الظهر و ركعتين بعدها و ركعتين بعد المغرب و ركعتين بعد العشاء و ركعتين قبل صلوٰة الفجر۔ (ترمذي۔ مشكوٰة)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک رات دن میں بارہ رکعات (سنت) پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ چار رکعات ظہر سے پہلے دو بعد میں، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر کی نماز سے پہلے۔

فضیلت:۔ عن ابي ايوب الانصاري قال قال رسول اللهﷺ اربع قبل الظهر ليس فيهن تسليم تفتح لهن ابواب السماء۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجه)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعات ہیں ان کے درمیان میں سلام نہیں ہے ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

فرض:۔ ظہر کے فرض چار رکعات ہیں جیسا کہ ہم مسافر کی نماز کے ضمن میں حدیث نقل کر آئے ہیں۔

دو سنت:۔ مذکورہ بالا حدیث ام حبیبہ میں ظہر کے بعد دو رکعات بیان ہوئی ہیں۔

دو نفل:۔ مذکورہ بالا حدیث اور دیگر کئی احادیث میں ظہر کے بعد دو رکعات کا ذکر ہے لہذا دو رکعت سنتِ موکدہ ہیں جیسا کہ پہلی چار ہیں لیکن بعض روایات میں ظہر

کے بعد چار رکعات کا ذکر ہے لہٰذا علماء نے مستحب جانا کہ دو سنت موکدہ کے بعد دو رکعات نفل کی نیت سے ادا کی جائیں ویسے بھی نفل کارِ ثواب ہے جس سے کوئی احمق ہی منع کر سکتا ہے۔

عن ام حبیبہ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من حافظ علي اربع رکعات قبل الظهر و اربع بعدها حرمہ اللہ علي النار۔ (احمد۔ ترمذي۔ ابوداؤد۔ نسائي۔ ابن ماجہ)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسولِ کریم سے سنا آپ فرماتے جو چار رکعات ظہر سے پہلے اور چار رکعات بعد پر محافظت کرے اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔

جس کی پہلی چار رہ گئی ہوں بعد میں پڑھے:۔ عن عائشۃ ان النبي ﷺ کان اذالم یصل اربعاً قبل الظهر صلاهن بعدها۔ (ترمذي شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعات نہ پڑھ سکتے تو انہیں بعد میں پڑھتے۔

علماء نے یہ مستحب قرار دیا ہے کہ یہ چار رکعات فرضوں کے بعد کی دو رکعات کے بعد پڑھی جائیں اس لئے کہ یہ چار تو اپنے وقت پر ادا نہ ہو سکیں لیکن وہ دو تو اپنے مقام پر ادا ہو جائیں۔

تعداد رکعات ظہر:۔ کل رکعات بارہ۔ چار سنت، چار فرض، دو سنت، دو نفل۔

نمازِ عصر

نمازِ عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے:۔ عن ابن مسعود و سمرۃ بن جندب قالا قال رسول اللہ صلي اللہ علیہ و آلہ وسلم ﷺ صلوٰۃ الوسطي صلوٰۃ العصر۔ (ترمذي شریف۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابنِ مسعود اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں

نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا صلوۃ وسطی نمازِ عصر ہے۔

نمازِ عصر کے ترک پر وعید:- عن بريدة قال قال رسول الله ﷺ من ترك صلوٰة العصر فقد حبط عمله۔ (بخاري شريف)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے عصر کی نماز چھوڑی اس کا عمل اکارت جائے گا۔

نمازِ عصر چھوڑنے والا محروم ہے:- عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ الذي يفوته صلوٰة العصر فكانما وتر اهله وماله۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کی نمازِ عصر فوت ہو گئی گویا وہ اپنے اہل وعیال اور مال سے محروم کر دیا گیا۔

نمازِ عصر قضاء کرانے والے پر دعائے ضرر:- عن علي ان رسول الله ﷺ قال يوم الخندق حبسونا عن الصلوٰة الوسطي صلوٰة العصر ملأ الله بيوتهم وقبورهم ناراً۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا ان لوگوں (کفار) نے ہمیں صلوۃ وسطی نمازِ عصر سے روکے رکھا اللہ تعالی ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

چار سنت:- عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ رحم الله امرأ صلي قبل العصر اربعاً۔ (احمد۔ ترمذي۔ ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اس شخص پر رحمت فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعات پڑھے۔

انتباہ:- چونکہ احادیث میں ان سنتوں کی تاکید نہیں فرمائی گئی لہذا یہ سنت غیر

موکدہ ہے ان کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھیں پھر تیسری رکعت سبحنك اللهم سے شروع کریں۔ اور اگر چاہیں تو دو رکعات پڑھ لیں یہ بھی جائز ہے۔

عن علي قال كان رسول الله ﷺ يصلي قبل العصر ركعتين۔ (ابو داؤد۔ مشكوٰة)
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعات ادا فرماتے تھے۔

ترمذی کی ایک روایت میں چار کا ذکر بھی ہے۔ بہرحال بہتر ہے کہ چار پڑھے اور دو کا بھی اختیار ہے۔

فرض :- عصر کی نماز میں چار رکعات فرض ہیں جیسا کہ ہم نمازِ مسافر کے ضمن میں حدیث بیان کر آئے اور یہی متوارث ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

تعداد رکعات عصر:- نمازِ عصر کل آٹھ رکعات ہوئی چار رکعات سنت غیر موکدہ اور چار رکعات فرض۔

نمازِ مغرب

تین فرض :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے۔

والمغرب في الحضر والسفر سواءٌ ثلث ركعات۔ الخ۔ (ترمذي شريف)
اور مغرب حضر و سفر میں برابر ہے تین رکعات ہے۔

دو سنت:- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وركعتين بعد المغرب (ترمذي)

دو نفل:- بعض روایات میں مغرب کے بعد چار رکعات کا ذکر فرمایا گیا ہے دو تو یہی سنت موکدہ ہوئیں اور دو ان کے علاوہ لہذا علماء نے دو نفل پڑھنے کا حکم دیا تاکہ ان

روایات پر عمل ہو جائے۔

عن مکحول یبلغ بہ ان رسول اللہ ﷺ قال من صلي بعد المغرب قبل ان یتکلم رکعتین و في روایة اربع رکعات رفعت صلوٰته في علیین۔ (رزین مرسلاً۔ مشکوٰۃ)

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے دو رکعات ایک روایت میں ہے چار رکعات پڑھے اس کی نماز علیین میں بلند کی جاتی ہے۔

سنتوں میں طویل قرات:۔ عن ابنِ عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یطیل القراۃ في الرکعتین بعد المغرب حتي یتفرق اهل المسجد۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب کے بعد کی دو رکعات میں طویل قرات فرماتے یہاں تک کہ مسجد کے نمازی منتشر ہو جاتے۔ (یعنی گھروں کو چلے جاتے)

تعداد رکعات:۔ نماز مغرب کی کل سات رکعات ہوئیں۔ تین فرض، دو سنت موکدہ اور دو نفل۔

نمازِ عشاء

چار سنت:۔ عن عبداللہ بن مغفل قال قال النبي ﷺ بین کل اذانین صلوٰۃ بین کل اذانین صلوٰۃ ثم قال في الثالثة لمن شاء۔ (بخاري شریف)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے تیسری مرتبہ فرمایا جو چاہے۔

انتباہ:- بزار کے ہاں اسی حدیث میں بالکل صحیح سند سے مروی یہ الفاظ بھی ہیں " ماخلاالمغرب" یعنی مغرب کے سوا باقی تمام نمازوں کی اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ اسی مطلق حدیث کے پیش نظر علماء نے عشاء سے پہلے چار رکعات کو مسنون قرار دیا لیکن چونکہ ان کے متعلق کوئی تاکید وارد نہیں ہوئی اس لئے یہ غیر موکدہ ہیں اور ان کے پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو عصر کی سنتوں میں بیان ہوا۔

واضح رہے کہ چار سنتوں کا قول اس لئے کیا گیا کہ شریعت نے جن نمازوں سے پہلے سنت پڑھنے کا حکم دیا ہے عموماً ان سنتوں کی تعداد فرضوں کی تعداد کے برابر ہے۔ لیکن عشاء کی پہلی سنتیں چونکہ غیر موکدہ ہیں لہذا اگر چاہے تو دو بھی پڑھ سکتا ہے۔

چار فرض:- یہ متواتر و متوارث ہیں۔

دو سنت:- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ان کا ذکر گزر چکا ہے اسکے علاوہ بھی بے شمار احادیث میں ان کی تاکید بیان ہوئی ہے۔

دو نفل:- بعض احادیث میں عشاء کے بعد چار رکعات کا ذکر ہے لہذا علماء نے فرمایا کہ دو رکعات سنت موکدہ ہیں اور دو رکعات نوافل کی نیت سے پڑھی جائیں تاکہ اس حدیث پر عمل ہو سکے۔

عن عائشة قالت ما صلي رسول اللهﷺ العشاء قط فدخل علي الا صلي اربع ركعات او ست ركعات۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے ہاں تشریف لاتے تو چار رکعات یا چھے رکعات پڑھتے۔

مذکورہ بالا حدیث میں چھے کے بارے میں تو راوی کو شک ہے لیکن چار یقینی ہیں یعنی دو سنت، دو نفل۔

تین وتر:- نماز وتر اگرچہ رات کو ادا کی جانے والی مستقل نماز ہے لیکن چونکہ حضور علیہ السلام نے اسے عشاء کے ساتھ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جیسا کہ ہم اوقات کے باب میں حدیث بیان کر آئے ہیں لہذا علماء نے عموماً اسے بھی نماز عشاء کے ساتھ بیان کر دیا۔ نماز وتر تین رکعات ہے جیسا کہ ہم تفصیلاً بیان کریں گے۔

دو نفل:- عن ام سلمة ان النبي ﷺ كان يصلي بعد الوتر ركعتين۔ (ترمذي۔ مشكوٰة)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔

تعداد رکعات:- اگر وتر اور بعد کی نفل نماز کو بھی ساتھ شمار کیا جائے تو کل سترہ رکعات ہوتی ہیں چار سنت غیر موکدہ، چار فرض، دو سنت موکدہ، دو نفل، تین وتر اور دو نفل۔

نماز وتر

نماز وتر واجب ہے:- عن بريدة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حقٌ فمن لم يوتر فليس منا۔ (ابوداؤد شريف)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وتر حق ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

وتر کی قضاء لازم ہے:- عن ابي سعيد قال قال رسول الله ﷺ من نام عن الوتر او نسيه فليصل اذا ذكر واذا استيقظ۔ (ترمذي۔ ابوداؤد۔ ابن ماجه)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو وتر پڑھے بغیر سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو اسے چاہیئے کہ جب یاد آئے اور جب جاگے وتر پڑھ لے۔

وتر کی فضیلت:-عن علي قال قال رسول اللهﷺ ان الله وتر يحب الوتر فاوتروا ياا هل القرآن۔ (ترمذي۔ ابوداؤد۔ نسائي)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وہ وتر کو پسند فرماتا ہے پس اے اہلِ قرآن وتر پڑھا کرو۔

عن خارجة بن حذافة قال خرج علينا رسول اللهﷺ وقال ان الله امدكم بصلوٰة هي خير لكم من حمر النعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلوٰة العشاء الىٰ ان يطلع الفجر۔ (ترمذي۔ ابوداؤد)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز بڑھا دی ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ یہ نماز وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے نماز عشاء اور طلوعِ صبح صادق کے درمیان رکھا ہے۔

تعداد رکعات:-عن علي قال كان رسول اللهﷺ يوتر بثلاث يقرا فيهن بتسع سورٍ من المفصل يقرا في كل ركعة بثلاث سورٍ آخرهن قل هو الله احد۔ (ترمذي شريف)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ ان میں مفصل سے نو سورتیں پڑھتے ہر رکعت میں تین تین سورتیں۔ آخری قل ھو اللہ احد ہوتی۔

عن ابي بن كعب قال كان رسول الله يوتر بثلاث ركعات كان يقرا في الاولىٰ

بسبح اسم ربك الاعليٰ وفي الثانية بقل يا يها الكفرون وفي الثالثة بقل هو الله احد و يقنت قبل الركوع۔ (الخ) (نسائي۔ ومثله ابو داؤد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے آپ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعليٰ۔ دوسری رکعت میں قل یایها الکفرون اور تیسری رکعت میں قل هوالله احد پڑھتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔

عن ابن عباس قال كان رسول الله ﷺ يقرا في الوتر بسبح اسم ربك الاعلي وقل يايها الكفرون وقل هو الله احد في ركعة ركعة۔ (ترمذي ونحوه نسائي)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی ایک ایک رکعت میں سبح اسم ربك الاعلي، قل یاایها الکفرون اور قل هوالله احد پڑھتے تھے۔

عن عبدالعزيز بن جريج قال سالت عائشة باي شئي كان يوتر رسول الله ﷺ قالت كان يقرا في الاولي بسبح اسم ربك الاعليٰ وفي الثانية بقل ياايها الكفرون وفي الثالثة بقل هو الله احد والمعوذتين۔ (ترمذي۔ ابوداؤد وغيره)

حضرت عبدالعزیز بن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں کیا پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا آپ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعليٰ، دوسری میں قل یاایها الکفرون اور تیسری میں قل هوالله احد اور معوذتین (آخری دو سورتیں) پڑھتے تھے۔

عن عبدالله بن ابي قيس قال قلت لعائشة بكم كان رسول الله ﷺ يوتر قالت كان يوتر باربع وثلاث وست وثلاث وثمانٍ وثلاثٍ وعشر وثلاثٍ ولم يكن يوتر بانقص من سبع ولا باكثر من ثلاث عشرة۔ (ابوداؤد۔ مشكوٰة)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کتنے پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ چار (نفل) اور تین چھے اور تین آٹھ اور تین اور دس اور تین پڑھتے تھے آپ سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

عن عائشة ان رسول اللهﷺ كان لا يسلم في ركعتي الوتر۔ (نسائي شريف)
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی دو رکعات کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (بلکہ صرف آخر میں تیسری کے بعد سلام پھیرتے)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ:

والمغرب في الحضر والسفر سواءٌ ثلث ركعات لا ينقص في حضر ولا سفر وهي وتر النهار الخ (ترمذي۔ مشكوٰة)
مغرب حضر و سفر میں برابر ہے تین رکعات ہیں۔ حضر و سفر میں ان میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور یہ دن کے وتر ہیں۔

عن عائشة قالت كان رسول اللهﷺ يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن۔ (حاكم في المستدرك وقال علي شرطهما)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام پھیرتے۔ امام حاکم نے مستدرک میں فرمایا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

عن ابي سلمة بن عبدالرحمٰن انه سال عائشة كيف كانت صلوٰة رسول اللهﷺ في رمضان فقالت ما كان رسول اللهﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره علي احدي عشرة ركعةً يصلي اربعاً فلا تسال عن حسنهن وطولهن ثم يصلي اربعاً فلا تسال عن حسنهن وطولهن ثم يصلي ثلثاً۔ الحديث (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسے ہوتی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا اس کے علاوہ کبھی بھی گیارہ رکعات پر اضافہ نہیں فرماتے تھے ۔ آپ چار رکعات ادا فرماتے ان کے حسن اور طول کا نہ پوچھ پھر آپ چار ادا فرماتے ان کے حسن اور طول کا بھی نہ پوچھ پھر تین رکعات ادا فرماتے (یعنی آٹھ تہجد اور تین وتر)

عن ابن عباس انہ رقد عند رسول اللہ ﷺ فاستیقظ فتسوك و توضا وھو یقول ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل و النھار لاٰیت لاولی الالباب فقرا ھؤلاء الایات حتی ختم السورۃ ثم قام فصلی رکعتین فاطال فیھما القیام والرکوع والسجود ثم انصرف فنام حتی نفخ ثم فعل ذلك ثلاث مرات ست رکعات کل ذالك یستاك ویتوضاء و یقرا ھؤلاء الایات ثم اوتر بثلاث۔ (الحدیث) (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رات گزاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پس وضو اور مسواک فرمایا اور آپ یہ پڑھتے تھے کہ بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور لیل و نہار کے اختلاف میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں پس آپ نے آخرِ سورت تک یہ آیات پڑھیں پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعات پڑھیں پس آپ نے ان میں قیام، رکوع اور سجدہ کو طویل کیا پھر لوٹے اور سو گئے یہاں تک کہ آپ کی سانس کی آواز آنے لگی۔ پھر آپ نے تین مرتبہ ایسا کیا اور چھے رکعات پڑھیں ہر مرتبہ مسواک اور وضو فرمایا اور یہ آیات پڑھیں پھر تین وتر پڑھے ۔

اختصار کے پیشِ نظر ان دس احادیث پر اکتفاء کرتے ہیں ۔ تلك عشرۃ کاملۃ۔

انتباہ : ابتداء میں نماز وتر کا حکم محکم نہ تھا اس کی رکعات کی تعداد بھی تبدیل ہوتی رہی ۔ پہلے پہل ایک رکعت ، پانچ رکعات ، سات رکعات ، نو رکعات وغیرہ وتر پڑھے جاتے تھے ۔ لیکن تین رکعات پڑھنا جائز نہ تھا جیسا کہ دارقطنی اور بیہقی نے روایت

کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لاتوتر بثلاث اوتر بخمس او سبع تین وتر نہ پڑھو۔ پانچ یا سات پڑھو۔ لیکن بعد میں تین وتر پڑھنا جائز قرار دیا گیا جیسا کہ بے شمار احادیث میں بیان ہوا ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح جب نو رکعات وتر پڑھے جاتے تھے تو آٹھویں رکعت سے پہلے قعدہ نہیں ہوتا تھا لیکن اب یہ تمام ائمہ سلام کا متفق علیہ قول ہے کہ قعدہ ہر دو[1] رکعت کے بعد ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز وتر کے بارے میں اسلام کے احکام عمل تدریج سے گزرے ہیں اور بعد میں معاملہ محکم ہوا اور استقرار عمل یہ قرار پایا کہ وتر کی تین رکعات ہیں اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ کر کے کھڑے ہو جانا ہے اور تیسری میں سلام پھیرنا ہے۔ یہی جمہور صحابہ کرام کا مذہب ہے اور یہ امر اس حد تک شائع و مشہور تھا کہ صحابہ کرام سے علم حاصل کرنے والے اگر کسی کو اس کے خلاف عمل کرتا دیکھتے تو اس پر انکار کرتے اور انہیں تعجب ہوتا جیسا کہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں منقول ہے۔ بلکہ حضرت حسن بصری نے تو وتر کی تین رکعات کے بارے میں تمام اہلِ اسلام کا اجماع فرمایا ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا :

حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجتمع المسلمون علي ان الوتر ثلاث لا يسلم الافي آخرهن۔ (مصنف ابن ابي شيبه) یعنی ہم سے حفص نے بیان کیا ان سے عمرو نے بیان کیا کہ حسن بصری نے فرمایا مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین ہیں اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔

قنوت رکوع سے پہلے :-عن ابي بن كعب ان رسول الله ﷺ كان يوتر فيقنت قبل الركوع۔ (ابن ماجه)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تو قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔

عن ابي بن كعب ان رسول الله ﷺ كان يوتر بثلاث ركعات كان يقرا في

---

[1] مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۹۴ پر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے " فی کل رکعتین التحیۃ " یعنی ہر دو رکعت میں التحیات ہے۔ اسی طرح ترمذی ج ۱ ص ۵۰ پر ہے آپ نے فرمایا " الصلوٰۃ مثنیٰ مثنیٰ تشہد فی کل رکعتین " یعنی نماز دو دو رکعات ہے ہر دو رکعت میں تشہد ہے۔

الاولیٰ بسبح اسم ربك الاعلیٰ وفي الثانية بقل یاایها الکافرون و في الثالثة بقل هو اللہ احد و يقنت قبل الركوع (الحديث) (نسائي شريف)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلي پڑھتے دوسری میں قل یاایها الکافرون پڑھتے اور تیسری میں قل هوالله احد پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔

انتباہ:- کچھ روایات میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے لیکن یہ عمل صرف ایک ماہ ہوا اور اسکے بعد اسے ترک کر دیا گیا جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

عن عاصم قال سالت انس بن مالك عن القنوت قال قد كان القنوت قلت قبل الركوع او بعده قال قبله قال فان فلاناً اخبرني عنك انك قلت بعدالركوع فقال كذب انما قنت رسول اللهﷺ بعد الركوع شهراً۔ الحديث (بخاري شريف)

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک قنوت تھی میں نے پوچھا کہ رکوع سے پہلے تھی یا بعد میں فرمایا پہلے۔ میں نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے آپ کے متعلق بیان کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ رکوع کے بعد ہے فرمایا وہ جھوٹ بولتا ہے رکوع کے بعد تو صرف ایک ماہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قنوت پڑھی۔

قنوت کے وقت رفع یدین:- دعائے قنوت کے لئے تکبیر کے وقت رفع یدین مسنون ہے چنانچہ حضرت انس نے ایک ماہ کے لئے جس قنوت کا ذکر کیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ رفع يديه يدعو عليهم۔ (بيهقي)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع یدین فرمایا اور قراء کو شہید کرنے

والوں کے خلاف دعا فرمائی۔

اسی طرح متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے چنانچہ بیہقی ہی میں ہے۔ ان عدداً من الصحابہ رضي اللہ عنهم رفعوا ايديهم في القنوت۔ (بيهقي) یعنی متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعائے قنوت کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

دعائے قنوت:- حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ دعائے قنوت تعلیم فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ (ترمذي شريف)

اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جنہیں تو نے ہدایت دی اور مجھے عافیت عطا فرما ان میں جنہیں تو نے عافیت دی اور میری کارسازی فرما ان میں جن کی تو نے کارسازی فرمائی اور میرے لئے اس چیز میں برکت عطا فرما جو تو نے مجھے دی اور مجھے اس چیز کی برائی سے بچا جو تو نے فیصلہ فرمائی اس لئے کہ تو فیصلہ فرماتا ہے اور تجھ پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا بے شک وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جسے تو دوست رکھے۔ اے ہمارے پروردگار تو برکت والا ہے اور بلند شان والا ہے۔

علاوہ ازیں کچھ روایات میں "لا يذل من واليت" کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ یعنی جسے تو دشمن رکھے وہ عزت نہیں پا سکتا۔ اور پھر آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ۔ یعنی ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری بارگاہ میں رجوع لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

دوسری دعا:- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْنَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّكْفُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰي وَ

نَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُافِرِيْنَ مُلْحِقٌ۔ (مراسیل ابي داؤد۔ بیہقي وغیرہ)

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم تیرے لئے جھکتے ہیں اور ہم الگ ہوتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اسے جو تجھ سے کفر کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا سچا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

نوٹ:- عام طور پر لوگوں میں جو دعا مشہور ہے وہ مختلف روایات میں وارد ہونے والے الفاظ کا مجموعہ ہے امام سیوطی نے درمنثور میں تفصیل سے وہ طرق جمع فرمائے ہیں کچھ طرق بیہقی نے بھی بیان کئے ہیں۔

وتر کے بعد کی دعا:- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ (ابوداؤد۔ نسائي) پاک ہے مالکِ حقیقي نہایت پاک۔

نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ پڑھتے اور تیسری مرتبہ آپ آواز بلند فرماتے۔

نماز تہجد کا بیان

نماز عشاء کے بعد جو نوافل ادا کئے جائیں انہیں "صلوۃ اللیل" کہتے ہیں اور عشاء کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد جو نوافل ادا کئے جائیں انہیں تہجد کہتے ہیں۔ گویا نماز تہجد صلوۃ اللیل کی ایک مخصوص شکل اور قسم ہے لہذا احادیث میں صلوۃ اللیل کے جتنے فضائل وارد ہیں وہ تہجد کے بھی فضائل ہیں مندرجہ ذیل فضائل احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں۔

فرضوں کے بعد افضل نماز:-عن ابي هريرة قال سمعت رسول اللهﷺ يقول افضل الصلوٰة بعد المفروضة صلوٰة في جوف الليل۔ (احمد۔ مشکوٰة)

حضرت ابو ہریرة رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو رات کے دوران ادا کی جائے۔

امت کے معزز لوگ:-عن ابن عباس قال قال رسول اللهﷺ اشراف امتي حملة القرآن واصحاب الليل۔ (بيهقي۔ مشكوٰة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے معزز لوگ حاملینِ قرآن اور رات (کو جاگنے) والے ہیں۔

جنت میں محل:-عن ابي مالك الاشعري قال قال رسول اللهﷺ ان في الجنة غرفاً يري ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها اعدها الله لمن الان الكلام واطعم الطعام وتابع الصيام وصلي بالليل والناس نيام (بيهقي۔ مشكوٰة)

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جنت میں بالا خانے ہیں جن کے اندر سے باہر کا سب کچھ نظر آتا ہے اور باہر سے اندر کا سب کچھ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالی نے یہ ان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جو خوش گفتار ہوں، کھانا کھلانے والے ہوں، کثرت سے (نفلی) روزے رکھنے والے ہوں اور رات کو نماز پڑھتے ہوں جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔

نیکیوں کی عادت:-عن ابي امامة قال قال رسول اللهﷺ عليكم بقيام الليل فانه داب الصالحين قبلكم وهو قربة لكم الي ربكم ومكفرة للسيات ومنهاة عن الاثم۔ (ترمذي شريف)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم رات کو نماز پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اس لئے کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے اور یہ تمہارے لئے تمہارے رب کے نزدیک قرب کا ذریعہ ہے اور یہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور گناہ سے روکنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے:- عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله ﷺ ثلاثةٌ يضحك الله اليهم الرجل اذا قام بالليل يصلي والقوم اذا صفوا في الصلوٰة والقوم اذا صفوا في قتال العدو۔ (شرح السنة۔ مشكوٰة)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ایک وہ شخص جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے۔ دوسرے وہ لوگ جو نماز میں صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور تیسرے وہ لوگ جو دشمن کے مقابلے میں لڑائی میں صف باندھ کر کھڑے ہوں۔

شکر گذاری:- عن المغيرة قال قام النبي ﷺ حتي تورمت قدماه فقيل له لم تصنع هذا وقد غفر لك الله ماتقدم من ذنبك وماتاخر قال افلا اكون عبداً شكوراً (بخاري۔ مسلم)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (رات کو) قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ کے قدمین شریفین متورم ہو گئے آپ سے عرض کیا گیا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرماتا ہے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

رحمت کے مستحق میاں بیوی:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ رحم الله رجلاً قام من الليل فصلي وايقظ امراته فصلت فان ابت نضح في وجهها الماء رحم الله امراةً قامت من الليل فصلت وايقظت زوجها فصلي فان ابي نضحت في وجهه الماء۔ (ابوداؤد۔ نسائي)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھتا ہے تاکہ نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے پس اگر وہ نہ جاگ رہی ہو تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور اللہ تعالی اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے تاکہ نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے پس اگر وہ نہ اٹھ رہا ہو تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

قیام لیل ترک کرنا ناپسندیدہ ہے :-عن عبداللہ بن عمر وبن العاص قال قال لي رسول اللهﷺ یاعبداللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترك قیام اللیل۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ! تم فلاں کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے رات کو قیام کیا کرتا تھا لیکن پھر رات کا قیام چھوڑ دیا۔

عن عائشة قالت قال رسول اللهﷺ احب الاعمال الي الله ادومها وان قل۔ (بخاري۔ مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ کم ہو۔

قیام لیل چھوڑنا باعثِ محرومی :-عن ابن مسعود قال ذکر عند النبيﷺ رجل فقیل له مازال نائماً حتي اصبح ماقام الي الصلوٰة قال ذلك رجل بال الشیطان في اذنه او قال في اذنیه۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ سوتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اور وہ نماز کے لئے نہیں اٹھتا تو آپ نے فرمایا یہ وہ

شخص ہے جس کے کان میں یا فرمایا کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔

تہجد کا بہترین وقت:- ویسے تو ساری رات میں انسان جب چاہے نماز تہجد پڑھ سکتا ہے لیکن اس کا بہترین وقت رات کا آخری حصہ ہے یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر عمل ہے اور اس وقت کے بے شمار فضائل ہیں ۔

عن عائشة قالت كان تعني رسول الله ﷺ ينام اول الليل ويحيي آخره۔ الحديث۔ (بخاري۔ مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے پہلے حصے میں سوتے تھے اور آخری حصہ میں جاگتے تھے ۔

عن عمرو بن عبسة قال قال رسول الله ﷺ اقرب مايكون الرب من العبد في جوف الليل الاخر فان استطعت ان تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة فكن۔ (ترمذي شريف)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی رات کے آخری حصہ میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے پس اگر تو اس وقت اللہ تعالی کا ذکر کرنے والوں میں سے ہونے کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسا کیا کر۔

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ كل ليلة الي السماء الدنيا حين يبقي ثلث الليل الاخر يقول من يدعوني فاستجيب له من يسالني فاعطيه من يستغفرني فاغفرله۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب رات کی آخری تہائی ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالی کی رحمت خاص آسمانِ دنیا پر جلوہ گر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کے لئے قبول فرماؤں ۔ کون ہے جو مجھ

سے سوال کرے میں اسے عطا فرماؤں کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اسے بخش دوں۔

تعداد رکعات:۔ تہجد کی نماز چونکہ نماز نفل ہے لہذا جتنی کوئی چاہے پڑھ سکتا ہے دو یا زیادہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مختلف اوقات میں اس کی رکعات کی مقدار میں کمی بیشی فرماتے رہتے چنانچہ حدیث مبارک ہے۔

عن مسروق قال سالت عائشة عن صلوٰة رسول اللهﷺ بالليل فقالت سبع وتسع واحدیٰ عشرة ركعةً سویٰ ركعتي الفجر۔ (بخاري شريف)

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعت (سنت) کے علاوہ کبھی سات کبھی نو اور کبھی گیارہ۔

نوٹ:۔ ان سات، نو اور گیارہ رکعات میں تین رکعات وتر شامل ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس کی روایت میں مذکور ہوا لہذا نماز تہجد کبھی چار رکعات کبھی چھے رکعات اور کبھی آٹھ رکعات ہوتی تھی لیکن آپ کا اکثر عمل آٹھ رکعات پڑھنے کا تھا چنانچہ حدیث مبارک ہے۔

عن عائشة قالت كان النبيﷺ يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر وركعتا الفجر۔ (مسلم شريف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعات پڑھتے جن میں (تین) وتر اور دو رکعات فجر بھی شامل تھیں۔

قرات:۔ امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعات نماز تہجد ادا فرمائی اور ان میں سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ نساء، اور سورۃ مائدہ یا انعام تلاوت فرمائی۔ سبحان اللہ۔

پس اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے اتنی طویل قرات ہونی چاہیئے ورنہ کم از کم

مندرجہ ذیل حدیث پیشِ نظر رکھنی چاہیئے۔

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ من قام بعشر آیات لم یکتب من الغافلین ومن قام بماۃ آیۃ کتب من القانتین ومن قام بالف آیۃٍ کتب من المقنطرین۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دس آیات کے ساتھ قیام کیا وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جاتا اور جس نے سو آیات کے ساتھ قیام کیا وہ اطاعت گزاروں میں سے لکھا جاتا ہے اور جس نے ہزار آیات کے ساتھ قیام کیا وہ کثیر اجر پانے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

نماز تراویح

فضائل

تراویح سنت ہے: -عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ ان رسول اللہ ﷺ ذکر شہر رمضان فقال شہر کتب اللہ علیکم صیامہ و سننت لکم قیامہ فمن صامہ وقامہ ایماناً واحتساباً خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ۔ (ابن ماجہ شریف)

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے مہینے کا ذکر فرمایا کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کئے ہیں اور اس کا قیام (تراویح) میں نے تمہارے لئے سنت قرار دیا ہے پس جس نے اس کے روزے رکھے اور قیام کیا ایمان اور ثواب کی نیت سے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل گیا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

گناہوں کی مغفرت: -عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرھم فیہ بعزیمۃٍ فیقول من قام رمضان ایماناً

واحتساباً غفر لہ ماتقدم من ذنبہ۔ الحدیث۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامِ رمضان کی ترغیب دیتے تھے لیکن حتمی حکم نہیں دیتے تھے پس آپ فرماتے جس نے ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کا قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے کا اجر:- عن عبداللہ بن عمرو قال ان رسول اللہ ﷺ قال الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشعنی فیہ فیشفعان۔ (بیهقی۔ مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا یاالٰہی! میں نے دن میں اسے کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکا تھا لہذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو نیند کرنے سے روکا تھا لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما پس ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

رسولِ خدا کی باجماعت تراویح:- عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ ﷺ فلم یقم بنا شیاً من الشهر حتی بقی سبعٌ فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل فلما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخامسة قام بنا حتی ذهب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو نفلتنا قیام هذه اللیلة فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب لہ قیام لیلة فلما کانت الرابعة لم یقم بنا حتی بقی ثلث اللیل فلما کانت الثالثة جمع اهلہ ونساء ہ والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیة الشهر۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ روزے رکھے آپ نے ہمارے ساتھ بالکل قیام لیل نہ فرمایا یہاں تک کہ مہینے کے سات دن باقی بچے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام لیل فرمایا یہاں تک کہ تہائی رات بیت گئی پھر جب چھے دن باقی تھے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا پھر جب پانچ دن باقی تھے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام لیل فرمایا یہاں تک کہ آدھی رات بیت گئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش آپ ہمارے لئے اس رات کے قیام کو بڑھا دیتے۔ فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو لے تو اس کے لئے (پوری) رات کا قیام شمار ہوتا ہے۔ پھر جب چار دن باقی رہے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ تہائی رات باقی رہی پھر جب تین دن باقی بچے تو آپ نے اپنے گھر والوں، اپنی بیویوں اور لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں فلاح فوت نہ ہو جائے راوی نے پوچھا فلاح کیا ہے تو حضرت ابوذر نے جواب دیا کہ سحری۔ پھر باقی دنوں میں ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔

انتباہ:- اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ جماعت سے صرف تین دن تراویح ادا فرمائی پھر جماعتِ تراویح ترک فرما دی اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ماقمتم بہ۔ (بخاری۔ مسلم) یعنی مجھے خوف تھا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اور اگر یہ فرض ہو جاتی تو تم عمل نہ کر سکتے" لہذا اسی پر عمل ہوتا رہا لوگ الگ الگ بے جماعت تراویح ادا فرماتے تھے تاآنکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور آپ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے لوگوں کو جماعتِ تراویح کے قیام کا حکم دیا اس لئے کہ حضور علیہ السلام کے وصال اور سلسلہ وحی کے منقطع ہونے کی وجہ سے اب فرضیت کا خوف نہیں تھا اور یہ بات بھی واضح تھی کہ یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسند تھی اور اگر فرضیت کا خوف نہ ہوتا تو آپ اسے جاری رکھنا پسند فرماتے۔

فاروقِ اعظم کا یہ فیصلہ کتبِ احادیث میں یوں مذکور ہے:

عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاري قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلةً الي السمجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه و يصلي الرجل فيصلي بصلوٰته الرهط فقال عمر اني لوجمعت هؤلاء علي قاري واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم علي ابي بن كعب قال ثم خرجت معه ليلةً اخريٰ والناس يصلون بصلوٰة قارئهم فقال عمر نعمتِ البدعة هذه۔ الحديث (بخاري شريف۔ مشكوٰة)

حضرت عبدالرحمن بن عبد قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک رات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ کئی گروہوں میں منتشر تھے کوئی اپنی نماز اکیلی پڑھ رہا تھا اور کسی کے ساتھ کچھ لوگ مل کر نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت اچھا ہو گا پھر آپ نے پختہ ارادہ کر لیا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا پھر ایک اور رات میں آپ کے ساتھ نکلا تو (دیکھا) لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیسی بہترین بدعت ہے۔

نوٹ:- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا نعمت البدعة هذه یعنی یہ کیسی بہترین بدعت ہے "۔ کیسا عظیم الشان جملہ ہے کہ بدعت بھی اور بہترین بھی۔ اس میں اہلِ علم کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ہر نئے کام پر اعتراض اور فتوی بازی کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں غور و فکر کا بہت بہترین مواد مضمر ہے ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دینی تنگ نظری سے محفوظ رکھے ۔

تعداد رکعاتِ تراویح:-عن ابن عباس ان النبي ﷺ كان يصلي في رمضان عشرين ركعةً سوي الوتر۔ (مصنف ابن ابي شيبه۔ طبراني۔ بيهقي وغيره)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں وتروں کے علاوہ بیس رکعات پڑھتے تھے۔

انتباہ:- غیر مقلدین حضرات اس حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کا ایک راوی ابوشیبہ ضعیف ہے لہذا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

ہم گذارش کرتے ہیں کہ اس میں اس قدر ضعف نہیں کہ اس کی روایت کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں "حالانکہ ابو شیبہ جد ابوبکر آں قدر ضعف ندارد کہ روایت او مطروح مطلق ساختہ شود" یعنی ابوبکر کا دادا ابو شیبہ اس قدر ضعف نہیں رکھتا کہ اس کی روایت کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ضعیف بھی ہو تو ضعیف کا معنی باطل، مردود یا موضوع تو نہیں ہوتا بلکہ ضعیف کا معنی کمزور ہے یعنی ایسی حدیث جس میں ضعف پایا جائے پس اگر دیگر شواہد اس ضعیف حدیث کی تائید کریں تو وہ حدیث قوی اور قابلِ حجیت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی تائید عملِ صحابہ بلکہ اجماعِ صحابہ، اجماع ائمہ بلکہ اجماع امت سے ہوتی ہے جبکہ یہ حدیث کسی صحیح حدیث کے معارض بھی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جس میں انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے یہ حدیث بھی اس کے معارض نہیں ہے اس لئے کہ یہ تہجد کے بارے میں ہے نہ کہ تراویح کے بارے میں جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں "اگر معارض او حدیث صحیح می شد البتہ ساقط می گشت۔ وقد سبق ان یتوهم معارضا له اعني حديث ابي سلمة عن عائشة المتقدم ذكره ليس معارضا له بالحقيقة فبقي سالماً۔ (فتاوی عزیزیہ جلد اول) یعنی اگر اس حدیث کے معارض کوئی صحیح حدیث ہوتی تو پھر یہ ساقط ہو جاتی حالانکہ ابو سلمہ کی حضرت عائشہ سے متقدم الذکر جس حدیث

کے معارض ہونے کا وہم کیا جاتا ہے وہ حقیقتاً اس کے معارض نہیں لہذا یہ حدیث معارضہ سے سالم ہے ۔

عن يزيد بن رومان انه قال كان الناس يقومون في زمانِ عمر بن الخطاب في رمضان بثلاثٍ و عشرين ركعةً۔ (موطا امام مالك۔ سنن بيهقي)

یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تئیس رکعات پڑھتے تھے ۔ (یعنی بیس تراویح اور تین وتر)

عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون عليٰ عهد عمر بن الخطاب رضي الله تعالي عنه في شهر رمضان بعشرين ركعةً- الحديث (سنن بيهقي باسناد صحيح)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں رمضان میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے ۔

عن السائب بن يزيد قال كنا نقوم في عهد عمر بعشرين ركعةً و الوتر۔ (بيهقي في المعرفة باسناد صحيح)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعات اور وتر پڑھتے تھے ۔

عن السائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون عليٰ عهد عمر رضي الله تعالي عنه بعشرين ركعةً و عليٰ عهد عثمان و علي رضي الله عنهما مثلهٗ ۔ (بيهقي)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعات پڑھتے تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی اسی طرح۔

عن ابي عبدالرحمٰن السلمي ان عليا دعا القراء في رمضان فامر رجلاً

يصلي الناس عشرين ركعةً وكان علي يوتربهم۔ (سنن بيهقي ۔ منهاج السنةلابن تيمية)

ابو عبدالرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے رمضان میں قراء کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے اور وتر خود حضرت علی پڑھاتے تھے ۔

عن شتير بن شكل وكان من اصحاب علي رضي الله عنه انه كان يومهم في شهر رمضان بعشرين ركعةً ويوتر بثلاث (سنن بيهقي)

شتیر بن شکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعات کے ساتھ لوگوں کی امامت فرماتے اور تین وتر پڑھتے تھے ۔

عن ابي الحسناء ان عليا امر رجلاً يصلي بهم في رمضان عشرين ركعةً (مصنف ابن ابی شيبه)

حضرت ابو الحسناء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے ۔

عن نافع عن ابن عمر قال كان ابن ابي مليكة يصلي بنافي رمضان عشرين ركعة (مصنف ابن ابي شيبه واسناده صحيح)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ ابن ابی ملیکہ رمضان میں ہمیں بیس رکعات پڑھاتے تھے ۔

عن ابي الخصيب قال كان يؤمنا سويد بن غفلة في رمضان فيصلي خمس ترويحات عشرين ركعةً (سنن بيهقي)

حضرت ابو الخصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رمضان میں سوید بن غفلہ ہماری امامت فرماتے تو وہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات پڑھتے ۔

تلك عشرةٌ كاملةٌ

انتباہ:- محترم قارئین! یہ ہے وہ تعداد جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل فرمایا جس پر سیدنا فاروقِ اعظم نے تمام صحابہ کرام کو ایک امام کے پیچھے جمع کر کے ان کا اجماع منعقد کرایا جس پر حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں عمل ہوتا رہا۔ جس پر تقریباً تمام ائمہ اسلام کا اجماع و اتفاق ہوا۔ جس پر آج تک امت عمل کرتی آرہی ہے ۔ حتی کہ حرمین شریفین میں پوری تاریخِ اسلامیہ میں کبھی بھی بیس سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی یہاں تک کہ آج بھی وہاں بیس ہی پڑھی جا رہی ہیں حالانکہ آج کل جن حضرات کا وہاں قبضہ ہے انہیں غیر مقلدین حضرات اپنا ہم مسلک کہتے ہیں لیکن نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ یہ حضرات بات بات پر جن علماء حرمین کا حوالہ دیتے ہیں اس بارے میں ان کا حوالہ دینا تو کجا سننے کے لئے بھی تیار نہیں ۔

بہرحال اس سب کچھ کے باوجود ان حضرات نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد کے اصول پر عمل فرماتے ہوئے امت کو بتانا شروع کر رکھا ہے کہ تراویح صرف آٹھ رکعات ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان حضرات نے جو اہلِ حدیث ہونے کے مدعی ہیں اس سلسلہ میں ایک بھی تو صحیح حدیث بیان نہیں فرمائی جس میں بیس کی نفی اور آٹھ کا اثبات ہوتا۔ ان کا سب سے مضبوط مستدل وہ حدیث ہے جس میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا كان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم ﷺ لا يزيد في رمضان ولا في غيره علي احدي عشرة ركعة۔ (بخاري۔ مسلم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے ۔

قارئین گرامی! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیسا استدلال ہے کہ حضرت ام المومنین تو خود بیان فرما رہی ہیں کہ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھتے تھے تو کیا یہ بات واضح نہیں کہ یہ اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان اور غیر

رمضان میں ہمیشہ پڑھتے تھے تو کیا تراویح غیر رمضان میں پڑھتے تھے صاف ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے تو جناب یہ حدیث تو نماز تہجد کے بارے میں ہے جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے خود حدیث کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ حدیث اس نماز سے متعلق ہے جو رمضان اور غیر رمضان میں برابر پڑھی جاتی تھی اور ظاہر ہے وہ تراویح نہیں ہو سکتی بلکہ نماز تہجد ہے ۔

ان حضرات پر جب اپنے استدلال کی کمزوری عیاں ہوئی تو اب انہوں نے یہ فلسفہ تراش لیا ہے کہ جناب دراصل تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے رمضان میں جو نماز آپ نے ادا فرمائی وہی تہجد بھی تھی اور تراویح بھی اور وہ آٹھ رکعات ہی تھی سبحان اللہ۔ کیسی مغالطہ آمیزی ہے حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ دونوں الگ الگ نمازیں ہیں ۔ جس کا اندازہ مندرجہ ذیل امور سے لگایا جا سکتا ہے

(1) نماز تہجد ابتدائے اسلام میں قبل از ہجرت مشروع ہوئی جیسا کہ حضرت ام المومنین خود بیان فرماتی ہیں کہ یہ سورۃ المزمل کے ابتدائی حصہ کے نازل ہوتے وقت لازم ہوئی تھی۔ (ابو داؤد) جبکہ نماز تراویح 2ھ میں روزوں کی فرضیت کے ساتھ مشروع ہوئی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا اعلان فرمایا کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام نفل قرار دیا ہے (بیہقی۔ مشکوۃ) اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ "اللہ تعالی نے اس مہینے کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور اس کا قیام میں نے تمہارے لئے سنت کر دیا ہے ۔

پس ثابت ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ نمازیں ہیں ایک ابتدائے اسلام میں مشروع ہوئی اور دوسری ہجرت کے بعد۔

(2) امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کی اسی روایت میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ابتداء میں تہجد فرض تھی ایک سال بعد اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی جبکہ نماز تراویح نہ کبھی فرض ہوئی اور نہ اس پر کوئی نسخ وارد ہوا۔

(3) نمازِ تہجد کے لئے نیند شرط ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں حجاج بن

عمرو سے روایت کیا اور یہی اس کا مفہوم بھی ہے لغۃً بھی اور شرعاً بھی۔ لیکن نماز تراویح کے لئے نیند شرط نہیں ہے ۔

(4) حضور علیہ السلام تہجد ہمیشہ رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے جیسا کہ بخاری نے ام المؤمنین سے روایت کیا فرماتی ہیں "کان ینام اولہ ویقوم آخرہ" یعنی رات کے پہلے حصہ میں سوتے اور آخری حصہ میں قیام فرماتے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ اس وقت قیام فرماتے جب مرغ کی اذان سنتے لیکن نماز تراویح آپ نے اول لیل میں پڑھی جیسا کہ حدیث گذر چکی کہ ایک رات آپ نے تہائی رات تک دوسری رات نصف شب تک اور تیسری رات رات کے آخری حصہ تک پڑھی۔

(5) تہجد پورا سال مشروع ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں مسنون ہے ۔

(6) نماز تراویح باجماعت مسنون ہے جبکہ نماز تہجد میں جماعت مسنون نہیں ۔

مذکورہ بالا امور سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تہجد اور تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں کاش ان حضرات غیر مقلدین نے ساری بحث سے پہلے خود لفظ تراویح کا مفہوم ہی سمجھ لیا ہوتا یا تو پھر اس نماز کو تراویح ہی نہ کہتے یا پھر آٹھ کا قول نہ کرتے اس لئے کہ یہ ترویحہ کی جمع ہے جس کا مفہوم ہے کہ ہر چار رکعات کے بعد اتنی ہی دیر آرام کرنا۔ پس لفظ تراویح بتا رہا ہے کہ اس میں کم از کم تین ترویحے ہونے چاہئیں اگر آٹھ رکعات ہوتیں تو پھر اسے تراویح کہنا ہی صحیح نہ تھا بلکہ اسے ترویحتین کہا جانا چاہیئے تھا لیکن یہ تو ان کے نزدیک بھی تراویح ہے ۔

نوٹ:۔ اس مسئلہ کی اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو غزالی زمان رازی دوراں سیدی واستاذی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، نور اللہ مرقدہ و رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "کتاب التراویح" کا مطالعہ فرمایئے جو مقالات کاظمی جلد اول میں شائع ہوئی ہے اور اپنے باب میں بے مثال ہے ۔

انتباہ:۔ تراویح میں ختم قرآن مجید مسنون طریقہ ہے جیسا کہ سنت صحابہ سے ثابت ہے اور امت میں متوارث ہے لیکن آج کل جس طرح حفاظ پڑھتے ہیں کہ

یعلمون تعلمون کے سوا کچھ سمجھ نہیں آتا یہ بالکل قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے قاری حضرات کو چاہیئے کہ وہ اتنا جلدی نہ پڑھیں کہ الفاظ ہی سمجھ میں نہ آئیں اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ حفاظ کو صحیح پڑھنے پر مجبور کریں یا پھر صحیح پڑھنے والے کے پیچھے پڑھیں ۔ غلط پڑھنے والوں کے پیچھے پڑھنے سے اکیلا پڑھ لینا ہی اچھا بلکہ لازم ہے ۔

نمازِ جمعہ

فضائلِ روزِ جمعہ

جمعہ عظیم دن ہے :-عن ابي لبابة بن عبد المنذر قال قال النبي ﷺ ان يوم الجمعة سيد الايام واعظمها عند الله وهو اعظم عندالله من يوم الاضحيٰ و يوم الفطر فيه خمس خلالٍ خلق الله فيه آدم واهبط الله فيه آدم الي الارض وفيه توفي الله آدم وفيه ساعة لا يسئل العبد فيها شئيا الا اعطاه مالم يسئل حراماً وفيه تقوم الساعة مامن ملك مقرب ولا سماء ولا ارض ولا رياح ولا جبال ولا بحر الا وهو مشفق من يوم الجمعة۔ (ابنِ ماجه۔ مشكوٰة)
حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور سب سے زیادہ عظیم ہے اور یہ اللہ کے ہاں عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دنوں سے بھی زیادہ عظمت والا ہے ۔ اس میں پانچ باتیں ہیں (1)اس میں آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ (2)اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا۔ (3)اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وفات دی (4)اس میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس میں بندہ جو کچھ مانگے اسے عطا ہوتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے ۔ (5)اس میں قیامت قائم ہو گی۔ ہر مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ اور سمندر سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں ۔

جمعہ بہترین دن ہے :-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة۔ (مسلم شريف)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ سب سے بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اس میں آپ جنت میں داخل کئے گئے اسی میں اس سے باہر لائے گئے اور جمعہ کے دن ہی قیامت آئے گی۔

جمعہ میں قبولیت کی ساعت:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ ان في الجمعة لساعة لا يوافقها عبد مسلم يسئال الله فيها خيراً الا اعطاه اياه۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ جس مسلمان کو مل جائے اور وہ اس میں اللہ تعالی سے خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالی ضرور اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔

واضح رہے کہ اس ساعت کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں مقصد یہ ہے کہ طالبِ خیر ان تمام ساعات کو ملحوظ رکھے اس لئے کہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔

عن ابي بردة بن ابي موسيٰ قال سمعت ابي يقول سمعت رسول اللهﷺ يقول في شان ساعة جمعة هي مابين ان يجلس الامام الي ان تقضي الصلوٰة۔ (مسلم شريف)

حضرت ابوبردہ بن ابی موسی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ جمعہ کی اس ساعت کے بارے میں فرماتے کہ یہ امام کے (خطبے کے لئے) بیٹھنے اور نماز ختم ہونے کے

درمیان ہوتی ہے ۔

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ التمسوا الساعة التي ترجي في يوم الجمعة بعد العصر الي غيبوبة الشمس (ترمذي۔ مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جس ساعت کی امید کی جاتی ہے اسے عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک تلاش کرو۔

عن ابي هريرة قال قيل للنبي ﷺ لاي شئي سمي يوم الجمعة قال لان فيها طبعت طينة ابيك آدم وفيها الصعقة والبعثة وفيها البطشة وفي آخر ثلاث ساعات منها ساعة من دعا اللہ فيها استجيب له۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ جمعہ کے دن کو جمعہ کیوں کہتے ہیں فرمایا اس لئے کہ اس میں تمہارے باپ حضرت آدم کی مٹی جمع کی گئی تھی اس دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن اٹھایا جائے گا اسی میں قیامت برپا ہو گی اور اس کی آخری تین ساعات میں سے ایک ساعت ایسی ہے کہ جو شخص اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے ۔

کثرتِ درود کا حکم:- عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض و فيه النفخة و فيه الصعقة فاكثروا علي من الصلوٰة فيه فان صلوٰتكم معروضة علي قالوا يارسول اللہ وكيف تعرض صلوٰتنا عليك وقد ارمت قال يقولون بليت قال ان اللہ حرم علي الارض اجساد الانبياء۔ (ابوداؤد۔ نسائي۔ ابنِ ماجہ۔ دارمي۔ بيهقي)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے ۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اسی میں ان کا انتقال ہوا اسی

میں دوسرا صور پھونکا جائے گا اور اسی میں پہلا صور پھونکا جائے گا پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کا وصال ہو چکا ہو گا فرمایا بے شک اللہ تعالی نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام فرما دیے ہیں۔ (یعنی بعد از وصال بھی وہ ویسے ہی رہتے ہیں)

ابنِ ماجہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے مذکورہ بالا حدیث سے ملتی جلتی ایک اور حدیث روایت کی ہے اس میں ہے :

ان اللہ حرم علي الارض ان تاکل اجساد الانبیا فنبي اللہ حي یرزق۔ (ابنِ ماجہ)
اللہ تعالی نے انبیاء کے جسم کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

مختصر فضائل نمازِ جمعہ

گناہوں کی مغفرت:- عن ابي هريرة قال قال رسول الله من توضا فاحسن الوضوء ثم اتي الجمعة فاستمع وانصت غفرله مابينه وبين الجمعة وزيادة ثلاثة ايام ومن مس الحصي فقدلغا۔ (مسلم شريف)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور بہت اچھا وضو کیا پھر وہ جمعہ کی طرف آیا پس اس نے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور تین دن اور بھی ۔ اور جس نے کنکری چھو لی اس نے لغو کیا۔

تین قسم کے نمازی:- عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول اللهﷺ يحضر الجمعة ثلاثة نفر فرجل حضرها بلغو فذلك حظه منها ورجل حضرها بدعاء فهو رجل دعا الله ان شاء اعطاه وان شاء منعه ورجل

حضر ھابانصات و سکوت ولم یتخط رقبة مسلم ولم یؤذ احداً فھي کفارة الي الجمعة التي تلیھا و زیادة ثلاثة ایام وذلك بان اللہ یقول من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالھا۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰة)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں ایک وہ شخص جو لغو کے ساتھ حاضر ہوتا ہے پس اس کا حصہ تو جمعہ سے وہی کچھ ہے دوسرا دعا کے ساتھ حاضر ہوتا ہے یہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالی سے دعا کرتا ہے پس اگر اللہ چاہے تو اسے عطا فرمائے اور اگر چاہے تو نہ عطا فرمائے ۔ تیسرا وہ شخص ہے جو خاموشی اور سکوت کے ساتھ حاضر ہوا اس نے نہ کسی مسلمان کی گردن پھلانگی اور نہ کسی کو اذیت دی تو اس کا یہ جمعہ اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور تین دن زیادہ بھی۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو ایک نیکی کرے گا اس کے لئے اس جیسی دس ہیں (لہذا ایک دن کی نیکی کے بدلہ دس دنوں کے گناہ معاف)

ہر قدم کے بدلے سال کی نیکی:- عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ من غسل یوم الجمعة واغتسل وبکر وابتکر ومشي ولم یرکب ودنا مع الامام واستمع ولم یلغ کان لہ بکل خطوة عمل سنة اجر صیامھا و قیامھا۔ (ترمذي۔ ابوداؤد۔ نسائي۔ ابن ماجہ)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن کپڑے دھوئے اور نہایا جلدی چلا اور جلدی خطبہ پایا اور پیدل چلا، سوار نہ ہوا، امام کے قریب ہوا، توجہ سے خطبہ سنا اور کوئی لغو بات نہ کی تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے عمل کا ثواب ہے یعنی ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب۔

جلدی پہنچنے کی فضیلت:-عن ابي ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ اذا

كان يوم الجمعة وقفت الملائكة علي باب المسجد يكتبون الاول فالا ول ومثل المهجر كمثل الذي يهدي بدنة ثم كالذي يهدي بقرة ثم كبشاً ثم دجاجة ثم بيضة فاذاخرج الامام طووا صُحفهم ويستمعون الذكر۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلے آنے والوں اور پھر بعد میں آنے والوں کو لکھتے جاتے ہیں پس جلدی پہنچنے والے اس کی مانند ہیں جس نے اونٹنی قربانی دی ہو۔ اس کے بعد اس کی مانند ہیں جس نے گائے قربان کی ہو۔ پھر مینڈھا، پھر مرغی اور انڈا صدقہ کرنے والے کی مانند ہوتے ہیں پس جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے اپنا دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں ۔

جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں

دلوں پر مہر اور غفلت :- عن ابن عمر وابي هريرة انهما قالا سمعنا رسول اللهﷺ يقول علي اعواد منبره لينتهين اقوام عن ودعهم الجمعات اوليختمن الله علي قلوبهم ثم ليكونن من الغافلين۔ (مسلم شريف)

حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ اپنے منبر پر فرما رہے تھے کہ لوگ جمعے کو ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے ۔

جمعہ میں سستی کا انجام :-" عن ابي الجعد الضميري قال قال رسول اللهﷺ من ترك ثلاث جمع تهاونا طبع الله علي قلبه۔ (ابوداؤد۔ ترمذي۔ نسائي۔ ابن ماجه)

حضرت ابوالجعد ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے سستی کی بنا پر تین جمعے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا"۔

ترکِ جمعہ منافقت ہے :-"عن ابن عباس ان النبي ﷺ قال من ترك الجمعة من غير ضرورة كتب منافقاً في كتاب لا يمحيٰ ولا يبدل۔ (مشکوٰۃ شریف

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے بغیر ضروری عذر کے جمعہ چھوڑ دیا وہ ایسی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ تبدیل ہوتی ہے۔

نبی کریم کی ناراضگی :-"عن ابن مسعود ان النبي ﷺ قال لقوم يتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان امر رجلاً يصلي بالناس ثم احرق علي رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم۔ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہ گئے تھے میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ گئے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

شرائطِ نمازِ جمعہ

(1) **شہر**:- عن علي انه قال لا جمعة ولا تشريق ولا صلوٰة فطر ولا اضحيٰ الا في مصر جامع او في مدينة عظيمة۔ (مصنف ابن ابي شيبه)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جمعہ، تشریق، نمازِ عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف جامع شہر میں یا بہت بڑے شہر میں جائز ہے۔

تفہیم:- فقہ میں شہر سے مراد وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں۔ دیہات اس سے متعلق ہوں اور وہاں کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے مظلوم کا انصاف

لے سکے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیہات والوں پر جمعہ فرض نہیں بلکہ وہ نماز ظہر ہی پڑھیں گے البتہ اگر وہ دیہات شہر کے اتنے قریب ہیں کہ وہاں تک شہر کی اذان سنائی دیتی ہے تو ان لوگوں کو بھی شہر میں آکر جمعہ پڑھنا چاہیئے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ۔

عن عبداللہ بن عمرو عن النبی ﷺ قال الجمعۃ علی من سمع النداء۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ اس شخص پر ہے جس نے اذان سنی۔

(2) **اذن سلطان** :- جمعہ سلطانِ اسلام خود قائم کرے یا اس کی اجازت سے قائم کیا جائے چنانچہ ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلطانِ اسلام کو بطور شرط بیان فرمایا ہے حدیث کے الفاظ ہیں :

فمن ترکھا فی حیوتی او بعدی ولہ امام عادل او جائرٌ استخفافاً بھا او جحوداً لھا فلا جمع اللہ لہٗ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الا ولا صلوٰۃ لہ ولا زکوٰۃ لہ ولا حج لہ ولا صوم لہ ولا بر لہ حتی یتوب فمن تاب تاب اللہ علیہ۔ الحدیث (ابن ماجہ شریف)

جس نے میری حیات میں یا میرے بعد اسے (جمعہ کو) ترک کیا حالانکہ اس کا کوئی حکمران عادل یا ظالم موجود ہو اگر اسنے اسے (جمعہ کو) ہلکا جانتے ہوئے اور انکار کرتے ہوئے ترک کیا تو اللہ تعالی ایسے لوگوں کے متفرق امر کو جمع نہ کرے اور ان کے معاملہ میں برکت نہ دے ۔ خبردار ایسے شخص کی نماز نہیں اس کی زکوۃ نہیں ، اس کا حج نہیں ، اس کا روزہ نہیں اور اس کی کوئی نیکی نہیں ۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور جو توبہ کرے اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے ۔

(3) **وقت** :- اس کی تفصیل اوقات کے بیان میں گزر چکی ہے ۔

(4) خطبہ :- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

یا یھا الذین آمنوا اذا نودي للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الي ذکر اللہ وذروا البیع الایۃ۔ (القرآن)

اے اہلِ ایمان جب جمعہ کے روز نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

تفسیر کبیر امام رازی میں ہے الذکر ھوالخطبۃ عندالاکثر من اھل التفسیر" یعنی اہلِ تفسیر کی اکثریت کے نزدیک ذکر سے مراد خطبہ ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے چنانچہ حدیث مبارک ہے :

عن جابر بن سمرۃ قال کانت للنبي ﷺ خطبتان یجلس بینھما یقراء القرآن ویذکر الناس فکانت صلوٰتہ قصداً و خطبتہ قصداً (مسلم شریف)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو خطبے تھے ان کے درمیان بیٹھتے تھے ۔ آپ (خطبے میں) قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے پس آپ کی نماز بھی متوازن تھی اور آپ کا خطبہ بھی متوازن تھا۔

(5) جماعت :- جماعتِ جمعہ کے مفہوم کا حصہ ہے یہی آنحضرت اور پوری امت کا عمل ہے کہ جمعہ بغیر جماعت نہیں ۔ آپ کا فرمان ہے "الجمعۃ حق واجب علي کل مسلم في جماعۃ (ابو داؤد)" یعنی "جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازم ہے "۔

(6) اذن عام :- اس کا مطلب ہے کہ جمعہ میں شامل ہونے سے کسی کو روکا نہ جائے بلکہ ہر ایک کو وہاں شامل ہونے کی اجازت ہو ورنہ اس اجتماعی عبادت کا تقاضا پورا نہ ہو گا اور یہ عمل اس کی روح کے خلاف ہو گا اس لئے فقہاء اسلام نے اذن عام کو جمعہ کی شرائط میں بیان فرمایا ہے ۔

مسائلِ جمعہ

غسل سنت ہے :-عن البراء قال قال رسول اللهﷺ حقاً علي المسلمين ان يغتسلوا يوم الجمعة۔ الحديث (ترمذي۔ احمد)

حضرت براء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن غسل کیا کریں۔

مسواک اور خوشبو لگانا:-عن ابن عباس قال قال رسول اللهﷺ ان هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين فمن جاء الي الجمعة فليغتسل وان كان طيب فليمس منه وعليكم بالسواك۔ (ابن ماجه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک یہ وہ دن ہے جسے اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے عید بنایا ہے پس جو شخص جمعہ میں آئے اسے چاہیئے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو اس میں کچھ لگائے اور مسواک کو اپنے اوپر لازم رکھو۔

اچھا لباس پہننا:-عن عبدالله بن سلام قال قال رسول اللهﷺ ماعلي احدكم ان وجد ان يتخذ ثوبين ليوم الجمعة سوي ثوبي مهنته۔ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی پر کوئی حرج نہیں کہ اگر اس کی استطاعت ہو تو وہ کام کے دو کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لئے دو کپڑے بنا لے۔

گردنیں پھلانگنا منع ہے :-عن معاذ بن انس الجهني عن ابيه قال قال رسول اللهﷺ من تخطي رقاب الناس يوم الجمعة اتخذ جسراً الي جهنم (ترمذي۔ مشكوٰة)

حضرت معاذ بن انس جهنی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم میں پہنچنے کا پل بنا لیا۔

قربِ امام مستحب ہے :- عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ ﷺ احضروا الذکر وادنوا من الامام فان الرجل لا یزال یتباعد حتي یؤخر في الجنة وان دخلھا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذکر (خطبہ) میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب ہوا کرو اس لئے کہ انسان ہمیشہ دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں بھی موخر کر دیا جاتا ہے اگرچہ وہ اس میں داخل ہوتا ہے ۔

خاموشی سے خطبہ سننا لازم ہے :- عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من تکلم یوم الجمعة والامام یخطب فھو کمثل الحمار یحمل اسفاراً والذي یقول لہ انصت لیس لہ جمعةٌ۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن بات کی جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اس گدھے کی مانند ہے جس نے بوجھ اٹھا رکھا ہے اور جس نے اس سے کہا کہ چپ ہو جا تو اس کا بھی جمعہ (کامل) نہیں ۔

دورانِ خطبہ نماز شروع کرنا جائز نہیں :- جب امام خطبہ دے رہا ہو تو خاموشی سے خطبہ سننا لازم ہے اور کسی قسم کا کلام اور تحیۃ المسجد یا سنتیں پڑھنا جائز نہیں چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ وہ دوران خطبہ کلام و نماز کو مکروہ سمجھتے تھے علاوہ ازیں صحیح حدیث میں وارد ہوا کہ خطبہ کے دوران کسی بات کرنے والے شخص کو خاموش رہنے کا کہنا بھی جائز نہیں حالانکہ یہ امر بالمعروف ہے جو بہر صورت تحیۃ المسجد اور سنتوں سے افضل ہے لہذا جب امر بالمعروف جائز نہیں تو سنتیں کیسے جائز ہو سکتی ہیں ۔

اگر کوئی کہے کہ صحاح ستہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا آپ نے اسے فرمایا کہ جلدی سے دو

رکعت پڑھ لو اس سے نماز کا جواز ثابت ہوتا ہے تو ہم عرض کریں گے کہ یہ ایک خاص واقعہ تھا جس میں یہ دو رکعت دورانِ خطبہ نہیں تھیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ موقوف فرما کر اسے پڑھنے کی اجازت دی تھی جیسا کہ دارقطنی نے روایت کیا لہذا اس سے دورانِ خطبہ جواز نماز ثابت کرنا صحیح نہیں ۔

جمعہ سے مستثنیٰ حضرات:- عن جابر ان رسول اللهﷺ قال من كان يومن بالله واليوم الاخر فعليه الجمعة يوم الجمعة الا مريض اومسافر اوامراة او صبي اومملوك فمن استغني بلهو او تجارة استغني الله عنه والله غني حميد۔ (دارقطني۔ مشكوٰة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر ایمان ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ لازم ہے سوائے ان لوگوں کے ۔ مریض، مسافر، عورت، بچہ اور غلام۔ پس جو کھیل کود یا خرید و فروخت کی وجہ سے جمعہ سے بے پروا رہا تو اللہ بھی اس سے بے پروا ہے اور اللہ تعالیٰ غنی ہے سراہا ہوا ہے ۔

انتباہ:- مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ وہ تمام حضرات بھی جمعہ سے مستثنیٰ ہیں جو کسی معذوری یا مجبوری کی وجہ سے خود مسجد میں پہنچنے سے قاصر ہیں جیسے نابینا اور مفلوج وغیرہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا" یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ البتہ اگر مستثنیٰ حضرات میں سے کوئی کسی طرح مسجد پہنچ جائے یا لایا جائے اور جماعت میں شریک ہو جائے تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔

بعد میں شامل ہونے والا:- جو شخص نمازِ جمع میں بعد میں آکر شامل ہوا خواہ تشہد میں ہی آکر شامل ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسبِ دستور اس کے آنے سے پہلے والا حصہ پڑھ کر اپنی دو رکعات پوری کر لے صحاح ستہ میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا "جب جماعت کھڑی ہو تو بھاگتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ سکون و وقار کے ساتھ آیا کرو" فما ادركتم فصلوا وما فاتكم

فاتموا (بخاري و مسلم وغيره) "یعنی جو امام کے ساتھ پالو وہ پڑھ لو جو پہلے ہو چکی وہ پوری کر لو۔

تعداد رکعات

چار سنت:-عن عبدالله بن السائب قال ان رسول اللهﷺ کان يصلي اربعاًبعد ان تزول الشمس قبل الظهر فقال انها ساعةٌ تفتح فيها ابواب السماء واحب ان يصعدلي فيها عملٌ صالحٌ۔ (ترمذي شريف)
حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور فرمایا یہ وہ وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس وقت میری نیکی اوپر جائے۔

عن ابن مسعود انه كان يصلي قبل الجمعة اربعاًوبعدها اربعا۔ (ترمذي شريف)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے بھی چار رکعات پڑھتے اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعات پڑھتے۔

دو فرض :-عن عبيد الله بن ابي رافع قال استخلف مروان اباهريرة علي المدينة وخرج الي مكة فصلي لنا ابوهريرة الجمعة فقرا سورة الجمعة في السجدة الاوليٰ وفي الاخرة اذاجاءك المنافقون فقال سمعت رسول اللهﷺ يقرابهما يوم الجمعة۔ (مسلم شريف)
عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مروان مکہ گیا اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنا گیا۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمیں نماز جمعہ پڑھائی انہوں نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورۃ منافقون پڑھی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ جمعہ کے دن یہی دو سورتیں پڑھتے تھے۔

چار سنت:-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ اذا صلي احدكم الجمعة فليصل بعدها اربعا:۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اسے چاہیئے کہ اس کے بعد چار رکعات پڑھے ۔

دو رکعت سنت:-عن سالم عن ابیہ ان النبيﷺ کان یصلي بعد الجمعة رکعتین۔ (مسلم شریف)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے ۔

انتباہ:- اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد چھے رکعات سنت ہیں ۔ چنانچہ ابوداؤد نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے مکہ میں جمعہ پڑھا اس کے بعد چھے رکعات پڑھیں اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰ سے بھی روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد چھے رکعات پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ ترمذی میں ہے ۔

نفل:- اوقاتِ مکروہ کے علاوہ کسی وقت بھی نفل پڑھنا جائز بلکہ پسندیدہ عمل اور موجب اجر ہے لہذا جمعہ کے بعد جو دو نفل امت میں متوارث و معمول ہیں وہ بھی اللہ کی رضا کا سبب اور عملِ خیر ہیں ۔

عیدین

نماز عید واجب ہے اور اس کی تمام شرائط وہی ہیں جو جمعہ کی ہیں ماسوائے خطبہ۔ اسی طرح یوم عید غسل کرنا، اچھا لباس پہننا، اور خوشبو لگانا وغیرہ مسنون ہیں۔

عیدالفطر، عیدالاضحیٰ: -عن انس قال قدم النبي ﷺ المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما فقال ماهذان اليومان قالوا كنا نلعب فيهما في الجاهلية فقال رسول الله ﷺ قد ابدلكم الله بهما خيراً منهما يوم الاضحيٰ ويوم الفطر۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو وہاں کے باشندوں کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلا کودا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں انہوں نے عرض کیا ہم زمانہ جاہلیت میں ان میں کھیلا کودا کرتے تھے تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے بہتر دو دن ان کے بدلے میں دیئے ہیں ایک عیدالاضحیٰ اور دوسرا عیدالفطر۔

عیدالفطر سے پہلے کچھ کھانا اور عیدالاضحیٰ سے پہلے نہ کھانا سنت ہے: -عن بريدة قال كان النبي ﷺ لا يخرج يوم الفطر حتي يطعم ولا يطعم يوم الاضحي حتي يصلي۔ (ترمذي۔ ابن ماجه۔ دارمي)

حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر میں جب تک کچھ کھا نہ لیتے نماز کے لئے تشریف نہ لے جاتے اور عیدالاضحیٰ میں جب تک نماز نہ پڑھتے کچھ نہ کھاتے۔

راستہ بدلنا سنت ہے: -عن ابي هريرة قال كان النبي ﷺ اذا خرج يوم العيد في طريق رجع في غيره۔ (ترمذي۔ دارمي)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب عید کے دن ایک راستہ سے تشریف لے جاتے تو واپس دوسرے راستے سے آتے۔

فطر میں تاخیر اور اضحیٰ میں جلدی:- عن ابي الحويرث ان رسول اللهﷺ كتب الي عمر وبن حزم وهو بنجران عجل الاضحيٰ واخر الفطر وذكر الناس۔ (شافعي۔ مشكوٰة)

حضرت ابو حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرو بن حزم نجران میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خط لکھا کہ عید الاضحیٰ میں جلدی کیا کر اور عید الفطر میں تاخیر کیا کر اور لوگوں کو نصیحت کیا کر۔

صدقہ فطر عید کے لئے جانے سے پہلے:- عن ابن عمر قال فرض رسول اللهﷺ زكوٰة الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعير علي العبد والحر والذكر والانثيٰ والصغير والكبير من المسلمين وامربها ان تودي قبل خروج الناس الي الصلوٰة۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر واجب ٹھہرایا اور حکم فرمایا کہ نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

خطبہ نماز کے بعد:- عن ابن عمر قال كان رسول اللهﷺ وابوبكر و عمر يصلون العيدين قبل الخطبة۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

عیدین سے قبل یا بعد کوئی نفل نہیں:- عن ابنِ عباس ان النبيﷺ

صلي يوم الفطر ركعتين لم يصل قبلهما ولا بعدهما۔ (بخاری۔ مسلم)
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے دن دو رکعات (عیدالفطر) پڑھیں اور اس سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

تعداد رکعات:- عن عمر بن الخطاب قال صلوٰة الاضحیٰ رکعتانِ وصلوٰة الفطر رکعتان وصلوٰة المسافر رکعتانِ وصلوٰة الجمعة رکعتانِ تمام غیر قصرٍ علی لسان النبي ﷺ۔ (نسائي شريف)
حضرت فاروقِ اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کے فرمان کے مطابق عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں ہیں، عید الفطر کی دو رکعتیں ہیں، مسافر کی نماز دو رکعتیں ہے اور جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہے یہ مکمل ہیں قصر نہیں ہیں

نماز عید کا طریقہ

دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہی جائے اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیے جائیں اور ثنا پڑھی جائے۔ اس کے بعد تین زائد تکبیریں کہی جائیں۔ پہلی اور دوسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نیچے چھوڑ دیے جائیں جبکہ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نیچے لا کر باندھ لیے جائیں اور امام قرات کرے پھر رکوع و سجود وغیرہ سے پہلی رکعت مکمل کی جائے۔ دوسری رکعت میں پہلے امام قرات کرے پھر تین زائد تکبیریں کہی جائیں۔ ان تینوں تکبیروں میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر نیچے چھوڑ دیئے جائیں پھر چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور حسبِ دستور دوسری رکعت مکمل کر لیں۔ اس طرح باقی نمازوں اور نماز عید میں فرق یہ ہے کہ اس میں چھ زائد تکبیریں ہیں تین پہلی رکعت میں قرات سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرات کے بعد۔

عن ابي عائشة ان سعيد بن العاص سال ابا موسي الاشعري وحذيفة بن اليمان كيف كان رسول الله ﷺ يكبر في الاضحي والفطر فقال ابو موسي

كان يكبر اربعاً تكبيرة علي الجنائز فقال حذيفة صدق فقال ابو موسي كذالك كنت اكبر في البصرة حيث كنت عليهم۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سعید بن عاص نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن یمان سے پوچھا کہ رسول اللہ عیدالاضحی اور عیدالفطر میں تکبیریں کیسے کہتے تھے حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ آپ جنازے کی تکبیروں کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ابو موسیٰ نے سچ کہا۔ پھر حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ جب میں بصرہ کا والی تھا تو اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔

تفہیم:۔پہلی رکعت میں چار تکبیروں سے مراد تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں ہیں اور دوسری میں چار سے مراد تین زائد اور ایک رکوع کی تکبیر ہے۔ ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع زوائد کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت حذیفہ اور حضرت ابنِ عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جیسے ابنِ ابی شیبہ، عبدالرزاق اور امام محمد وغیرہ نے اپنی کتب میں روایت فرمایا ہے۔

عید میں رفع یدین:۔ عیدین کی نماز میں تکبیرات زوائد کے ساتھ رفع یدین مسنون ہے جیسا کہ بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت فاروقِ اعظم سے روایت کیا ہے۔

صلوۃ الخوف

صلوۃ الخوف پڑھنا اس وقت جائز ہے جب دشمن کی جانب سے حملہ کا خوف ہو اور تمام لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مصر ہوں ورنہ امام فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دے ایک حصہ کو خود مکمل نماز پڑھائے دوسرا حصہ دشمن سے تحفظ کرے پھر بعد میں دوسرے حصہ میں سے کوئی شخص امام بن کر مکمل نماز پڑھا لے لیکن اگر تمام لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر بضد ہیں تو پھر صلوۃ

الخوف پڑھائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ فوج دو حصوں میں تقسیم کر دی جائے ایک حصہ دشمن کے مقابل رہے اور دوسرے حصہ کو امام آدھی نماز پڑھائے پھر وہ گروہ دشمن کے مقابل چلا جائے اور دوسروں کو امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے بھیج دے امام آدھی نماز انہیں پڑھائے اس طرح امام کی نماز پوری ہو جائے گی اور وہ سلام پھیر دے گا جبکہ وہ دونوں گروہ باری باری اپنی بقیہ نماز مکمل کر کے سلام پھیریں گے۔ مغرب میں پہلا گروہ امام کے ساتھ دو اور دوسرا ایک رکعت پڑھے گا۔

عن عبدالله بن عمر قال غزوت مع رسول اللهﷺ قبل نجد فوازينا العدو فصافقنا لهم فقام رسول اللهﷺ يصلي لنا فقامت طائفةمعه و اقبلت طائفة علي العدو فركع رسول اللهﷺ بمن معه وسجد سجدتين ثم انصرفوا مكان الطائفة التي لم تصل فجاء وا فركع رسول الله بهم ركعة وسجد سجدتين ثم سلم فقام كل واحد منهم فركع لنفسه ركعةً وسجد سجدتين۔ (بخاري شريف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نجد کی طرف ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھا ہم دشمن کے مقابل ہوئے تو ہم نے ان کے لئے اپنی صفیں بنالیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل ہوا پس آپ نے اپنے ساتھ والے گروہ کو ایک رکوع اور دو سجدوں سے ایک رکعت پڑھائی پھر وہ گروہ اس گروہ کی جگہ چلا گیا جس نے نماز نہیں پڑھی تھی پس وہ آئے رسول اللہ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی پھر آپ نے سلام پھیرا پھر ہر ایک گروہ نے اپنی ایک ایک رکعت ایک ایک رکوع اور دو سجدوں سے مکمل کی۔

عن عبدالله بن مسعود قال صلي بنا رسول اللهﷺ صلوٰة الخوف فقاموا صفين صف خلف رسول اللهﷺ وصف مستقبل العدو فصلي بهم

رسول اللہ ﷺ رکعۃً ثم جاء الاخرون فقاموا مقامھم واستقبل ھؤلاء العدو فصلي بھم النبي رکعۃً ثم سلم فقام ھؤلاء فصلوا لانفسھم رکعۃً ثم سلموا ثم ذھبوا فقاموا مقام اولئك مستقبلي العدو ورجع اولئك الي مقامھم فصلوا لانفسھم رکعۃً ثم سلموا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز خوف پڑھائی پس لوگوں نے دو صفیں بنا لیں ایک صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور دوسری دشمن کے سامنے تھی پس آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر دوسرے آگئے اور ان کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور یہ دشمن کے مقابل چلے گئے نبی کریم نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی اور آپ نے سلام پھیر دیا پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیر دیا۔ پھر یہ چلے گئے اور اُن کی جگہ دشمن کے مقابل جا کھڑے ہوئے اور وہ اپنی جگہ واپس آئے اور انہوں نے اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیر دیا۔

چار رکعات نمازِ خوف:-عن جابر انہ صلي مع رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الخوف فصلي رسول اللہ ﷺ باحدي الطائفین رکعتین ثم صلي بالطائفۃ الاخري رکعتین فصلي رسول اللہ ﷺ اربع رکعات وصلي بکل طائفۃ رکعتین۔ (مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ خوف پڑھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعات پڑھیں اور ہر ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھیں۔

نماز استسقاء

اگر طویل عرصہ بارش نہ ہو اور خشک سالی کی صورت پیدا ہونے لگے تو لوگوں کو چاہیئے کہ وہ انتہائی عاجزی کے ساتھ، پرانا لباس پہن کر، خشوع و خضوع سے اپنے گھروں سے نکلیں اور میدان میں جا کر توبہ و استغفار کریں اور نماز پڑھیں اللہ تعالی سے بارش طلب کریں۔ اس نماز کو نماز استسقاء کہا جاتا ہے۔

عن ابن عباس قال خرج رسول اللهﷺ يعني في الاستسقاء متبذلاً متواضعاً متخشعاً متضرعاً۔ (ترمذي۔ ابوداؤد۔ نسائي۔ ابن ماجه)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استسقاء میں پرانے کپڑے پہنے، عاجزی کے ساتھ، خشوع کے ساتھ اور گڑگڑاتے ہوئے نکلے۔

نماز و دعا:-عن عبداللّٰه بن زيد قال خرج رسول اللهﷺ بالناس الي المصلي يستسقي فصلي بهم ركعتين جهر فيهما بالقراءة واستقبل القبلة يدعو ورفع يديه وحول رداءه حين استقبل القبلة۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استسقاء کے لئے لوگوں کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے پس آپ نے انہیں دو رکعتیں پڑھائیں ان میں بلند آواز سے قرات کی پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور جب قبلہ کی طرف منہ کیا تو اپنی چادر کو لوٹ دیا۔ (یعنی اوپر والا سرا نیچے اور نیچے والا اوپر کر دیا)

دعا میں ہاتھ اونچے کرنا:-عن انس قال كان النبيﷺ لا يرفع يديه في شئي من دعائه الا في الاستسقاء فانه يرفع حتي يري بياض ابطيه۔ (بخاري، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے سوا اپنی کسی دعا میں اپنے ہاتھ (زیادہ) بلند نہیں فرماتے تھے استسقاء میں اتنے بلند فرماتے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

دعا میں ہاتھ الٹے کرنا:- عن انس ان النبيﷺ استسقي فاشار بظهر

كفيه الي السماء۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے استسقاء کی دعا میں اپنے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کر دی۔

بزرگوں کے وسیلے سے مانگنا:-عن انس ان عمر بن الخطاب كان اذا قحطوا استسقيٰ بالعباس بن عبدالمطلب فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا فتسقينا و انا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے پس آپ نے کہا اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبی کے وسیلے سے مانگتے تھے تو ہمیں سیراب کرتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کے وسیلے سے مانگتے ہیں تو ہمیں سیراب کر حضرت انس فرماتے ہیں کہ وہ سیراب کئے گئے۔

نوٹ:- بزرگانِ دین کے وسیلے سے مانگنے پر فتویٰ بازی کرنے والے حضرات اس حدیث پر اچھی طرح غور فرمائیں کہ ان کے فتویٰ کی زد میں کون کون آتے ہیں۔

پہلی دعا:-اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ (موطا مالک۔ ابوداؤد)

اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنی مردہ زمین کو زندہ فرما دے۔

دوسری دعا:-اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ جو بدلے کے دن کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں وہ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے اے اللہ! تو اللہ ہے ۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ تو بے پرواہ ہے اور ہم فقیر ہیں ۔ تو ہم پر بارش نازل فرما ۔ اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لئے قوت اور ایک مدت تک پہنچانے کا زاد بنا دے ۔

گہن کی نماز

گہن کی نماز اس وقت پڑھی جاتی ہے جب سورج یا چاند گہنا ہو۔ سورج گہن کی نماز سنت موکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب ہے ۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنا مستحب ہے اگر جماعت سے پڑھی جائے تو اس کی تمام شرائط وہی ہیں جو جمعہ کی ہیں مگر اس میں خطبہ شرط نہیں ہے ۔ اس نماز کی کم از کم دو رکعتیں ہیں لیکن چاہیں تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں یہ رکعات باقی نمازوں کی طرح ادا کی جائیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کئے جائیں جن احادیث میں ہر رکعت میں ایک سے زیادہ رکوع کا ذکر ہے وہ مضطرب ہیں ان پر عمل صحیح نہیں ہے ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا ـ الحديث ـ (بخاري ـ مسلم)
بے شک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں گہناتے پس جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو ۔ اللہ اکبر کہو ۔ نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

لوگوں کو جمع کیا جائے :-عن عائشة قالت ان الشمس خسفت على عهد رسول الله ﷺ فبعث مناديا الصلوٰة جامعة ـ الحديث (بخاري ـ مسلم)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کے زمانہ اقدس میں سورج گہنایا تو آپ نے ایک نداء کرنے والے کو بھیجا کہ وہ

کہ نماز قائم ہونے والی ہے -

طویل قیام ورکوع وسجود: -عن ابي موسيٰ قال خسفت الشمس فقام النبي ﷺ فزعاً يخشيٰ ان تكون الساعة فاتي المسجد فصلي باطول قيام وركوع وسجود مارايته قط يفعله - الحديث - (بخاري - مسلم)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سورج گہنایا تو آپ گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے گویا (فہم راوی میں) قیامت کا اندیشہ ہوا پس آپ مسجد میں آئے اور طویل قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھی ایسی طوالت میں نے آپ کو کرتے کبھی نہ دیکھا۔

ہر رکعت میں ایک رکوع: -عن النعمان بن بشير ان رسول الله ﷺ صلي حين انكسفت الشمس مثل صلوٰتنا يركع ويسجد (نسائي شريف)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گہن کی ایسی ہی نماز پڑھی جیسی ہماری عام نماز ہوتی ہے رکوع کیا اور سجدہ کیا۔

اسی طرح انہیں سے ایک اور روایت ہے کہ گہن کی نماز فرض کی طرح پڑھے علاوہ ازیں حضرت سمرۃ بن جندب سے تفصیلی نماز مروی ہے جس میں صرف ایک رکوع کا ذکر ہے یہ دونوں احادیث امام نسائیؒ اور دیگر محدثین نے روایت کی ہیں -

قرات آہستہ کرے: -عن سمرة بن جندب قال صلي بنا رسول الله في كسوف لانسمع له صوتاً (ترمذي - ابوداؤد - نسائي - ابن ماجه)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گہن کی نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز نہ سنتے تھے -

انتباہ: - (۱) جب تک سورج گہنا رہے نماز، استغفار اور دعا وغیرہ میں مشغول رہیں تاآنکہ گہن ختم ہو جائے جیسا کہ متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے -

(۲) چاند گہن کی جماعت مسنون نہیں لہذا بہتر ہے کہ اکیلے نماز پڑھیں اور دعا و

استغفار کریں -

نماز اشراق

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من صلي الفجر في جماعة ثم قعد يذكر الله حتي تطلع الشمس ثم صلي ركعتين كانت له كاجر حجة وعمرة قال قال رسول الله ﷺ تامة تامة تامة (ترمذي شريف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر بیٹھ گیا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے حضرت انس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پورا ، پورا ، پورا

چاشت کی نماز

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من حافظ علي شفعة الضحي غفرت له ذنوبه وان كانت مثل زبد البحر - (احمد - ترمذي - ابن ماجه)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی مانند ہوں -

عن ابي الدرداء وابي ذر قالا قال رسول الله ﷺ عن الله تبارك وتعالي انه قال يا ابن آدم اركع لي اربع ركعات من اول النهار اكفك آخره (ترمذي شريف - مشكوة

حضرت ابو درداء اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابنِ آدم! تو میرے لئے دن کے پہلے حصے میں چار رکعات پڑھ

لے میں دن کے آخری حصہ تک تیری کفایت کروں گا۔

عن معاذة قالت سالت عائشة کم کان رسول اللہ ﷺ یصلي صلوٰة الضحیٰ

قالت اربع رکعات و یزید ماشاء اللہ۔ (مسلم شریف)

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ چار رکعتیں اور جتنا اللہ چاہتا بڑھا دیتے۔

عن ام هاني قالت ان النبي ﷺ دخل بیتها یوم فتح مکة فاغتسل و صلي

ثماني رکعات فلم ار صلوة قط اخف منها غیر انه یتم الرکوع و السجود۔ و

قالت في روایة اخري و ذالك ضحي۔ (بخاري۔ مسلم)

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر داخل ہوئے پس آپ نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعتیں نماز پڑھی وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے خفیف نماز کبھی نہ دیکھی مگر آپ رکوع اور سجود مکمل فرماتے تھے ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من صلي الضحیٰ ثنتي عشرة رکعة بني اللہ

له قصرا من ذهب في الجنة (ترمذي۔ ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔

انتباہ:- چاشت کی نماز کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اس کا وقت سورج بلند ہونے سے لیکر نصف النہار شرعی تک ہے

اوابین کی نماز

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صلي بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة ۔ (ترمذي ۔ مشكوة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھے رکعتیں پڑھیں اور اس دوران کوئی بری بات نہ کی تو یہ اس کیلیے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہونگی ۔

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من صلي بعد المغرب عشرين ركعة بني الله له بيتا في الجنة ۔ (ترمذي ۔ مشكوة)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلیے جنت میں گھر بنائے گا ۔

سجدہ شکر

عن ابي بكرة قال كان رسول الله ﷺ اذا جاء ه امر سرورا او يسر به خر ساجدا شاكر الله تعاليٰ ۔ (ابو داؤد ۔ ترمذي)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی خوشی کی بات حاصل ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلیئے سجدے میں گر جاتے ۔

مشکل کے وقت نماز

عن حذيفة قال كان النبي ﷺ اذا حزبه امر صلي ۔ (ابو داؤد ۔ مشكوة)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نماز پڑھتے ۔

سفر پر جاتے وقت نماز

جب سفر کا ارادہ ہو تو سفر شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے طبرانی نے روایت کیا کہ کسی نے اپنے اہل کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا جو بوقت ارادہ سفر ان کے پاس پڑھیں

سفر سے واپسی کی نماز

عن کعب بن مالك ان رسول اللہ ﷺ کان لا یقدم من سفر الانهارا في الضحي فاذاقد م بدا بالمسجد فصلي فيه رکعتين ثم جلس فيه ۔ (مسلم شریف)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے دن میں بوقت چاشت ہی واپس آتے تھے پس جب آپ آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اس میں دو رکعتیں پڑھتے پھر اس میں بیٹھ جاتے ۔

نماز توبہ

عن علي قال حد ثني ابو بکر و صدق ابو بکر قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول ما من رجل يذنب ذنبا ثم يقوم فيتطهر ثم يصلي ثم يستغفر اللہ الا غفر اللہ له ثم قرا والذين اذا فعلو فاحشة او ظلمو اانفسهم ذكروا اللہ فاستغفروا الذنوبهم ۔ (ترمذي شريف)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا جس شخص نے گناہ کیا پھر کھڑا ہوگیا اور پاکیزگی حاصل کی پھر نماز پڑھی پھر اللہ تعالی سے بخشش مانگی تو اللہ تعالی اسے معاف فرمادیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ وہ لوگ کہ جب ان سے برائی ہو جائے یا اپنی

جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں

نماز استخارہ

بخاری وغیرہ نے حضرت جابر سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ہمیں معاملات کے بارے میں استخارہ اس طرح تعلیم دیتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورۃ تعلیم دیتے آپ فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اور آخر میں اپنی حاجت کا نام لے

دعاء استخارہ: -اَللّٰھُمَّ انّي اَستخيرُكَ بعلمكَ واَستقدرُكَ بقُدرتكَ واَسالُكَ من فضلكَ العظيم فانكَ تقدرُ ولا اقدرُ وتعلمُ ولا اعلمُ وانتَ علامُ الغيوبِ اَللّٰھُمَّ ان كُنتَ تَعلَمُ اِنَّ هٰذا الامرَ خيرٌ لي في ديني ومعاشي وعاقبةِ امري وفي عَاجلِ امري وآجلهٖ فاقدرهُ لي ويسرهُ لي ثم باركْ لي فيه وان كُنتَ تعلمُ انَّ هٰذا الامرَ شرٌ لي في ديني ومعاشي وعاقبةِ امري وَفي عاجل امري وآجلهٖ فَاصرِفهُ عني واصرِفني عنهُ واقدُر لي الخيرَ حيثُ كانَ ثُمَّ اَرضِني بهٖ (بخاري شري

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ قدرت طلب کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو قادر ہے میں قادر نہیں ہوں ۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو جاننے والا ہے ۔ اے اللہ ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین ، معیشت ، انجام کار، اس وقت اور آئندہ بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے پھر میرے لئے اس میں برکت فرما ۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین ، معیشت ، انجام کار، اس وقت اور آئندہ برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بہتری مقدر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر دے ۔

صلوۃ التسبیح

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال للعباس بن عبدالمطلب یا عباس یا عماہ الا اعطیك الا امنحك الا اخبرك الا افعل بك عشر خصال اذا انت فعلت ذالك غفر اللہ لك ذنبك اولہ و آخرہ قدیمہ و حدیثہ خطاہ و عمدہ، صغیرہ وکبیرہ سرہ و علانیتہ ان تصلی اربع رکعات تقرا فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القراۃ فی اول رکعۃ وانت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خمس عشر مرۃ ثم ترکع فتقولها وانت راکع عشراً ثم ترفع راسك من الرکوع فتقولها عشراً ثم تھوی ساجداً فتقولها وانت ساجد عشراً ثم ترفع راسك من السجود فتقولها عشراً ثم تسجد فتقولها عشراً ثم ترفع راسك فتقولها عشراً فذلك خمس وسبعون فی کل رکعۃ تفعل ذلك فی اربع رکعات ان استطعت ان تصلیها فی کل یوم مرۃ فافعل فان لم تفعل ففی کل جمعۃ مرۃ فان لم تفعل ففی کل سنۃ مرۃ فان لم تفعل ففی عمرك مرۃ۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں تمہیں عطا نہ کروں۔ کیا میں تمہیں بخشش نہ کروں کیا میں تمہارے ساتھ احسان نہ کروں دس خصلتوں کا جب تم وہ کر لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام پہلے، پچھلے، پرانے، نئے، غلطی والے، ارادے والے، چھوٹے، بڑے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے گا تم چار رکعتیں نماز پڑھو ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھو جب قرات سے فارغ ہو لو تو کھڑے کھڑے پہلی رکعت میں یہ تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھو سُبحَانَ اللہِ وَالحَمدُ للہ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکبَر۔ پھر رکوع کرو اور رکوع میں دس مرتبہ پڑھو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ میں جاؤ اور دس مرتبہ پڑھو پھر سجدے سے سر

اٹھاو اور دس مرتبہ پڑھو پس یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوا ۔ یہ چار رکعتوں میں کرو اگر ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ کرو اور ایسا نہ ہو سکے تو ہر جمعہ ایک مرتبہ کرو اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ کرو اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں ایک مرتبہ ایسا کرو ۔

انتباہ:- امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت کیاکہ انہوں نے صلوۃ التسبیح کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے فرمایاکہ یہ تسبیح ہر رکعت میں قرات سے پہلے پندرہ مرتبہ اور قرات کے بعد دس مرتبہ پڑھی جائے اور باقی مقامات جیسے مذکور ہوا ویسے ہی عمل کیا جائے سوائے اس کے کہ دو سجدوں کے بعد نہ پڑھی جائے ۔

یہ طریقہ علمائے احناف کے نزدیک زیادہ راجح ہے تاکہ دو سجدوں کے بعد جلسہ نہ کرنا پڑے اور احادیث میں تعارض بھی نہ ہو ۔

واضح رہے کہ رکوع و سجود میں یہ تسبیح رکوع اور سجدے کی تسبیح کے بعد پڑھی جائے گی جیسا کہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے ۔

نماز حاجت

عن عثمان بن حنيف ان رجلاً ضرير البصر اتي النبي ﷺ فقال ادع الله ان يعافيني قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك قال فادعه قال فامره ان يتوضا فيحسن وضوء ويدعو بهذا الدعاء اللهم اني اسالك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة اني توجهت بك الي ربي في حاجتي هذه لتقضي لي اللهم فشفعه في ۔ (ترمذي شريف)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میرے لئے اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے صحت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو دعا کروں اور اگر چاہے تو صبر کر لے وہ تیرے لئے بہتر ہے اس نے عرض کیا آپ دعا فرمائیں آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ بہترین وضو کرے اور یہ دعا مانگے ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری

بارگاہ میں تیرے نبی جو نبی رحمت ہیں حضرت محمد کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں (یارسول اللہ) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ پوری کی جائے ۔ اے اللہ آپ کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

عن عثمان بن حنیف ان رجلاً ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع اللہ لی ان یعافینی فقال ان شئت اخرت لک و ھو خیرٌ و ان شئت دعوت فقال ادعہ فامرہ ان یتوضیاء فیحسن وضوءہ و یصلی رکعتین و یدعو بھذا الدعاء ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتَ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (ابن ماجہ)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے وہ مجھے صحت عطا فرمائے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تاخیر کر دوں اور وہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کر دوں اس نے عرض کیا آپ دعا فرما دیں پس آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ بہترین وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبیِ رحمت حضرت محمد کے وسیلے سے تیری بارگاہ میں توجہ کرتا ہوں اے محمد! بے شک میں اپنی اس حاجت کے بارے میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری کی جائے اے اللہ! آپ کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

انتباہ:- طبرانی وغیرہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم وہاں سے اٹھنے نہ پائے تھے ابھی وہیں باتیں کر رہے تھے وہ شخص واپس آیا گویا کبھی وہ نابینا تھا ہی نہیں ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف نے حضرت عثمان غنی کے دورِ خلافت میں یہی دعا ایک شخص کو تعلیم دی اور اس کی حاجت پوری ہو گئی ۔

توسل ، استمداد اور نداء کے بارے میں کفر و شرک کے فتوے داغنے

والوں کو اس حدیث پر غور و فکر کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ تمام چیزیں مذکورہ بالا حدیث میں موجود ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ ان کے فتاویٰ نے امت تو امت خود رسولِ خدا کو بھی معاف نہیں فرمایا اس لئے کہ آپ نے خود اس دعا کی تعلیم دی جس میں یہ تمام باتیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ تعصب اور عناد سے بالاتر ہو کر دین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

شبِ برات کے قیام کی فضیلت

عن عائشة عن النبي ﷺ قال هل تدرين ماهذه الليلة يعني ليلة النصف من شعبان قالت مافيها يارسول الله فقال فيها ان يكتب كل مولود بني ادم في هذه السنة وفيها ان يكتب كل هالك من بني آدم في هذه السنة وفيها ترفع اعمالهم وفيها تنزل ارزاقهم ـ الحديث (بيهقي ـ مشكوٰة)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کیسی رات ہے یعنی شعبان کی پندرھویں رات ۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کیسی رات ہے فرمایا یہ وہ رات ہے جس میں اس سال پیدا ہونے والا ہر بچہ لکھا جاتا ہے، ہر فوت ہونے والا انسان لکھا جاتا ہے اس میں انسانوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اس میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں ۔

مغفرتِ عامہ:۔عن ابي موسيٰ الاشعري عن رسول الله ﷺ قال ان الله ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن (ابن ماجه شريف)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا شعبان کی پندرھویں رات اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت جلوہ افروز ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور بغض پرور کے ۔

دعوت عامہ :-عن علي قال قال رسول الله ﷺ اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الي السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر فاغفر له الا مسترزق فارزقه الا مبتلي فاعافيه الاكذا الاكذا حتي يطلع الفجر ۔ (ابن ماجہ ۔ مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو قیام کیا کرو اور دن میں روزہ رکھا کرو اس لئے کہ اس رات میں غروبِ آفتاب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آسمانِ دنیا پر نازل ہوتی ہے اور وہ فرماتا ہے کوئی ہے بخشش مانگنے والا میں اسے بخش دوں ۔ کوئی ہے رزق مانگنے والا میں اسے رزق دوں ، کوئی ہے مصیبت زدہ میں اسے عافیت دوں کوئی ہے ایسا، کوئی ہے ایسا ۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے ۔

شب برات میں قبرستان جانا :-عن عائشة قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فاذا هو بالبقيع فقال اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت يارسول الله اني ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الي السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب ۔ (ترمذي ۔ ابن ماجه)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا ۔ آپ جنت البقیع میں ملے فرمایا کیا تجھے ڈر تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تجھ پر ظلم کریں گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ سمجھی کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں کی رات خاص رحمت آسمانِ دنیا پر نازل فرماتا ہے اور بنی کلب کے ریوڑ کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے ۔

شبِ قدر میں قیام

ہزار مہینے سے بہتر رات:-عن انس بن مالك قال دخل رمضان فقال رسول الله ﷺ ان هذا الشهر قد حضر كم وفيه ليلة خيرٌ من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا كل محروم۔ (ابن ماجه)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رمضان شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جو مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جو اس سے محروم رکھا گیا وہ تمام بھلائی سے محروم رکھا گیا اور اس کی بھلائی سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو ہو ہی محروم (یعنی بد قسمت)

شبِ قدر کی تلاش:-عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان (بخاري شريف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

گناہوں کی مغفرت:- امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ محدثین نے حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث روایت کی ہے اس میں شبِ قدر کے قیام کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا:

من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفر له ماتقدم من ذنبه۔ (بخاري - مسلم)

جس نے ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب کی نیت سے شبِ قدر میں قیام کیا اسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

آنحضرت کی سنت:-عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الاواخر مالا يجتهد في غيره (مسلم شريف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ

عشرہ داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا تہبند کس کر باندھ لیتے اور راتوں کو جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے ۔

شب قدر کی دعا:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے آنحضرت سے پوچھا کہ اگر مجھے شب قدر ملے تو کیا پڑھوں آپ نے یہ دعا تعلیم دی ۔ اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني (احمد ۔ ترمذي ۔ ابن ماجه) "اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کر دینا تجھے پسند ہے پس مجھے معاف فرما دے (آمین)

کتاب الجنائز

بیماری کفارہ ہے :- عن ابي هريرة وابي سعيد الخدري عن النبي ﷺ قال مايصيب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذي ولا غم حتي الشوكة يشاكها الاكفر الله بها من خطاياه (بخاري ۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ مسلمان کو جو سختی، الم، پریشانی، حزن، اذیت، غم پہنچے یہاں تک کہ جو کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالی اس کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے ۔

بخار گناہ دور کرتا ہے :- عن ابي هريرة قال ذكرت الحمي عند رسول الله ﷺ فسبها رجل فقال النبي ﷺ لا تسبها فانها تنفي الذنوب كما تنفي النار خبث الحديد ۔ (ابن ماجه)

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا آپ نے فرمایا اسے برا نہ کہو یہ گناہوں کو اس طرح دور کردیتا ہے جیسے آگ لوہے کے میل کو دور کرتی ہے ۔

انتباہ :- مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے لہذا

بیماری پر جزع فزع اور شکوہ و شکایت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر سے کام لینا چاہیئے اور علاج و دعا مسنون ہے ۔

مریض کی عیادت

عیادت مسلمان کا حق ہے :- عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ حق المسلم علي المسلم ست قيل ما هن يا رسول الله قال اذا لقيته فسلم عليه واذا دعاك فاجبه واذا استنضحك فانصح له واذا عطس فحمدالله فشمته واذا مرض فعده واذا مات فاتبعه ۔ (مسلم شريف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھے حقوق ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کونسے ہیں فرمایا جب اس سے ملو تو سلام کرو، جب وہ تمھیں دعوت دے تو اسے قبول کرو، جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرو جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو تم یرحمک اللہ کہو جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ فوت ہو اسکے جنازے کے ساتھ جاؤ ۔

جہنم سے دور :- عن انس قال قال رسول الله ﷺ من توضا فاحسن الوضوء وعا داخاه المسلم محتسبا بوعد من جهنم مسيرة ستين خريفا (ابوداؤد ۔ مشكوة)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور بہترین وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی وہ ساٹھ سال کے فاصلے پر جہنم سے دور رکھا جائے گا ۔

فرشتوں کی دعا اور باغ جنت :- عن علي قال سمعت رسول الله ﷺ يقول مامن مسلم يعود مسلما غدوة الا صلي عليه سبعون الف ملك حتي يمسي وان عاده عشية الا صلي عليه سبعون الف ملك حتي يصبح وكان له

خريف في الجنة۔ (ترمذي۔ ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ نے فرمایا جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کرے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور جو شام کو عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اور اس شخص کے لئے جنت میں ایک باغ ہو گا۔

عیادت کی دعا:- حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اذهب البَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ انت الشافي لاشفاء الا شفاؤك شفاء لا يغادر سقماً۔ (بخاري۔ مسلم)

اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف دور فرما دے اور شفا عطا فرما تو شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔

دیگر:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اگر اس مریض کی زندگی ہے تو ضرور شفایاب ہو گا۔

اَسْاَلُ اللّٰهَ العَظِيمَ رَبَّ العَرْشِ العَظِيمِ اَنْ يَشْفِيَكَ (ابوداؤد۔ ترمذي)

میں عرشِ عظیم کے مالک عظمت والے اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں شفا عطا فرمائے۔

مریض کو تسلی دینا:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ الفاظ فرماتے۔

لَا بَاْسَ طهور ان شاء اللّٰه (بخاري۔ مشكوة)

گھبرانے کی کوئی بات نہیں ان شاء اللہ یہ (گناہوں سے) پاکیزگی ہے ۔

تھوڑا بیٹھنا، تھوڑا بولنا سنت ہے :-عن ابن عباس قال من السنة تخفيف الجلوس وقلة الصخب في العيادة عندالمريض ۔ الحديث (رزین ۔ مشکوٰة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عیادت میں مریض کے پاس کم بیٹھنا اور کم بولنا سنت ہے ۔

مریض کو دم کرنا :-عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا مرض احد من اهل بيته نفث عليه بالمعوذات (مسلم شریف ۔ مشکوٰة)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ معوذات (آخری سورتیں) پڑھ کر اس پر پھونک مارتے ۔

اسی طرح بخاری و مسلم میں ہے کہ آنحضرت اگر خود کوئی تکلیف محسوس کرتے تو اپنے پر بھی معوذات پڑھ کر دم کرتے اور تکلیف والی جگہ پر ہاتھ پھیرتے ۔

تلقین

عن ابي سعيد و ابي هريرة قالا قال رسول الله ﷺ لقنوا موتاكم لا اله الا الله ۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے فوت ہونے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کیا کرو۔

کلمہ پر خاتمہ پر دخول جنت کی بشارت :-عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة ۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو وہ جنت میں داخل ہوا۔

انتباہ:- اس تلقین کا مطلب یہ ہے کہ قریب المرگ انسان کے قریب بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا جائے تاکہ وہ سن کر خود پڑھے۔
جہاں تک اسے کلمہ پڑھنے کا حکم دینے یا مجبور کرنے کا تعلق ہے علماء نے اس سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ کہیں وہ شدت موت کی وجہ سے انکار نہ کر دے جو بہت ہی برا ہے۔

سورۃ یٰسین پڑھنا:- عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ ﷺ اقرء وا سورۃ یٰسین علیٰ موتاکم۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے فوت ہونے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو۔

فائدہ:- مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہ ابن ابی الدنیا، دیلمی اور ابن مردویہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی اور اس میں یہ بھی ہے کہ جس مرنے والے پر سورۃ یٰسین پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسانی کر دیتا ہے۔

انا للہ پڑھنا:- جب کوئی فوت ہو یا کسی کے فوت ہونے کی اطلاع ہو یا کوئی بھی مصیبت ہو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْراً مِّنْھَا (مسلم شریف)
ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما۔

میت کا بوسہ لینا:- عن عائشۃ قالت ان رسول اللہ ﷺ قبل عثمان بن مظعون وھو میت وھو یبکی حتی سال دموع النبی ﷺ علیٰ وجہ عثمان (

ترمذي ۔ ابو داؤد ۔ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے حضرت عثمان بن مظعون کا بوسہ لیا جبکہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ آپ رو رہے تھے یہاں تک کہ نبی کریم کے آنسو حضرت عثمان کے چہرے پر بہنے لگے۔

عن عائشة قالت ان ابابكر قبل النبي ﷺ و هو ميت (ترمذي ۔ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کریم کا بوسہ لیا جبکہ آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

غم اور آنسو بہانا جائز ہے :- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت کی صاحبزادی کا بچہ بیمار تھا آپ صحابہ کرام کے ساتھ عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے اس بچے کو اٹھایا بچے پر عالم نزع طاری تھا آپ کے آنسو جاری ہو گئے حضرت سعد نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ہے آپ نے فرمایا:

هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده فانما يرحم الله من عباده الرحماء (

بخاري ۔ مسلم)

یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دی ہے پس بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔

بین کرنا حرام ہے :- عن ابي سعيد الخدري قال لعن رسول الله ﷺ النائحة والمستمعة ۔ (ابوداؤد ۔ مشكوٰة)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بین کرنے والی اور توجہ سے سننے والی پر لعنت فرمائی۔

نوحے والے جنازے میں شرکت ناجائز ہے :- عن ابن عمر قال نهي رسول الله ﷺ ان تتبع جنازة معها رانة ۔ (احمد ۔ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا جس کے ساتھ نوحہ گر عورت ہو۔

ماتم وغیرہ حرام ہے:-عن عبداللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه ﷺ ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوي الجاهلية۔ (بخاري۔مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رخسار پیٹنے والے، گریبان چاک کرنے والے اور جاہلیت والی چیخ و پکار کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں۔

تعزیت کرنا:-عن ابي برزة قال قال رسول اللّٰه ﷺ من عزي ثكلي كسي بردافي الجنة۔ (ترمذي۔مشكوٰة)

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی سے اسکے بچے کی وفات پر تعزیت کرے اسے جنت میں شاندار لباس پہنایا جائے گا۔

تعزیت کا اجر:-عن عبداللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه ﷺ من عزي مصاباً فله مثل اجره (ترمذي۔ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کی اس کے لئے اس جیسا اجر ہے (یعنی مصیبت پر صبر کرنے والے کے برابر تعزیت کرنے والے کو اجر ملے گا)

موت والے گھر کھانا بھیجنا:-عن عبداللّٰه بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال النبي ﷺ اصنعوا لال جعفر طعاماً فقد اتاهم مايشغلهم (

ترمذي۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم نے (اپنے گھر والوں سے) فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو اس لئے کہ ان کے پاس وہ خبر آئی ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا۔

انتباہ:- عام طور پر لوگوں میں جو مشہور ہے کہ موت والے گھر تین دن کھانا نہیں پکنا چاہیئے یہ بالکل غلط ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں البتہ سنت ہے کہ صرف پہلے دن رشتہ دار یا ہمسائے انہیں کھانا بھیجیں۔

میت کی آنکھیں بند کریں:- جب روح پرواز کر جائے تو میت کی آنکھیں بند کی جائیں۔ آپ ﷺ نے ابو سلمہ کی آنکھیں بند کیں (ابن ماجہ)

غسل میت

غسل میت فرض ہے:- میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اس پر امت کا اجماع ہے علاوہ ازیں متعدد احادیث میں بصیغہ امر غسل میت کا حکم دیا گیا ہے۔

پردہ لازم ہے:- مردہ کو نہلانے کے لئے جب کپڑے اتارے جائیں تو ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ کسی کپڑے سے چھپا دیا جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عن علي قال قال لي النبي ﷺ لا تبرز فخذك ولا تنظر الي فخذ حي ولا ميت۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنی ران ظاہر نہ کیا کرو اور نہ ہی کسی زندہ یا مردہ کی ران دیکھا کرو۔

وضو اور دائیں طرف سے ابتداء:- عن ام عطية قالت قال النبي ﷺ

في غسل ابنته ابدان بميا منها و مواضع الوضوء منها (بخاري - مسلم)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل کے بارے میں فرمایا اس کی دائیں جانب سے اور اعضاء وضو سے ابتداء کرو۔

طاق غسل:- عن ام عطية قالت توفيت احدي بنات النبي ﷺ فاتانا النبي ﷺ فقال اغسلنها بالسدر وتراً۔ (الحديث) (بخاري - مسلم)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم کی ایک بیٹی کا انتقال ہو گیا آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اسے طاق مرتبہ بیری کے پتوں سے غسل دو۔

بیری کے پتوں اور کافور کا استعمال:- عن محمد بن سيرين انه كان ياخذ الغسل من ام عطية يغسل بالسدر مرتين و الثالثة بالماء و الكافور - (ابوداؤد شریف)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے غسل کا طریقہ حضرت ام عطیہ سے حاصل کیا تھا وہ دو مرتبہ بیری کے پتوں سے غسل دیتے اور تیسری مرتبہ پانی اور کافور سے۔

غسل میت کا مکمل طریقہ

"بہار شریعت" میں مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل میت کا جو طریقہ تفصیل سے لکھا ہے وہ یہ ہے جس چارپائی یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجاء کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر

پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ۔ ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یونہی کریں اور بیری کے پتے سے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں ۔ وضو اور غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں " کافور کا پانی بہاتے وقت اسے بائیں کروٹ پر لٹائیں ۔

غسل دینے والے کے لئے نہانا مستحب ہے :-عن ابي هريرة قال قال رسول اللهﷺ من غسل ميتاً فليغتسل۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہیئے کہ نہالے ۔

شہید پر غسل نہیں :-عن جابر ان رسول اللهﷺ كان يجمع بين الرجلين من قتلي احد ويقول ايهما اكثر اخذا للقرآن فاذا اشيرله الي احدهما قدمه في اللحد فقال انا شهيد علي هؤلاء يوم القيامة وامر بدفنهم بدمائهم ولم يغسلهم۔ (ابوداؤدشریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء احد میں سے دو شخص جمع فرماتے اور فرماتے ان میں سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا کون ہے جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے قبر میں آگے رکھتے پس فرمایا میں قیامت کے دن ان کا گواہ ہوں گا آپ نے انہیں ان کے خون کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا اور انہیں غسل نہ دیا۔

کفن

کفن اچھا ہو:-عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کفن احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ۔ (مسلم شریف)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے چاہیئے کہ اچھا کفن دے۔

انتباہ:- اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن پاک صاف، مکمل اور سفید ہو یہ مطلب نہیں کہ زیادہ مہنگا ہو یا اسراف پر مبنی ہو اس لئے کہ حدیث میں اس سے منع فرمایا گیاہے چنانچہ حدیث مبارک ہے۔

عن علي قال قال رسول اللہ ﷺ لاتغالوا في الکفن فانہ یسلب سلباً سریعاً (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کفن کے بارے میں حد سے نہ بڑھو اس لئے کہ یہ جلد پھٹ جاتا ہے۔

کفن سفید ہو:-عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ البسوا من ثیابکم البیاض فانھا من خیر ثیابکم وکفنوا فیھا موتاکم۔ الحدیث (ابوداؤد۔ ترمذي۔ ابن ماجہ)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے کپڑے سفید پہنا کرو اس لئے کہ یہ تمہارا بہترین لباس ہیں اور انہیں (سفید) میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

مرد کا کفن تین کپڑے:-عن ابي سلمة انہ قال سالت عائشة زوج النبي ﷺ فقلت لھا في کم کفن رسول اللہ ﷺ فقالت في ثلاثة اثواب سحولیة۔ (

مسلم شریف)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو انہوں نے فرمایا مقام سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں -

انتباہ:- کفن میں قمیص ہو یا نہ ہو اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے اور اختلاف کی وجہ وہ مختلف روایات ہیں جن میں بعض میں ہے کہ آنحضرت کو جو کفن دیا گیا اس میں قمیص نہ تھی جیسا کہ بخاری وغیرہ میں ہے جبکہ بعض دوسری روایات میں ہے کہ قمیص تھی جیسا کہ امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بہرحال قطع نظر اس سے کہ کونسی روایت صحیح ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کو کفن دینا یہ صحابہ کا عمل تھا لہذا یہ سنت صحابہ ہے اور اصول فقہ میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ سنت صحابہ کی طرف رجوع اس وقت کیا جائے گا جب کوئی چیز سنت رسول سے دستیاب نہ ہو لیکن یہاں پر اس مسئلہ میں حضور علیہ السلام کا فرمان اور آپکی سنت بالکل واضح ہے چنانچہ امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ بہترین کفن دو یمنی چادریں ہیں - اور بخاری وغیرہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لئے اپنی قمیص عطا فرمائی - پس آپ کے فرمان اور آپ کے عمل سے ثابت ہوا کہ کفن کے تین کپڑے یہ ہیں ایک قمیص اور دو چادریں -

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام کے کفن کے بارے میں حضرت ابن عباس کی روایت صحیح ہے اگرچہ اس کی سند میں ضعف ہے لیکن وہ دوسری احادیث سے مؤید ہے -

عورت کا کفن پانچ کپڑے :- عن لیلی بنت قائف الثقیفة قالت کنت فیمن غسل ام کلثوم ابنة رسول اللہ ﷺ عند وفاتها فکان ما اعطانا رسول اللہ ﷺ الحقاء ثم الدرع ثم الخمار ثم الملحفة ثم ادرجت بعد في الثوب الاخر

قالت ورسول اللہ ﷺ جالس عندالباب معہ کفنها يناولناها ثوباً ثوباً (ابوداؤدشریف)

حضرت لیلیٰ بنت قائف رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو وفات کے بعد غسل دیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سب سے پہلے جو کپڑا عطا فرمایا وہ چادر تھی پھر قمیص پھر اوڑھنی پھر بڑی چادر پھر وہ ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹی گئیں حضرت لیلیٰ نے کہا کہ آنحضرت دروازے کے نزدیک تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس کفن تھا جو آپ ہمیں ایک ایک کپڑا عنایت فرما رہے تھے۔

کفن پہنانے کا طریقہ:- پہلے طاق مرتبہ کفن کو دھونی دیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی یعنی قیمص پھر میت کو اس پر لٹا دیں اور کفنی پہنائیں پھر تہبند لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے پھر اسی طرح لفافہ یعنی بڑی چادر لپیٹیں تاکہ داہنی طرف اوپر رہے پھر سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں۔

واضح رہے کہ کفنی کندھوں سے قدموں تک ہوتی ہے تہبند سر سے قدموں تک ہوتی ہے اور بڑی چادر اس سے اتنا لمبی ہوتی ہے جو سر اور پاؤں کی طرف باندھی جا سکے۔

عورت کو کفن دیتے ہوئے پہلے کفنی پہنائی جائے پھر اوڑھنی، پھر تہبند پھر بڑی چادر اور آخر میں سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھ دیا جائے۔

جنازے کو کندھا دینا:- عن ابي هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ من تبع جنازة وحملها ثلاث مرار فقد قضي ما عليه من حقها۔ (ترمذي۔ مشکوٰة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جنازے کے ساتھ گیا اور اسے تین مرتبہ اٹھایا تو بے شک اس نے وہ حق ادا کر دیا جو اس پر تھا۔

چاروں اطراف سے کندھا دینا:-عن عبداللہ بن مسعود قال من اتبع جنازۃ فلیحمل بجوانب السریر کلھا فانہ من السنۃ۔ الحدیث (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اسے چاہیئے کہ وہ چارپائی کے تمام اطراف سے کندھا دے اس لئے کہ یہ سنت ہے۔

جنازے میں جلدی:-عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اسرعوا بالجنازۃ فان تک صالحۃ فخیر تقدمونھا الیہ وان تک سویٰ ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم (بخاری۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ لے کر تیز قدم چلو پس اگر نیک ہے تو بہتر ہے اور اسے اس کے مقام کی طرف آگے کر دو اور اگر ایسا نہیں ہے تو برا ہے اسے اپنے کندھوں سے اتار دو۔

بھاگنا منع ہے:-عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ انہ رای جنازۃ یسرعون بھا قال لتکن علیکم السکینۃ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے ایک جنازہ دیکھا جس کو لے کر لوگ بھاگ رہے تھے آپ نے فرمایا تم پر سکون ہونا چاہیئے۔

جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا صحیح نہیں:- ابتداء میں آنحضرت جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے اور صحابہ کرام کو بھی کھڑا ہونے کا حکم فرماتے لیکن بعد میں آپ نے یہ حکم منسوخ فرما دیا لہذا اب اگر جنازے میں شرکت کا ارادہ ہو تو اٹھ کر ساتھ چلنا چاہیئے ورنہ کھڑا ہو کر پھر بیٹھ جانا بالکل فضول اور لایعنی ہے۔

عن علی قال کان رسول اللہ ﷺ امرنا بالقیام فی الجنازۃ ثم جلس بعد ذلک

وامرنا بالجلوس۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں جنازے کے بارے میں کھڑا ہونے کا حکم دیتے تھے لیکن بعد میں خود بھی بیٹھے رہتے اور ہمیں بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔

میت کی برائی:-عن ابنِ عمر قال قال رسول اللهﷺ اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم (ابوادؤد۔ ترمذي)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے فوت ہو جانے والوں کی اچھائیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔

نمازِ جنازہ

میت کو غسل دینے اور کفن دینے کی طرح اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا بھی فرض کفایہ ہے اگر کسی ایک شخص نے بھی ادا کر دیا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے اور اگر کسی نے ادا نہ کیا تو جن لوگوں تک خبر پہنچی وہ سب گناہگار ہوں گے۔

نمازِ جنازہ کے دو فرض ہیں ایک قیام دوسرا چار تکبیریں۔ اس کے علاوہ جو امور ملحوظ رکھے جاتے ہیں وہ سنت و مستحب ہیں۔

تین صفیں مستحب ہیں :-عن مالك بن هبيرة قال قال رسول اللهﷺ مامن ميت يموت فيصلي عليه ثلاثة صفوف من المسلمين الا اوجب قال فكان مالك اذا استقل اهل الجنازة جزاهم ثلاثة صفوف للحديث (ابو داؤد شريف

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فوت ہو اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے واجب کر دیتا ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت مالک جب دیکھتے کہ جنازہ میں شریک لوگ کم ہیں تو اس حدیث کی وجہ سے انہیں

تین صفوں میں تقسیم کر دیتے ۔

امام میت کے سینے کے سامنے ہو:-عن ابي غالب قال صليت خلف انس علي جنازة فقام حيال صدره ـ (احمد)

حضرت ابوغالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی آپ میت کے سینے کے سامنے کھڑے ہوئے ۔

نمازِ جنازہ کی چار تکبیریں ہیں :-عن عثمان بن عفان ان النبيﷺ صلي علي عثمان بن مظعون وكبر عليه اربعاً (ابن ماجہ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے حضرت عثمان بن مظعون کی نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں ۔

انتباہ:- مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ امام ابوداؤد اور ابنِ ماجہ نے حضرت ابنِ عباس سے احادیث روایت کیں جن میں چار تکبیروں کا ذکر ہے علاوہ ازیں نجاشی کی نمازِ جنازہ میں بھی چار تکبیروں کا ذکر ہے جسے امام بخاری وغیرہ بے شمار محدثین نے روایت کیا۔

ایک روایت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جس میں پانچ تکبیروں کا ذکر ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ منسوخ ہے اس لئے کہ آنحضرت نے جو آخری نمازِ جنازہ پڑھائی اس میں صرف چار تکبیریں کہیں جیسا کہ امام محمد نے روایت کیا اسی طرح امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا بلکہ امام احمد بن حنبل نے روایت کیا کہ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم نے چار تکبیروں پر صحابہ کرام کا اجماع منعقد کیا ۔

نماز جنازہ کے اذکار:- نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری کے بعد درود شریف اور تیسری کے بعد دعا پڑھی جائے جبکہ چوتھی تکبیر کہنے کے بعد سلام پھیرا جائے ۔

چنانچہ امام ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا کہ آنحضرت نے فرمایا:

اذا صلی احدکم فلیبد ابتحمید اللّٰہ و الثناء علیہ ثم لیصل علی النبی ﷺ ثم لیدع بعد ماشاء (ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے کرے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر جو چاہے دعا مانگے۔

نمازِ جنازہ میں قرات نہیں :۔عن نافع ان عبداللّٰہ بن عمر کان لا یقرا فی الصلوٰہ علی الجنائز۔ (موطا امام مالک)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ جنازہ میں قرات نہیں کرتے تھے۔

انتباہ:۔ جن بعض روایات میں جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے ان میں سے کوئی بھی حدیث نبی کریم سے صحیح نہیں ہے البتہ حضرت ابنِ عباس کا عمل مروی ہے .جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ یہ سنت ہے اس کا مطلب سنت نبوی نہیں ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابنِ عمر جیسا شخص سنتِ نبوی کو ترک کر دے جن کا سنتِ نبوی پر عمل کا اہتمام محتاجِ بیاں نہیں بلکہ حضرت ابنِ عباس کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ سورۃ فاتحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل ہے لہذا اگر ثناء کی جگہ یہ سورۃ پڑھ لی جائے تو یہ طریقہ بھی صحیح ہے۔

نمازِ جنازہ کی دعائیں

پہلی دعا:۔اَللّٰھُمَّ اغفِر لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیرِنَا وَ کَبِیرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحیَیتَہٗ مِنَّا فَاَحیِہٖ عَلَی الاِسلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الاِیمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحرِمنَا اَجرَہٗ وَلَا تَفتِنَّا بَعدَہٗ ۔ (احمد ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی ۔ ابن ماجہ)

اے اللہ! تو ہمارے زندوں، ہمارے مردوں، ہمارے حاضرین، ہمارے غائبین، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔

اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور ہمیں اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال۔

دوسری دعا:-اَللّٰھُمَّ اَنتَ رَبُّھَا وَاَنتَ خَلَقْتَھَا وَاَنتَ ھَدَیتَھَا اِلَی الْاِسلَامِ وَاَنتَ قَبَضْتَ رُوحَھَا وَاَنتَ اَعلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرلَہٗ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

اے اللہ! تو اس کا رب ہے تو نے اسے پیدا کیا۔ تو نے اسے اسلام کی ہدایت دی تو نے ہی اس کی روح قبض کی اور تو ہی اس کی خلوت و جلوت کو زیادہ جانتا ہے۔ ہم سفارشی بن کر آئے ہیں تو اسے بخش دے۔

تیسری دعا:-اَللّٰھُمَّ اغفِرلَہٗ وَارحَمہُ وَعَافِہٖ وَاعفُ عَنہُ وَاَکرِم نُزُلَہٗ وَوَسِّع مُدخَلَہٗ وَاغسِلہُ بِالمَاءِ وَالثَّلجِ وَالبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الخَطَایَا کَمَا نَقَّیتَ الثَّوبَ الاَبیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبدِلہُ دَارًا خَیرًا مِن دَارِہٖ وَاَھلًا خَیرًا مِن اَھلِہٖ وَزَوجًا خَیرًا مِن زَوجِہٖ وَاَدخِلہُ الجَنَّۃَ وَاَعِذہُ مِن عَذَابِ القَبرِ وَمِن عَذَابِ النَّارِ (مسلم شریف)

اے اللہ! اسے بخش دے اس پر رحم فرما، اسے عافیت دے، اسے معاف فرما، اس کی مہمانی بہتر فرما، اس کی قبر فراخ کر دے، اسے (مغفرت کے) پانی، برف اور ٹھنڈک سے دھو ڈال، اسے گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا، اسے اسکے گھر سے بہتر گھر، اس کے اہل سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما اور اسے قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

بچے کی نمازِ جنازہ:-عن جابر ان النبي ﷺ قال الطفل لا یصلي علیہ ولا یرث ولا یورث حتي یستھل (ترمذي شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا بچے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی نہ ہی وہ وارث بنے گا اور نہ ہی اس کا وارث بنایا جائے گا یہاں

تک کہ وہ (پیدا ہوتے وقت) روئے۔

تفہیم :- "استہلال" اس آواز کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچہ نکالتا ہے یہاں اس سے مراد وہ علامت ہے جس سے بچے کا زندہ ہونا معلوم ہو سکے پس اگر بچہ زندہ پیدا ہو کر فوت ہوا تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اگر مردہ پیدا ہوا تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں ہے۔

بچے کے لئے دعا:- اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْراً وَّذُخْراً وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً۔ (بیہقی وغیرہ)

اے اللہ! اسے ہمارے لئے آگے جا کر انتظام کرنے والا بنا دے، اسے ہمارے لئے باعثِ اجر اور ذخیرہ بنا دے اور اسے ہمارے لئے شفاعت کرنے والا بنا دے اور اسے شفاعت قبول کیا ہوا بنا دے۔

بچی کے لئے دعا:- بچی کی دعا بھی ویسے ہی ہے جیسے بچے کے لئے صرف مذکر و مونث کا فرق ہے یعنی اس میں جہاں "اجعلہ" آتا ہے یہاں "اجعلھا" آئے گا اور "شافعاوّ مشفعاً" کی جگہ "شافعۃ و مشفعۃ" آئے گا۔

مسجد میں نمازِ جنازہ مکروہ ہے:- عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شئی لہ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی اس کے لئے کچھ بھی (اجر) نہیں ہے۔

غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں:- نمازِ جنازہ کے لئے شرط ہے کہ میت سامنے موجود ہو ورنہ نمازِ جنازہ نہ ہو گی یہی آنحضرت کا عملِ مبارک ہے کہ آپ ہمیشہ میت سامنے رکھ کر نمازِ جنازہ پڑھاتے بلکہ اس بات کا اس حد تک اہتمام فرماتے کہ اگر کسی کی وفات کی آپ کو اطلاع نہ دی گئی اور آپ جنازے میں شرکت نہ فرما سکے تو اس کی قبر پر جا کر نمازِ جنازہ پڑھتے اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اگر غائبانہ نمازِ جنازہ

جائز ہوتی تو قبر پر جا کر پڑھنے کی بجائے آپ کسی بھی جگہ ادا فرما دیتے ۔ جہاں تک نجاشی کی نمازِ جنازہ کا تعلق ہے وہ ایک مخصوص واقعہ ہے جس کو غائبانہ نمازِ جنازہ کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا وہ ایک خصوصیت تھی۔

اور اس کے خصوصیت ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مدینے سے باہر بے شمار صحابہ کرام کا انتقال ہوا لیکن آنحضرت نے کسی کی بھی غائبانہ نمازِ جنازہ نہ پڑھی حالانکہ آپ اس معاملہ میں اس حد تک حساس تھے کہ حکم فرما رکھا تھا کہ جب کوئی فوت ہو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو اس لئے کہ میری طرف سے ان کی نمازِ جنازہ ان کے لئے رحمت ہے پس اگر غائبانہ نمازِ جنازہ مشروع ہوتی تو آپ کسی بھی صحابی کو اس سے محروم نہ فرماتے ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نجاشی کی نمازِ جنازہ بھی غائبانہ نہ تھی بلکہ اللہ تعالی نے اس کی میت آپ کے سامنے کر دی اور آپ اسے ویسے ہی دیکھ رہے تھے جس طرح معراج کے موقع پر مسجدِ اقصی کو دیکھ کر اس کے متعلق سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے تھے چنانچہ صحیح ابنِ حبان میں ہے :

عن عمران بن حصين ان رسول الله ﷺ قال ان اخاكم النجاشي توفي فقوموا صلوا عليه فقام عليه السلام وصفوا خلفه فكبر اربعاً وهم لا يظنون ان جنازته بين يديه (صحيح ابن حبان)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے پس اٹھو اس پر نماز پڑھو آپ علیہ السلام اٹھے اور صحابہ کرام نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں پس آپ نے چار تکبیریں کہیں اور وہ گمان نہیں کرتے تھے کہ اس کا جنازہ آپ کے سامنے ہے۔

یہ آخری جملہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ حقیقت ان کے گمان کے خلاف تھی ورنہ اس جملہ کا کوئی فائدہ نہ ہو گا چنانچہ مسند ابی عوانہ میں تو بالکل واضح ہے کہ:

فصلينا خلفه ونحن لا نري الا ان الجنازة قدامنا (مسند ابي عوانه)

ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

شہید کی نمازِ جنازہ

عن الشعبي قال صلي النبي ﷺ يوم احد علي حمزة سبعين صلوٰة بدابحمزة فصلي عليه ثم جعل يدعو بالشهداء فيصلي عليهم وحمزة مكانه (مراسيل ابي داؤد)

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم نے احد کے دن حضرت حمزہ کی ستر مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی آپ نے ابتداء حضرت حمزہ سے کی ان کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر آپ شہداء کو طلب فرماتے اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھتے رہے اور حضرت حمزہ اپنی جگہ پر رہے۔

انتباہ: - مندرجہ بالا حدیث مرسل ہے اور مرسل جمہور امت کے نزدیک حجت ہے کچھ حضرات اسے حجت نہیں سمجھتے لیکن ان کے نزدیک بھی اگر کوئی مسند حدیث مرسل کی تائید کرے تو پھر وہ حدیث مرسل بھی حجت ہوتی ہے۔ اس حدیث کا معاملہ بھی اسی طرح ہے چنانچہ اس حدیث کی تائید صرف ایک مسند نہیں بلکہ متعدد احادیث فرما رہی ہیں جن میں سے کچھ کے حوالے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام حاکم نے مستدرک میں ایسی سند سے حدیث روایت کی جس کے متعلق فرمایا "صحیح الاسناد" اس میں ہے ثم جئي بحمزة فصلي عليه ثم بالشهداء فيوضعون الي جانب حمزة فيصلي عليهم۔ یعنی حضرت حمزہ کو لایا گیا آپ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر دوسرے شہداء لائے گئے وہ حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ نے ان کی بھی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔

اسی طرح امام احمد نے مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یومِ احد سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی پھر ایک ایک کر کے شہداء لائے جاتے رہے اور نماز جنازہ ادا کی جاتی رہی جبکہ حضرت حمزہ کی میت مبارک اس مقام پر موجود رہی اس طرح آپ کی نمازِ جنازہ ستر مرتبہ ادا ہوئی صلي عليه يومئذ سبعين صلوٰة۔ یعنی اس دن آپ نے حضرت حمزہ کی ستر مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی۔

اسی طرح دار قطنی نے حضرت ابنِ عباس سے روایت کیا اس میں ہے حتي صلي عليه سبعين صلوٰة۔ یعنی یہاں تک کہ آپ نے حضرت حمزہ کی نمازِ جنازہ ستر مرتبہ پڑھی اسی طرح واقدی نے مغازی میں حضرت ابنِ عباس سے روایت کیا یہ تمام احادیث کسی طرح بھی درجہ حسن سے کم نہیں ۔ پس جب یہ تمام مسند احادیث مرسل کی تائید کریں تو وہ کیوں نہ حجت ہو۔

علاوہ ازیں امام نسائیؒ نے حضرت شداد بن الهاد سے ایک طویل حدیث روایت کی جس میں ایک اعرابی کے متعلق مذکور ہے کہ وہ آیا ایمان لایا، ہجرت کی، پھر وہ ایک غزوہ میں شہید ہوگیا تو نبی کریم نے اسے اپنے مبارک جبے میں کفن دیا پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھی حدیث کے الفاظ ہیں ثم قدمه فصلي عليه۔ یعنی آپ نے اسے آگے کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

مزید بر آں امام بخاری وغیرہ نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا کہ آنحضرت اپنے وصال مبارک سے پہلے شہداء احد کی قبور پر تشریف لے گئے اور ان پر ایسے ہی نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے فصلي عليٰ اهل احد صلوٰته علي الميت۔ یعنی آپ نے اہلِ احد پر ویسی ہی نماز پڑھی جیسی آپ میت پر پڑھتے ۔

اگرچہ اتنا طویل عرصہ بعد نماز جنازہ پڑھنا بلکہ اس کا اعادہ کرنا آنحضرت کی خصوصیات سے ہے لیکن بہرحال اس سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ شہید کی نمازِ جنازہ ہے ۔

کچھ لوگوں نے یہاں اپنا مدعیٰ ثابت کرنے کے لئے اس سے مراد دعا بتانے کی کوشش کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ نہ صرف ایک غلط اور ناقابلِ سماعت تاویل ہے بلکہ تحریف کے مترادف ہے ۔

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ

خود کشی کرنا ایک فعل حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس پر بے شمار وعیدیں وارد ہوئی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی کسی بھی حدیث میں اس کی نمازِ جنازہ سے منع نہیں فرمایا گیا۔ جہاں تک مسلم کی اس حدیث کا تعلق

ہے جس میں ہے کہ ایک خودکشی کرنے والے کی میت لائی گئی تو آنحضرت نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تو ہم عرض کریں گے کہ اس حدیث میں صرف اتنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نہ پڑھی یہ کہیں نہیں کہ آپ نے نمازِ جنازہ پڑھنے سے باقی لوگوں کو بھی منع فرما دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات زجر و توبیخ کے لئے بعض لوگوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھتے تاکہ آئندہ اس قسم کے افعال سے اجتناب کیا جائے لیکن ساتھ ہی صحابہ کرام کو نمازِ جنازہ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرماتے جیسا کہ مدیون کے بارے میں آپ کی عادت مبارکہ تھی لہذا آپ کا نہ پڑھنا زجر و توبیخ کے لئے بھی ہو سکتا ہے پس عدم جواز تب ثابت ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بھی پڑھنے سے منع فرما دیا ہو۔

تدفین کا بیان

سخت زمین میں بغلی قبر سنت ہے :-عن عامر بن سعد بن ابي وقاص ان سعد بن ابي وقاص قال في مرضه الذي هلك فيه الحدوا لي لحداوانصبوا علي اللبن كما صنع برسول الله ﷺ ۔ (مسلم شريف)

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس مرض میں جس میں انتقال ہوا فرمایا میرے لئے بغلی قبر بنانا اور اسے کچی اینٹوں سے بند کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا گیا۔

انتباہ:- اگر زمین نرم ہو تو پھر اینٹوں سے چن کر صندوق نما قبر بنانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ہمارے ہاں یہ مروج ہے لیکن اگر زمین اتنی سخت ہو کہ بغلی بن اور ٹھہر سکتی ہو تو بہرحال سنت وہی ہے۔

قبر کشادہ رکھیں :-عن هشام بن عامر ان النبي ﷺ قال يوم احد احفروا واوسعوا واعمقوا واحسنوا ـ الحديث (احمد ـ ترمذي ـ ابوداؤد ـ نسائي)

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے احد کے دن فرمایا کھودو، کھلا کرو، گہرا کرو اور اچھی (قبریں) بناؤ۔

انتباہ:- قبر کی کشادگی کے متعلق علماء نے فرمایا کہ لمبائی قد برابر ہو چوڑائی نصف قد برابر اور گہرائی کم از کم نصف قد برابر اور بہتر ہے کہ گہرائی بھی قد برابر ہو۔

میت قبلہ کی طرف سے اتاری جائے:- عن ابن عباس ان النبي ﷺ دخل قبر اًليلاً فاسرج له سراج فاخذه من قبل القبلة ـ الحديث (ترمذي شريف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رات کو قبر میں داخل ہوئے تو آپ کے لئے دیا جلایا گیا پس آپ نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا۔

علاوہ ازیں ابن ماجہ نے روایت کیا کہ خود آنحضرت کو بھی قبلہ کی جانب سے قبر انور میں اتارا گیا۔

میت کو قبر میں رکھنے کی دعا:- حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم جب میت کو قبر میں داخل فرماتے تو یہ پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰي مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (احمد ـ ترمذي ـ ابن ماجه)

(اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر اسے سپرد زمین کرتے ہیں)

تین بار مٹی ڈالنا:- عن جعفر بن محمد عن ابيه مرسلاً ان النبي ﷺ حثي علي الميت ثلاث حثيات بيديه جميعاً وانه رش علي قبر ابنه ابراهيم ووضع عليه حصباء (مشكوٰة)

حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر سے مرسلاً روایت کیا کہ نبی کریم نے میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالی اور آپ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر پتھر رکھا۔

انتباہ:- قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے ڈالی جائے

اور پہلی مرتبہ مِنۡهَا خَلَقۡنَاكُمۡ۔ دوسری مرتبہ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ اور تیسری مرتبہ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰي۔ پڑھا جائے جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے سند ضعیف سے روایت کیا۔

قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے :- عن جابر قال رش قبر النبي ﷺ وكان الذي رش الماء علي قبره بلال بن رباح بقربة بدا من قبل راسه حتيٰ انتهي الي رجليه (بيهقي في دلائل النبوة ـ مشكوٰة)

حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم کی قبر انور پر پانی چھڑکا گیا اور آپ کی قبر انور پر مشکیزے سے پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے انہوں نے آپ کے سر اقدس کی طرف سے شروع کیا یہاں تک کہ آپ کے قدمین شریفین تک پہنچے۔

تر لکڑی گاڑنا :- عن ابنِ عباس قال مر النبي ﷺ بقبرين يعذبان فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لايستتر من البول واما الاخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين ثم غرز في كل قبر واحدة فقالو يارسول الله لم صنعت هذا فقال لعله ان يخفف عنهما مالم ييبسا (بخاري شريف)

حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم دو قبروں کے قریب سے گزرے جنہیں عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک تر لکڑی لی اسکے دو حصے کئے پھر ہر قبر میں ایک حصہ گاڑ دیا صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی شاید ان کے عذاب میں کمی ہو جائے۔

قبر پر عمارت بنانا :- عن جابر قال نهي رسول الله ﷺ ان يجصص القبر وان يبنيٰ عليه وان يقعد عليه ـ (مسلم شريف)

حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کو (اندر سے) پختہ بنانے، اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

انتباہ:- زمانہ جاہلیت میں لوگ قبر پر کوئی خیمہ یا عمارت بنا کر ایک سال تک اس قبر پر سایہ رکھتے تھے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا اس لئے کہ یہ ایک بے فائدہ حرکت تھی چنانچہ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں لانہ من صنیع اھل الجاھلیۃ ای کانو یظللون علی المیت الی سنۃ۔ لیکن اگر خیمہ یا عمارت سے کوئی غرض صحیح ہو تو پھر وہ منع نہیں جیسا کہ علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں اذا کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد القراء تحتھا فلا تکون منھیۃ۔ یعنی اگر خیمہ کسی فائدہ کے لئے ہو مثلاً اس لئے ہو کہ پڑھنے والے اس کے نیچے بیٹھ سکیں تو پھر وہ منع نہیں ہے۔

اسی میں ہے وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشھورین لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ یعنی اسلاف نے مشائخ اور مشہور علماء کی قبور پر عمارت بنانا اس لئے جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس میں بیٹھنے سے راحت حاصل کریں۔

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ عمارت وہ منع ہے جو بلامقصد صحیح ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا لیکن اگر کسی صحیح مقصد کے لئے قبر پر عمارت تعمیر کی جائے تو وہ اس نہی میں داخل نہیں البتہ آج کل ہمارے زمانے میں جو اس معاملہ میں تفاخر اور مسابقت دیکھنے میں آرہی ہے اس سے اجتناب ہونا چاہیئے بس اتنی عمارت ہی کافی ہے جس سے پڑھنے والوں کو گرمی اور سردی سے بچایا جا سکے اس لئے کہ اس بنا کے جواز کا اصل مقصد ہی یہی ہے۔

قبر ایک بالشت اونچی ہو:- صحیح ابن حبان میں ہے کہ حضور انور کی قبر انور تقریباً ایک بالشت اونچی تھی۔

قبر ڈھال دار ہو:- عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی ﷺ مسنماً (بخاری شریف)

حضرت سفیان تمار (تبع تابعی) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم کی قبر انور دیکھی جو اونٹ کے کوہان کی طرح ڈھال دار تھی۔

قبر پر نشانی رکھنا:-عن المطلب قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازته فدفن فامر النبي ﷺ رجلاً ان یاتیه بحجر فلم یستطع حمله فقام الیها رسول الله ﷺ وحسر عن ذراعیه قال کثیر قال المطلب قال الذي یخبرني ذلك عن رسول الله ﷺ قال کاني انظر الي بیاض ذراعي رسول الله ﷺ حین حسر عنهما فوضعها عند راسه وقال اتعلم بها قبر اخي وادفن الیه من مات من اهلي (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت مطلب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ نکالا گیا اور دفن کیا گیا تو نبی کریم نے ایک شخص کو پتھر اٹھا لانے کا حکم دیا پس وہ اسے نہ اٹھا سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس کی طرف گئے اور اپنی آستینیں چڑھائیں کثیر کہتے ہیں کہ مطلب نے کہا کہ جس شخص نے مجھے اس بات کی خبر دی اس نے کہا کہ گویا میں آپ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپ نے آستینیں چڑھائیں پس آپ نے وہ پتھر ان (میت) کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا اس سے ہمیں اپنے بھائی کی قبر کا پتہ چلے گا اور ہم اپنے گھر والوں میں سے فوت ہونے والے کو ان کے قریب دفن کر سکیں گے۔

قبر پر بیٹھنا منع ہے:-عن ابي هریرة قال قال رسول الله ﷺ لان یجلس احدکم علي جمرة فتحرق ثیابه فتخلص الي جلده خیرله من ان یجلس علي قبر (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھے وہ اس کے کپڑے جلا دے اور بدن تک جا پہنچے یہ اس کے لئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

قبر کی ٹیک لگانا:-عن عمرو بن حزم قال راني النبي ﷺ متکئاً علي قبر

فقال لاتوذصاحب هذاالقبر اولاتوذه (احمد۔مشکوٰۃ)

حضرت عمرو بن حزم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قبر کی ٹیک لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس قبر والے کو اذیت نہ دے یا فرمایا اسے اذیت نہ دے۔

سورۃ بقرہ کی ابتدا اور انتہاء کی تلاوت:-عن عبداللہ بن عمر قال سمعت النبي ﷺ يقول اذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الي قبره وليقرا عند راسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة (بيهقي في شعب الايمان۔مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم سے سنا آپ فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسے روکے نہ رکھو اور اسے جلدی اس کی قبر تک پہنچاؤ اور اس کے سرہانے سورۃ بقرہ کا ابتدائی حصہ اور اس کی پائینتی سورۃ بقرہ کا آخری حصہ پڑھا جائے۔

انتباہ:- یہ حدیث مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح مروی ہے لیکن علامہ بیہقی نے وقف کو صحیح قرار دیا ہے بہرحال علماء نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ سرہانے شروع سورۃ سے مفلحون تک اور پائینتی امن الرسول سے آخر تک تلاوت کی جائے۔

علاوہ ازیں میت کے لئے دعا و استغفار ہر وقت جائز و مستحب ہے خواہ نمازِ جنازہ کے بعد ہو یا دفن کے بعد اس لئے کہ شریعت نے کسی بھی وقت دعا سے منع نہیں فرمایا جو منع کرتا ہے وہ دلیل پیش کرے کہ کہاں اللہ اور اس کے رسولؐ نے جنازہ کے بعد دعا سے منع فرمایا ہے اور اگر کہیں منع نہیں فرمایا تو پھر دوسرا کون شریعت کے حلال کو حرام و ناجائز ٹھہرا سکتا ہے۔ دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم اور دعا کی پسندیدگی مطلق ہے اسے اپنی خواہش سے مقید کرنا دینداری نہیں بلکہ شیطان کی پیروی ہے۔

قبر والے سنتے ہیں :-عن انس عن النبي ﷺ قال العبد اذا وضع في

قبرہ وتولي وذهب اصحابه حتي انه ليسمع قرع نعالهم ۔ الحديث (بخاري شریف۔
حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹتے اور چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔

قبر والے مانوس ہوتے ہیں :-عن عمرو بن العاص قال لابنه وهو في سياق الموت اذا انا مت فلا تصحبني نائحة ولا نار فاذا دفنتموني فشنوا علي التراب شنا ثم اقيموا حول قبري قدر ما ينحر جزور و يقسم لحمها حتي استانس بكم واعلم ماذا اراجع به رسل ربي (مسلم شریف)
حضرت عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے قریب اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو نہ میرے ساتھ بین کرنے والی ہو اور نہ آگ ہو پس جب تم مجھے دفن کرو تو مجھ پر آہستہ سے مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہوتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور جان سکوں کہ میں اپنے رب کے فرستادوں کے سوالات کے جوابات کیسے دوں۔

زیارت قبور

عن بريدة قال قال رسول الله ﷺ نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ۔ الحديث (مسلم شریف)
حضرت بریدۃ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم زیارت کیا کرو۔
مسلم شریف میں ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں فزوروا القبور فانها تذكر الموت۔ یعنی قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ یہ موت یاد دلاتی ہے۔

زیارت قبور سے زہد پیدا ہوتا ہے :-عن ابن مسعود ان رسول الله ﷺ قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا و تذكر

حضرت ابنِ مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ وہ دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے ۔

انتباہ:۔ اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے کہ اس اجازت میں عورتیں شامل ہیں یا نہیں صحیح یہ ہے کہ عورتوں کے لئے بھی یہ اجازت ہے لہذا اگر وہ باپردہ گھر سے نکلیں راستے اور قبرستان میں مردوں سے اختلاط نہ ہو اور وہاں جا کر جزع فزع اور غیر شرعی حرکت نہ کریں تو انہیں بھی زیارت قبور جائز ہے ورنہ نہیں ۔

آج کل چونکہ جہالت اور فتنہ کا زمانہ ہے اس لئے علماء نے احتیاطاً عورتوں کے لئے مطلقاً ممنوع قرار دیا ہے چنانچہ بہار شریعت میں بحوالہ فتاویٰ رضویہ ہے ۔ اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں ۔

والدین کی قبر کی زیارت:۔عن محمد بن النعمان یرفع الحدیث الی النبی ﷺ قال من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفرله و کتب براً (بیہقی فی شعب الایمان مرسلاً ۔ مشکوٰۃ)

حضرت محمد بن نعمان نے نبی کریم سے مرفوع حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ اپنے ماں، باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اسے بخش دیا جاتا ہے اور وہ فرمانبردار لکھا جاتا ہے ۔

قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ پڑھیں:۔اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (مسلم شریف)

اے مومنو! اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں ۔

ایصالِ ثواب

عن ابن عباس ان رجلاً قال یارسول اللہ ان امہ توفیت افینفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم قال فان لی عرفاً فاشھدك انی قد تصدقت بہ عنھا (نسائی شریف)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا اس کو فائدہ پہنچے گا فرمایا جی ہاں اس نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی طرف سے اسے خیرات کر دیا۔

بہترین ایصالِ ثواب:۔ عن سعد بن عبادۃ قال قلت یارسول اللہ ان امی ماتت افاتصدق عنھا قال نعم قلت ای الصدقۃ افضل قال سقی الماء (نسائی شریف)

حضرت سعد بن عبادہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کون سا صدقہ بہتر ہے فرمایا پانی پلانا۔

بیر امِ سعد:۔ عن سعد بن عبادۃ انہ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء قال فحفر بیراً وقال ھذہ لام سعد (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ام سعد (میری والدہ) فوت ہو گئی ہے بہترین صدقہ کونسا ہے فرمایا پانی (راوی نے) کہا کہ حضرت سعد نے ایک کنواں کھودا اور فرمایا یہ کنواں امِ سعد کا ہے۔

انتباہ:۔ اس حدیث پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ بہترین ایصالِ ثواب پانی پلانا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی واضح ہوا کہ کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہو گی جیسا کہ حضرت سعد نے کنویں کو اپنی والدہ کے نام سے منسوب کیا تھا جو بیرام سعد کے نام سے مشہور ہوا۔

غلام آزاد کرنا:۔ عن یحییٰ بن سعید انہ قال توفی عبدالرحمٰن بن ابی بکر

في نوم نامه فاعتقت عنه عائشة زوج النبي ﷺ رقاباً كثيرة (موطا امام مالك)
حضرت یحیٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سو رہے تھے نیند میں فوت ہو گئے تو ام المومنین حضرت عائشہ نے ان کی طرف سے بہت سے غلام آزاد کئے ۔

علاوہ ازیں موطا امام مالک میں یہ حدیث بھی مروی ہے کہ حضرت سعد نے آنحضرت سے اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کرنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے انہیں اجازت عطا فرمائی ۔

ایصالِ ثواب پر اجماع علماء:- علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں ۔

في هذا الحديث ان الصدقة عن الميت تنفع الميت ويصل ثوابها وهو كذالك باجماع العلماء۔
یعنی اس حدیث میں ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ میت کو فائدہ دیتا ہے اور اس کا ثواب پہنچتا ہے اور یہ بالکل اسی طرح ہے اس پر علماء کا اجماع ہے ۔
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ عم میں فرماتے ہیں
مردہ در آں حالت مانند غریقی است کہ انتظار فریاد رسی می برد و صدقات وادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیاربکار می آید وازیں جاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تایک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند۔
یعنی مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی مانند ہوتا ہے جو مدد کا انتظار کرتا ہے ، صدقات، دعائیں اور فاتحہ اس وقت بہت کام آتے ہیں اور یہ جو لوگ موت کے بعد ایک سال تک اور خصوصاً چالیس دن تک اس بارے امداد کی مکمل کوشش کرتے ہیں یہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے ۔
آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرماتے ہوئے قبولِ عام سے نوازے اور برادرانِ اسلام کو اس سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

تمت بالخیر

مکتبہ جمالِ کرم
9. مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042-7324948
Mob: 0321-4300441